

طالب دعا - سیدنا عباس

وَلَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهِ مَاتَ مِثْلَهُ بِطَائِلَةٍ
یہ معرفت امام زمانہ جو مرا کُف کی موت مرا
(حدیث)

جزیرہ برمودا

حضرت حجت (ع) کی اقامت گاہ؟

حصہ دوم

قیامتِ صغریٰ

مروج الاحکام مولانا سید محمد عباس قمر زیدی

— (ناشر) —
جمعیت المنتظرین ۹۱۹ گلستانِ مصطفیٰ - کراچی ۳۸

قیمت: — بیس روپے

بیت العباس - لکھنؤ

جملہ حقوق بحق جمعیت المنتظرین محفوظ

چوتھا ایڈیشن

نام کتاب : جزیرہ برمودا - حضرت حجت (ع) کی اقامت گاہ؟

مؤلف : مروج الاحکام الحاج مولانا سید محمد عباس قمر زیدی

ناشر : جمعیت المنتظرین - (مکتبہ معراج الادب کراچی)

کتابت : سید محمد حسین و محمد احسان کاتب

سال طباعت : مئی ۱۹۸۷ء مطابق ماہ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ

مطبع : انجمن پریس - لارنس روڈ - کراچی

مارچ ۱۹۹۱ء

طباعۃ چہارم

قیمت بین الاقوامی صرف

کتاب ہذا اور مکتبہ معراج ادب کی دیگر مطبوعہ کتابیں مجملہ

قومی کتب فروشوں کے یہاں دستیاب ہیں۔

علاوہ ازیں

مکتبہ کے دفتر: بیت العباس ۹۱۹ گلستان مصطفیٰ

فیڈرل بی ایریا کراچی ۳۸ سے

بھی طلب کی جاسکتی ہیں۔

باسمہ تعالیٰ

اصدار والتجا

جہاں ہستی کی بقا کے اس رمز کی بارگاہ میں جس کے
وجود کی برکت سے اس کائنات میں حیات، رنگ و بو
اور چہل پہل باقی ہے۔

نیز

اس محبوب سے محبت کرنے والے عاشقوں !
اس کے کوئے محبت میں سرگرداں پھرنے والے دیوانوں
اس کی یاد میں خونبار دل کے ساتھ دردِ ہجر میں تڑپنے والوں
اس کے فراق میں اشکبار آنکھوں سے انتظار کرنے والوں
اس کے نامروں اور خادموں میں شامل ہونے کی تمنا کرنے والوں
کے لئے
اس التجا کے ساتھ

اے مصداق عطاء کے کوثر اے نختِ دل فاطمہؓ و حمیدؓ۔ اے نقطہ کمال
نورِ داودؑ بس اب جلد جزیرہٴ برمودا سے خانہٴ کعبہ کا رخ کر کے پرچمِ حق
کو بلند کیجیے اور ظلم و جور سے بھرپور دنیا کو عدل و انصاف پر گرجیے

فہرست مطالب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	پیش گفتار	۵	۱۲	نتیجہ تحقیقات	۶۳
۲	تقریظ	۱۳	۱۳	سفید پانی	۶۹
۳	مطلع نور	۱۷	۱۴	ضروری توجہ	۷۳
۴	شہرت خبر ولادت	۱۹	۱۵	جغرافیہ مثلث برمودا	۷۵
۵	تجلیات در عہد پید	۲۲	۱۶	اٹن پشتریاں	۹۳
۶	غیبت صغریٰ میں	۲۹	۱۷	جزیرہ خضار	۱۰۳
۷	تجلیات امام عصر	۳۲	۱۸	سخن آخر	۱۳۴
۸	غیبت کبریٰ میں امام عصر	۳۴	۱۹	علامات ظہور	۱۴۱
۹	کی تجلیات	۳۷	۲۰	خصوصی ہدایت	۱۷۶
۱۰	حضرت امام مہدی علیہ السلام	۳۹	۲۱	فہرست کتب	۱۷۵
۱۱	کی خصوصی زندگی	۴۲			
	روحہ و اولاد	۵۸			
	اقامت گاہ				
	مثلث برمودا				

بسم اللہ الرحمن الرحیم پیش گفتار

دس بارہ سال پہلے کی بات ہے کہ میرے ایک دوست جو پانی کے جہاز پر ملازم تھے اور اکثر دُور دراز کے سفر پر جایا کرتے تھے میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اس مرتبہ تو ہم عجیب جگہ ہو کر آئے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ وہ عجیب جگہ کون سی ہے تو فرمایا کہ ہمارا جہاز بحر اوقیانوس سے گزر رہا تھا وہاں پتہ چلا کہ یہاں ایک مثلث ہے جس کی تین سمتوں سے مختلف نشانات کے ذریعہ حد بندی کی گئی ہے کیونکہ جو جہاز وہاں جاتا ہے غرق ہو جاتا ہے بلکہ جو ہوائی جہاز بھی اس مثلث کے علاقے پر پرواز کرتا ہے اسے بھی کوئی قوت کھینچ کر غرق کر دیتی ہے۔ اس لئے سب سوایاں اس سے بچ کر گزرتی ہیں اس مثلث کا نام مثلث برمودا ہے۔ چنانچہ ہمارا جہاز جب اس مثلث کے قریب پہنچا تو ہم نے دیکھا کہ عیسائی ملازمین اس مقدس علاقہ کو بڑی عزت و احترام سے دیکھتے ہیں۔ جب ہم نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا یہاں کوئی پوشیدہ طاقت رہتی ہے جس کا راز ابھی تک کسی پر منکشف نہیں ہو سکا۔ وہ طاقت ہر اس چیز کو جو اس علاقے میں داخل ہوتی ہے تباہ و نابود کر دیتی ہے۔ اور بعض مسلم کہتے ہیں کہ یہ جگہ امام وقت سے متعلق ہے۔ اپنے دوست سے جب میں نے یہ حقیقت

سُنی تو میں بھی کچھ دیر کے لئے محو حیرت ہو گیا اور میں نے طے کیا کہ اگر حیراتِ مستعار نے موقع دیا تو میں اس مقام کے متعلق مزید معلومات حاصل کر کے ضبطِ تحریر میں لا کر نشر کروں گا۔ کیا تعجب کہ میرے امام ہی سے اس جگہ کا تعلق ہو۔

اس کے بعد بھی میں کبھی کبھی مثلث برمودا کے متعلق کچھ سنتا رہا۔ جس سے میرے ذوق جستجو میں ہمیشہ مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ چنانچہ جب میں ستمبر ۱۹۷۷ء میں جعفریہ اسلامک سوسائٹی کی دعوت پر عشرہ محرم کی مجالس پڑھنے کے لئے لاس انجلس (امریکہ) بذریعہ پین ایم روانہ ہوا تو فرینکفرٹ (جرمنی) سے روانگی کے موقع پر طیارہ میں بتایا گیا کہ ہم بحر اوقیانوس پر مسلسل پرواز کریں گے۔ بحر اوقیانوس کا نام سن کر مجھے فوراً مثلث برمودا یاد آ گیا اور میں خیالات میں مستغرق ہو کر ایک خاص کیفیت محسوس کرنے لگا۔ اور میں نے طے کیا کہ میں اس مثلث کے متعلق امریکہ میں مزید معلومات حاصل کروں گا۔ اس سفر کے دوران مجھے شکاگو، نیویارک، ایٹلانٹا، ٹورنٹو و وینکوور کنڈا جانے کے ساتھ ساتھ انجائنا کا مریض ہونے کی وجہ سے فضل آئمہ اور شہدائے کربلا کے صدقے میں حیرت انگیز طور سے شکاگو کے ایلونائے یونیورسٹی اسپتال میں کامیاب بانی پاس سرجری سے گزرنا پڑا جس کی بنا پر امریکہ میں قیام کی مدت میں اضافہ ہو گیا۔ اور تقریباً

ہر مقام پر مثلث برمودا موضوع گفتگو رہا۔ جس سے پتہ چلا کہ مثلث برمودا پوری دنیا کے لئے دلچسپ حیرت انگیز اور ناقابلِ فہم مقام ہے۔ جس پر ہر زبان میں سینکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں مگر اس مقام کا معنی حل نہیں ہو سکا۔ انگریزی زبان میں بھی بہت سی کتابیں ہیں اور ترقی دیکھنا لوجی کے نقطہٴ عروج پر فائز ہونے کے باوجود امریکہ و روس جیسے ممالک بھی اس علاقہ کے واقعات پر انگشت بندال ہیں اور ان کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہیں بلکہ اکثر خوف ہو کر یہی کہتے ہیں کہ یہاں کوئی ناقابلِ فہم طاقت موجود ہے۔

ان معلومات نے میرے جذبہٴ شوق کو اور ہمیز کر دیا اور میں نے نیت کی کہ انشاء اللہ صحت کلی کے بعد مزید معلومات حاصل کر دوں گا۔ چنانچہ جون ۱۹۸۶ء میں جب مجھے حیاتِ جدید کے دوبارہ عطا ہونے کے شکریہ کی ادائیگی کے لئے روضہٴ حضرت امام رضا علیہ السلام و جنابِ معصومہٴ قم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو دورانِ قیام اپنے دوست جتوہ الاسلام آقائے سید حسن ناصر الدین صاحبِ ضوی کے ذریعہ علم ہوا کہ اس موضوع پر فارسی زبان میں ایک اہم ترین کتاب موجود ہے۔ میں نے موصوف سے ہر حالت میں جلد کتاب خریدنے کی فرمائش کی۔ خدا کا شکر کہ دوسرے ہی روز مجھے کتاب مل گئی جس کو پانے کے بعد میں نے اپنے قلب و دماغ میں جو سرت محسوس کی اس کا اظہار الفاظ میں ناممکن ہے۔ کتاب کا نام ”جزیرہٴ خضر“

تحقیق پر ارمون مثلث برمودا تھا۔ جو تقریباً ۲۷ صفحات پر مشتمل تھی۔ میں کتاب کا نام ہی دیکھ کر پھڑک گیا۔ مگر مجھے جلد کتاب کے تفصیلی مطالعہ کا موقع نہ مل سکا بلکہ ستمبر ۱۹۸۶ء میں مجھے دوبارہ جب معصوم سینٹر شکاگو کی دعوت پر عشرہ محرم کی مجال پڑھنے اور اپنے چیک اپ کرنے کے لئے امریکہ کے سفر کی سعادت حاصل ہوئی تو یہ کتاب میرے ساتھ تھی۔ جس کا میں کبھی کبھی کچھ مطالعہ کر لیا کرتا تھا۔ اور اکثر مومنین سے اس موضوع پر گفتگو بھی رہتی تھی۔ کہ میرے دوران قیام ہی شکاگو میں یہ خبر سنی گئی کہ ایک روسی آبدوز مثلث برمودا میں حادثہ کا شکار ہو گئی۔ چونکہ اس خبر کا چرچا ہرزبان پر تھا اس لئے ذیل میں ایسے ہی اوبہت سے واقعات و حادثات بھی سنے گئے جو اکثر اس علاقے میں ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ ایک دن دوران گفتگو ایک صاحب نے جو شکاگو میں زیر تعلیم ہیں فرمایا کہ ایک مرتبہ بی بی سی نے مثلث برمودا کے متعلق یہ نشر کیا تھا کہ یا تو یہ جگہ حضرت عیسیٰ سے متعلق ہے یا مسلمانوں کا اماں مہدی سے ہے۔ میں نے اس کا ثبوت چاہا تھا تو انہوں نے بی بی سی سے رابطہ قائم کر کے فرمایا کہ یہ رائے بی بی سی کی نہ تھی۔ بلکہ بعض کا قول نقل کیا گیا تھا۔ میں چونکہ ان واقعات سے بے حد متاثر تھا اس لئے جنوری ۱۹۸۷ء میں وطن واپس آکر میں نے اس کتاب کا مطالعہ شروع کیا۔ آغاز ہی میں حضرت آیتہ اللہ العظمیٰ آقائے سید شہاب الدین

المرعشی الخفی زاد فیوضہم العالی کی تحریر کردہ تقریظ پر نظر پڑی جو کتاب کے باہمیت ہونے پر دلیل تھی۔ کیونکہ علم رجال وفقہ و حدیث و تقویٰ و پاکیزگی کردار میں آپ کی ذات والا صفات اس دور میں پوری دنیا میں مسلم ہے لہذا کسی کتاب کے مضامین کی صحت پر آپ کی تصدیق اور کسی مؤلف و مصنف کی آپ کے قلم سے تعریف و توصیف ہی اس کے لئے ایک عظیم سند ہوتی ہے۔

در اصل یہ کتاب عربی زبان کے مشہور و معروف الشاہ پر داز جناب ناجی البخار دام اقبالہ کی تالیف ہے جس کا فارسی میں ترجمہ حضرت حجتہ الاسلام آقا کے شیخ علی اکبر مہدی پور تبریزی مدظلہ العالی نے فرمایا ہے میں نے کتاب کا بڑی دچپی سے مطالعہ کیا اور طے کیا کہ اس کتاب کے مضامین کا اردو زبان میں طبع ہونا شد ضروری ہے اور شاید یہ سعادت میرے لئے مقدر ہے۔ مگر وقت یہ پیش آئی کہ اگر میں کتاب کا مکمل ترجمہ کرتا ہوں تو کتاب کی ضخامت کی وجہ سے اس کی طباعت و اشاعت قدرے مشکل امر ہے۔ اور اگر یہ منزل طے بھی کر لی جائے تو پاکستان میں مذہبی بدذوقی کے اس بدترین دور میں صاحبان ذوق کے لئے اس کی خرید مشکل ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ بجائے مکمل ترجمہ کے کتاب کے اصل مضامین کو مختصر کر کے بطور اقتباس کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے چنانچہ باوجود علالت طبع کے خصوصی لگن اور حضرت بقیۃ اللہ (ع) کی

خصوصی توجہ کی بنا پر میں نے بہ عجلت اس فریضے کو انجام دے دیا۔
 دورانِ تحریر مجھے خیال آیا کہ میری کتاب قیامتِ صغریٰ انتہائی
 مقبول کتاب ہے۔ چھ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں مگر اب پڑھنے والوں
 کا اصرار ہے کہ مزید علاماتِ ظہورِ تحریر کی جائیں یا ان علامات کو
 علیحدہ تحریر کیا جائے جن کا ابھی عالمِ وجود میں آنا باقی ہے تاکہ
 ایک نظر میں ان علامات کا مطالعہ کر کے لمحاتِ انتظار میں زیادہ شدت
 پیدا کی جائے اور روزمرہ کے بدلتے ہوئے عالمی حالات کی جانب
 خصوصی توجہ رکھی جائے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ وہ کتاب بھی مقبول
 حضرت حجت علیہ السلام ہے۔ اور یہ سچی بھی انہیں کی عنایتِ خصوصی
 کی بنا پر کی جارہی ہے لہذا اس کتاب کو قیامتِ صغریٰ کا دوسرا حصہ
 قرار دے کر اہم علامات و واقعات کا اضافہ کر دینا مناسب ہے۔
 تاکہ کتاب کی دلچسپی و اہمیت میں اضافہ ہو سکے۔ اور اصل حقیقت
 تو یہ ہے کہ میری اس تمام محنت کا محک صرف ایک جذبہ تھا جو میرے
 دل میں جزیرہ خضر کتاب کے مطالعہ سے پیدا ہوا۔ اور وہ یہ کہ اس کے
 مؤلف جناب ناجی بخارا اور مترجم جناب حجتہ الاسلام علی اکبر مہدی پور
 نے جزیرہ خضر کے تمام واقعات کا مثلث برمودا کے واقعات
 سے تطابق کرتے ہوئے یہ تحریر فرمایا کہ واقعات کی تمام مشابہت
 کے باوجود ہمارا یہ دعویٰ ہرگز نہیں کہ مثلث برمودا ہی جزیرہ خضر
 ہے۔ اور یہی حضرت بلقیۃ اللہ (ع) کی اقامت گاہ ہے مگر میں یہ

یقین ضرور ہے کہ مطالعہ کرنے والا جتنی دیر تک ہماری کتاب کے مطالعہ میں مصروف رہے گا اتنی دیر تک اس کی توجہ اپنے امام کی جانب ضرور مبذول رہے گی۔ اور امام کی جانب توجہ اور ان کی زیارت کے شوق میں گزرنے والے لمحات اور لمحات انتظار میں شدت پیدا کرنے والی کیفیت یقیناً عبادت ہے اور یہ ایسی کیفیت ہے جس میں ذات پروردگار بھی شریک ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے۔ فانتظرُ اٰتٰیَ مَعٰکُمْ مِنَ الْمُنْتَظَرِ۔ انتظار کرو میں بھی انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔ بس اس کیفیت نے مجھے مجبور کر دیا۔ اور اسی کیفیت و جذبہ کے تحت عالم انتظار میں پروئے ہوئے چند موتی موجودہ کتاب کی شکل میں اپنے اس محبوب امام کی بارگاہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جس کی ادنیٰ سی توجہ میری زندگی میں خوشگوار انقلاب اور آخرت میں نجات کی ضامن ہو سکتی ہے۔ اللہم بحل فرجہ۔ وہی ذات آج ہر مومن کی توجہ کا مرکز ہے اور میری موجودہ کتاب اس ذات کی جانب توجہ مبذول ہونے کا بہترین ذریعہ ہے۔ خصوصاً دوران مطالعہ اور یہی میرا مقصد تھا۔

میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں اصل کتاب کے مؤلف و مترجم کا جنہوں نے نجات کا قیمتی ذخیرہ اس مادی دور میں ہر مطالعہ کرنے والے کے لئے نہایت محنت کتابی شکل میں جمع فرما دیا۔ میں یلتی ہوں جملہ منتظرین امام سے کہ وہ غیبت کبریٰ کے

اہم دور میں اس کتاب کا مطالعہ کر کے اپنی توجہ کو امام کی جانب
مزدور مبذول فرمائیں اور میری غلطیوں کی اصلاح فرماتے ہوئے
مجھے دعائے خیر میں مشرا موش نہ فرمائیں۔ والسلام علی من التبع
الہدیٰ۔
عاصی و گنہ گار۔ سراپا انتظار

احقر الناس
سید محمد عباس قسمر زیدی

۹۱۹ گلستان مصطفیٰ کراچی ۳۸

۱۵ شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ

معذرت :- میں نے نہایت عجلت میں فارسی کتاب سے
اردو میں ترجمہ کیا ہے اس لئے زبان کی عدم شستگی۔
مضمون کی بے ربطی اور تلفظ کی غلطی کو نظر انداز فرمائیں۔ خصوصاً
انگریزی کے الفاظ کا ترجمہ فارسی تلفظ سے کیا گیا ہے اس لئے
ان میں غلطی کا رد جاننا لازمی بات ہے۔ لہذا میں ان کو تاہیوں پر
پر قارئین سے معذرت خواہ ہوں۔

تقریظ

علامہ بزرگ حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقائے حاج
سید شہاب الدین مرعشی نجفی منظر العالی قم

بسمہ تعالیٰ

وہ خدائے بزرگ و برتر لائق تائید و تشکر ہے جس نے حجت باہرہ
کے باوجود اپنے بندوں پر یہ احسان فرمایا کہ جہاں ہستی کے باقی رہنے
کے راز کو ان میں موجود رکھا۔ وہ راز اگر ایک لمحہ زمین پر موجود نہ
رہے تو زمین مع اپنے ساکنین کے آن واحد میں برباد ہو جائے صلوات
سلام افضل پیغمبران و اشرف سفیران الہی ہمارے سید و سردار
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کی عمرت و اہلبیتؑ پر خصوصاً
ان کے پسر عم جانشین اور ان کے علوم کے وارث امیر المومنین علی ابن ابی طالب
علیہ السلام پر۔

صاحبان غور و فکر و صاحبان نظر پر پوشیدہ نہیں کہ ظہور مہدی
موعود (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) ان مسائل میں سے ہے کہ جن کا یقین تمام
ادیان کے پیرو عیسائی، یہودی، زرتشتی اور بُت پرست تک آپس میں

اختلاف نظر رکھنے کے باوجود اس مسئلہ میں اتفاق نظر رکھتے ہیں انتہائی ہے کہ ملحد بھی معتقد ہیں کہ جہان ہستی میں ایک بار فساد ضرور برپا ہوگا جس کی اصلاح ایک طاقتور مصلح کے ذریعہ ہوگی اس وقت جب کہ زمین سے عدل و انصاف ختم ہو جائے گا۔ تب وہ مصلح عدالت و انصاف کے ساتھ حکمرانی کرے گا۔ آسمانی ادیان کے ماننے والوں خصوصاً مسلمانوں نے اس ذیل میں بے شمار کتابیں اور رسالے تحریر کئے ہیں جن میں اس مصلح الہی کے وجود کو ثابت کیا گیا ہے انہوں نے کسی بھی نوعیت سے اس موضوع کے بارے میں کوتاہی سے کام نہیں لیا۔ علمائے اعلام و مومنین کے گروہ مثل مقدس اردبیلی، سید بحر العلوم، حاج علی بغدادی ہمارے مولا حضرت صاحب الزماں عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کی زیارت کا شرف حاصل کر چکے ہیں اور کچھ علمائے بزرگ نے آپ کے دیدار کی شرح میں کتابیں تحریر فرمائی ہیں جن میں سے ہمارے استاد حدیث مرحوم ثقت الاسلام نور علی ہیں جنہوں نے اہم ترین کتاب (نجم الثاقب) تالیف فرمائی اور آپ کے شاگرد گرانقدر علامہ محمد باقر بیرجندی نے اس بارے میں (بعیثۃ الطالبین راجعاً إلى الامام الغائب) تالیف فرمائی اور اسی طرح دوسری بہت سی کتابیں ہیں جن کو متقدمین و متاخرین نے تالیف فرمایا ہے۔

حضرت کے بارے میں یوں تو بہت سے مسائل قابل غور ہیں لیکن اس دور میں نہایت قابل اہمیت و استان (جزیرۂ خضراء) ہے جہاں تک دانشمند عالی قدر علی بن فاضل مازندرانی نے رسائی کی اور

ان کو حضرت ولی عصرؑ کے دیار میں پہنچنے کا شرف حاصل ہوا۔ داستان جزیرہ خضر اس آخری زمانہ تک ایک ابہام کی نوعیت اختیار کئے ہوئے تھی کیونکہ یہ علم نہ تھا کہ دنیا کے کون سے خطہ میں یہ جزیرہ واقع ہے اور اس کا جغرافیہ اور حدود اور لبعہ کیسا ہے یہاں تک کہ اس عصر کے محققین تعجب انگیز حوادث سے جب (مثلاً برمودا) میں دوچار ہوتے تو انہوں نے وہاں کے حوادثات و عجائبات کے ذیل میں کتابیں رسالے اور مقالے تحریر فرمائے اور علمی مجلات و روزمرہ اخبارات میں شائع کئے جو دنیا میں منتشر ہوئے۔ جن لوگوں کو اس ذیل میں توفیق تحقیق نصیب ہوئی ان میں مذہب کے سلسلہ میں خدمات انجام دینے والے دین میں تلاش و جستجو رکھتے ہوئے جملہ تحقیقات کو رشتہ تحریر میں منسلک کرنے والے جو ان حجتہ الاسلام شیخ علی اکبر مہدی پور تبریزی ہیں جنہوں نے کتاب جزیرہ خضر تحریر فرمائی اور اہم ترین شواہد و قرائن کے اعتبار سے جزیرہ خضر کا انطباق مثلاً برمودہ سے بیان فرمایا۔ اس تحریر کے سلسلے میں موصوف نے نہایت تحقیق و جستجو سے کام کیا اور نہایت زحمت برداشت کر کے اپنی تحریر کو منظر عام پر لائے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب وہ تحقیق ایک قابل قدر کتاب بن گئی جو اپنے موضوع کے لحاظ سے ممتاز ہے۔ چند صفحات اس کتاب کے میرے سہنے پڑھے گئے ہیں ان کو سنا تو ایسا ہی پایا جیسا کہ میں نے بیان کیا۔

میں دعا گو ہوں کہ پروردگار متعال انھیں بہترین جزا عنایت فرمائے اور لبریز جام سے سیراب فرمائے۔ خاتم اوصیاء (عجل اللہ فرجہ) کے ساتھ ان کا

حشر ہو اس حوزہ علمیہ میں ان کے مثل کثرت سے صاحبان علم پیدا ہوں۔ انشاء اللہ۔

اہلبیت عصمت و طہارت کے علوم کی قلم سے
خدمت کرنے والا

ابوالمعالی سید شہاب الدین مرعشی نجفی
خداوند تعالیٰ سید مظلوم علیہ السلام کے
جد کے پرچم کے نیچے ان کو محشور فرمائے
آمین -

حوزہ علمیہ قم ایران

دستخط و مہر شریف

مطلع نور

۲۵ھ ماہ شعبان کی پندرہویں رات اپنے دامن کو سمیٹ کر آسمان کو ترک کرنے والی تھی، مَرُغِ مَحْرِ آسمان پر بکھرے ہوئے ستاروں کو ایک ایک کر کے چٹکنے میں مشغول تھا۔ نیم صبح دریا سے دجلہ کے لیوں اور نوہالان چمن کے رُخساروں کو چومنے میں مصروف تھی۔ سرزمین عراق کا تاریخی شہر، سامرہ اپنے چہرے سے ظلمت کی سیاہ نقاب کو اتار رہا تھا۔ اور سورج کی روپسلی و سنہری کرنیں افق کے سیاہ سینہ کو شکافتہ کرنے کی تیاری کر رہی تھیں کہ یکایک مؤذن کی آواز بلند دروازہ سحر باز صبحِ خجستہ نمودار اور مبارک دن ضیا بار ہوا۔ وہ دن جو دوسرے تمام دنوں سے مختلف تھا۔ کیونکہ آج ابھی ابھی اس تاریخی شہر میں ایک ایسا بچہ عالم وجود میں آیا جس نے اتنے ہی عظمتِ خدا کا ترانہ سنا کر اپنی چھوٹی انگلی کو آسمان کی جانب بلند کیا اور بے ساختہ ایک چھینک لاکر منہ پایا:-

الحمد لله رب العالمين وصلى الله على محمد وآله الطاهرين الخ
تمام حمد و تعریف مخصوص ہے خدا کے لئے جو جہانوں کا پروردگار ہے۔
اور بے پایاں درود خدا محمد و آل محمد پر..... ستمگر یہ خیال کرتے ہیں
کہ حجت خدا دُنیا سے جا چکی ہے لیکن خدا اگر حکمِ ظہور عطا فرماوے تو
شک و تردید درمیان سے ختم ہو جائے۔ آنے والے نے آفتاب کے
لئے الزام الناصب ص ۴۴ و کمال الدین ص ۴۲ وغینہ شیخ طوسی ص ۱۴۷۔

نمودار ہونے سے پہلے اپنی آنکھوں کو اس جہان میں اس لئے کھولا کہ
تاکہ آفتاب ہمیشہ پشت سر رہے۔

سرور و انبساط ہر جگہ پھیل گیا۔ اور ماں کی آنکھوں میں عقیدت و
محبت کی بجلیاں کوند نے لگیں۔ پدر گرامی جن کی نگاہوں کے جام سے
نشاط کی موجیں بکھر رہی تھیں نے فرمایا۔ تعریف اس خدا کی جس نے مجھے زندہ
رکھا تاکہ میں اپنے جانشین کو جو مجھ ہی سے ہے اور سیرت و صورت میں
رسول اکرمؐ سے مشابہ تر ہے اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں۔ خدا اس کی
پردے کے پیچھے حفاظت فرمائے گا۔ اور پھر وہ ظاہر ہو کر زمین کو
عدل و داد سے پُر کر دے گا۔ جب کہ زمین ظلم و ستم سے پُر ہو چکی ہوگی۔
حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی پھوپھی جناب حکیم خاتون
کا چہرہ ان مناظر کو دیکھ کر حیرت و استعجاب میں ڈوب گیا اور محبت و
تعجب و شوق کے آنسو آنکھوں کے حلقوں میں گردش کرنے لگے۔
بغیر ظاہری آثار کے ایسے بچے کا عالم وجود میں آنا علاوہ مشیت و
مصلحت الہی کے حدود عقل میں محدود ہونے سے بالاتر تھا۔ کچھ دیر
پہلے دل میں آنے والے دوسوہ پر شرمندگی کے ساتھ نومولود کے
چہرے پر ماں کی نظریں بار بار فدا ہو رہی تھیں۔

ابھی بچہ ماں کی آغوش کے گہوارہ ہی میں تھا کہ ”ابو نصر“ خادم

کی جانب متوجہ ہو کر گویا ہوا۔ ابونصر مجھے پہچانتے ہو؟ میں حاتم الاصبہاء ہوں۔ خداوند عالم میرے وسیلہ سے شیعوں پر نازل ہونے والی بلاؤں کو دور کرتا ہے۔

شہرتِ خبر ولادت

حجتِ خدا کی ولادت خاندانِ امامت میں نہایت اہمیت کی حامل تھی۔ ضروری تھا کہ اس ولادت کو اس طرح مخفی رکھا جائے کہ کوئی دشمن آگاہ نہ ہو سکے تاکہ حضرت بقیۃ اللہ (ع) کی جان دشمنوں کی گزند سے محفوظ رہے۔

دوسرے بھی لازمی تھا کہ ولادت باسعادت کی خبر دستلوں میں اس طرح مشہور ہو جائے کہ ہزاروں سال کے طول میں کسی کو مجالِ تردید و تکذیب نہ ہو سکے۔

چنانچہ دونوں ذمہ داریاں بہت اچھے طریقے سے انجام دی گئیں۔ مخفی تو اس طرح رکھا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے بھائی کو بھی آنحضرت کے روزِ وفات تک علم نہ ہو سکا۔ حکومت و خلافت کے تمام جاسوس اپنی تمام قوتیں صرف کرنے کے باوجود آپ کی ولادت کی کوئی اطلاع امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت اور اس کے بعد تک حاصل نہ کر سکے۔ باوجودیکہ بہت سی مرتب آپ کے

۱۔ غیبت شیخ طوسی ص ۱۴۸ و کمال الدین ص ۴۴۱۔

بیت الشرف پر یورش کی گئی مگر کوئی سوئی کے ناکے کے برابر بھی ثبوت نہ مل سکا۔

شہرت ولادت کے لئے یہ انتظام کیا گیا کہ دنیا بھر کے شیعوں کے کالوں تک یہ خبر پہنچائی گئی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے ذاتی طور سے اپنے وکیل کو قم میں خط تحریر فرمایا جس میں تحریر کیا کہ :-

اے احمد ابن اسحق خدا نے ہمیں ایک فرزند عطا فرمایا ہے چاہتا ہوں کہ تمہیں اس مسرت بخش خبر سے آگاہ کر دوں۔ تاکہ تم بھی ہماری خوشی میں شریک ہو سکو۔ لیکن اس راز کو عام لوگوں سے پوشیدہ رکھنا۔ اور کسی سے نہ کہنا مگر خاص دوستوں اور خالص شیعوں سے۔

”حسن بن حسین“ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی نسل کے جوان امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں دوڑتے ہوئے آتے ہیں اور فرزند مسعود کی ولادت کی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ امام حسن عسکری السلام اپنے نزدیک ترین صحابی عثمان بن سعید کو اپنے پاس طلب فرما کر حکم دیتے ہیں کہ ۱۵/۵۵۰ رطل روٹی اور ۱۵/۵۵۰ رطل گوشت خرید کر بنی ہاشم میں تقسیم کر دو۔ اس کے علاوہ امام خود سامرا میں جس قدر شیعہ خاندان آباد تھے ان میں سے ہر ایک گھر میں

۱۵ کمال الدین ص ۳۳۴ ۱۵ غیبت شیخ طوسی ص ۱۵۱

۱۵ ایک رطل عراقی برابر ہے ۸۴ مثقال کے۔

ایک بکر اذبح کر کے بھجواتے ہیں اور پھر شیعہ سامرا سے باہر رہتے ہیں۔ ان کے لئے ایک ایک زندہ بکر اور وانہ کرتے ہیں تاکہ حضرت مہدی (عج) کے عقیقہ کی نیت سے ذبح کر کے کھائیں۔

اس وقت جب کہ محمد بن ابراہیم کو فی امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں باریاب ہوتے ہیں تو امام ان سے اُن تمام شیعوں کے نام بتاتے ہیں جن کو عقیقہ کے بکرے روانہ کئے تھے امام کا مقصد یہ تھا کہ خالص شیعہ اس ولادت کے گواہ ہو جائیں تاکہ وقت ضرورت گواہی دے سکیں۔ اور دہل پہلی مصلحت تھی کہ فرزند کے شب ولادت آپ جناب حکیمہ دختر جناب امام جواد اور خواہر امام ہادیؑ کو مدعو فرماتے ہیں اور شب میں مہمان رہنے کی خواہش فرماتے ہیں تاکہ وہ بھی گواہ بن سکیں اس لئے کہ بنی ہاشم کے خاندان میں ان سے زیادہ محترم و معتمد کوئی خالون نہیں ہیں۔

اور یہی سبب تھا کہ جو آپ نے اس شب ایک قابلہ (دائی) کو دعوت دی جو ایک زن صالحہ غیر شیعہ تھی تاکہ وہ بھی اپنے اہل میں دلیل بن سکے۔ بعد کو اسی دائی کے ذریعہ اس کے بہت سے والہ شکان نے ہدایت پائی۔ ولادت کے تیسرے دن امام علیہ السلام نے حضرت بقیۃ اللہ (عج) مولود مسعود کو شیعوں کے ایک گروہ کو دکھلایا تاکہ وہ حجت خدا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور کسی قسم کی تردید کا امکان باقی نہ رہے۔ چنانچہ اس موقع پر آپ فرماتے ہیں کہ

(یہ میرا جانشین اور تمہارا صاحب ہے میرے بعد) یہ وہی قائم ہے جس کے انتظار میں آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی یہ ظہور کرے گا اور جہان کو عدل و داد سے بھر دے گا۔ بعد اس کے کہ وہ جو دستم سے پُرسوئی ہوگی۔ تجلیاتِ امامِ زماں (زعم) در عہدِ پدر:۔ عمر کے ۵ سال جو آپ نے اپنے پدر گرامی کے عہد میں بسر فرمائے ان میں بہت سے شیعوں کو آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ چند کے نام ہم تحریر کر رہے ہیں۔ (۱) احمد بن اسحق۔ وکیل امامِ عسکری علیہ السلام۔ م۔ جب امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں پہنچتے ہیں تو پوچھتے ہیں کہ آپ کے بعد ہمارا امام کون ہے۔ یہ سنکر امام وارد خانہ ہوتے ہیں اور ایک بچہ کو بغل میں لے کر تشریف لاتے ہیں۔ پھر اسحق کہتا ہے کہ بچہ تقریباً تین سال کا تھا جس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا ۱۰

(۲) عمرو ہوازی (۳) محمد بن عثمان عمری (۴) محمد بن ایوب بن نوح (۵) معاویہ بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ ہم چالیس شیعہ تھے جو امامِ عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے کہ آپ نے ہمارے سامنے اپنے فرزند بزرگوار حضرت مہدی (عجل) کو پیش فرمایا اور کہا کہ یہ تمہارا امام ہے۔ میرے بعد اور تمہارے درمیان میرا جانشین ہے۔

۱۰ کمال الدین ص ۳۱۴ مآ بحار الانوار ج ۲ ص ۲۴

ان کے حکم کی تعمیل کرنا اور دین میں اختلاف نہ کرنا تاکہ ہلاک نہ ہو جاؤ۔ پھر فرمایا تم اسے اب دوبارہ نہ دیکھ سکو گے۔ یہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ اس ملاقات کے کچھ مدت بعد امام عسکری دُنیا سے رخصت ہو گئے۔

ان کے علاوہ دوسری معروف شخصیتیں جنہوں نے امام زمانہ کی زیارت کی یہ ہیں (۱) یعقوب بن منقوش (۲) ابراہیم بن محمد فارس نیشاپوری۔ بیان کرتا ہے کہ حاکم وقت مجھ پر ناراض ہوا اور اس قدر دشمن ہوا کہ اس نے میرے قتل کا پختہ ارادہ کر لیا۔ میں نے اپنے اعزہ کو رخصت کیا اور بہت دُور بھاگنے کا ارادہ کر کے امام حسن عسکری علیہ السلام سے رخصت ہونے کے لئے تیزی سے ان کی خدمت میں پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ امام کے پہلو میں ایک آقا زادہ بیٹھا ہوا ہے جس کا رُوئے مبارک چودہویں کے چاند کی طرح چمک رہا ہے۔ آقا زادہ مجھ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے ابراہیم فرار مت کرو خداوندِ عظیم تجھے اس کے شر سے محفوظ فرمائے گا۔ ابراہیم ان بزرگوار کے الفاظ سے حیرت زدہ ہو چکا تھا۔ لہذا گھبرا کر حضرت امام حسن عسکری سے پوچھا۔ مری جان آپ کے قربان۔ یہ آقا زادہ کون ہے جو میرے دل کی گہرائی کی خبر دے رہا ہے۔

امام نے فرمایا یہ میرا بیٹا اور میرا جانشین ہے یہ بڑی مدت تک لوگوں کی نگاہوں سے غائب ہو جائے گا اور اس وقت

جب دُنیا جو رستم سے پُر ہو جائے گی ظہور کرے گا اور جہان کو عدل و داد سے بھر دے گا۔ میں نے دریافت کیا آقا زادہ کا اسم شریف کیا ہے؟ فرمایا وہ ہمنام رسول اکرم (ﷺ) ہے اور اس کی کنیت وہی ہے اس کے ظہور کے وقت تک اس کا نام اور کنیت لینا جائز نہیں ہے اے ابراہیم جو تو نے آج دیکھا یا سنا اس کو پوشیدہ رکھنا۔ اور اہل کے علاوہ کسی سے نہ کہنا۔ (۳) ابو ہارون نے روز ولادت زیارت کی (۴) بن عبد اللہ قمی نے حضرت کے کسی معجزے دیکھے اور زیارت کی (۵) عقیدہ خادم امام حسن عسکری علیہ السلام نے بہت سی مرتبہ اس مہربان کا دیدار کیا جب امام اپنے فرزند کو طلب فرمانا چاہتے تھے تو عقیدہ ہی کو لانے کا حکم دیتے تھے۔ جو گھر میں داخل ہو کر نور دیدہ کو پدربزرگوار کی خدمت میں لایا کرتے تھے (۶) خاندان عصمت و طہارت کے افراد میں سے جناب حکیمہ خاتون امام حسن عسکری کی بھو بھی علاوہ شب ولادت کے ہر چالیسویں دن زیارت سے مشرف ہوتی تھیں۔ یہ سعادت اور کسی کو نصیب نہ تھی۔ آپ ارشاد فرماتی ہیں کہ میں جس وقت بھی کوئی سوال پوچھنے کا ارادہ کرتی تو سوال سے پہلے مجھے جواب دے دیتے۔ اور اکثر ایسا بھی ہوا کہ ہمیں کوئی حادثہ پیش آگیا تو اسی وقت اس فرزند کی جانب سے رہنمائی حاصل ہو جاتی تھی۔

۱۔ منتخب الاثر ص ۳۵۴ ۲۔ بحار الانوار ج ۵۲ ص ۲۵

۳۔ بحار الانوار ج ۵۲ ص ۷۸ - ۷۹ -

(۷) گھر میں رہنے والے دوسرے ملازمین نے بھی بارہا شرفِ زیارت حاصل کیا۔ مثلاً (۸) ابوالنصر خادم نے بارہا زیارت کی اور آپ کے گہوارے کے قریب کھڑے ہو کر باتیں کیں اور حدیثیں نقل کیں۔ (۹) ابو غانم خادم نے بارہا دیکھا خصوصاً ولادت سے تیسرے دن زیارت کر کے پورے اوصاف بیان کئے۔ (۱۰) ماریہ کینز اور نسیم خادم نے بھی زیارت کر کے روایتیں بیان کی ہیں (۱۱) امام حسن عسکری کے عہد میں آخری انسان جو حضرت ولی عصر کی زیارت سے مشرف ہوا ابوسہل اسمعیل بن علی کو بھی ہے جو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے آخری لمحات میں دیدارِ امام کے لئے پہنچا اور اس حال میں پہنچا کہ امام وہ پیالہ طلب فرمانا چاہتے تھے جس میں مصطلی جوش دیا ہوا پانی تھا اور آپ بیماری کی شدت کی وجہ سے اس کے خود اٹھانے پر قادر نہ تھے لہذا آپ نے اپنے سرزند حضرت (مہدی ع) سے خواہش فرمائی کہ مرد کریں چنانچہ انہوں نے پیالہ دست مبارک میں لیا۔ اور پدرِ بزرگوار کو پلایا۔ پھر فرمایا کہ مجھے نماز کے لئے تیار کرو۔ حضرت ولی عصر (ع) نے مدد کی۔ اور امام نے وضو کیا۔ اور پھر اپنے فرزند بزرگوار سے فرمایا۔

اے میرے فرزند تمہارے لئے خوشخبری ہو کہ تم (صاحب الزماں) مہدی اور زمین میں خدا کی حجت ہو۔ تم میرے فرزند اور میرے جانشین ہو۔

الوسھل بیان کرتا ہے کہ ادھر امام کے الفاظ تمام ہوئے ادھر آپ نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد فرمادی ہے۔
 اجمالی طور سے مندرجہ بیانات کے نمونوں سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے ۵ سال کی خدمت از ۵۲۵ھ تا ۲۶۰ھ تک ہر طریقہ سے اپنے فرزند کی ولادت کی خبر دنیا کے مختلف حصوں میں شیعوں کے کانوں تک پہنچادی تھی اور جب آپ کو اپنی موت کی قربت کا یقین ہو گیا تو آپ نے چالیس صحابہ خاص کو طلب فرما کر حجت بنردال حضرت صاحب الزماں (عج) کو ان کے سامنے پیش فرما کر اور ان سب کو ان کے امام کی زیارت سے مشرف فرما کر ہر قسم کی تردید کے دروازوں کو بند کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ آپ نے کثیر تعداد میں خطوط شیعان خالص کو ارسال فرمائے جو اسلامی مملکت کے مختلف علاقوں میں رہتے تھے بطور نمونہ کتابوں میں وہ خط ہے جو آپ نے اپنی وفات سے ۱۵ ایوم قبل (الوالادیان) کے توسط سے مدائن روانہ فرمایا تھا۔ خصوصاً آپ نے اپنی زندگی کی آخری شب باوجود انتہائی ضعف و ناتوانی کے بہت سے خطوط تحریر فرما کر مدینہ روانہ کئے جن کی وجہ سے حضرت بقیۃ اللہ کی ولادت و وجود سے ہر خالص شیعہ آگاہ ہو چکا تھا۔

۱۔ بحار الانوار ج ۵۲ ص ۱۶

۲۔ کمال الدین ص ۴۵ و بحار الانوار ج ۵۲ ص ۲۶

اس ذیل میں اہم ترین واقعہ اس وقت ظہور پذیر ہوا جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا جنازہ تیار ہو گیا اور نماز جنازہ کے لئے مومنین جمع ہو گئے اگر اس وقت امام اپنے وجود کو ظاہر نہ فرماتے تو بہت سے سادہ لوح شیعہ متزلزل ہو جاتے اور شک و شبہ کی دنیا میں غرق ہو جاتے خصوصاً ایسے حالات میں کہ جب حکومت خلافت کی جانب سے انتہائی تحقیق و جستجو کے بعد اعلان کر دیا گیا ہو کہ امام حسن عسکری نے اپنا کوئی فرزند نہیں چھوڑا۔ دوسری جانب امام کے بھائی نے جن کی جعفر کذاب کے نام سے شہرت ہوئی بہت جستجو و تلاش کے بعد اعلان کر دیا کہ آپ کا میں تنہا وارث ہوں اور اپنی وراثت کو ثابت کرنے کے لئے قانونی و اجتماعی طریقہ کے اعتبار سے خاندان امامت کے قریب بہ صورت صاحب عزاکھڑے ہو کر شیعوں سے پرسہ لینا شروع کر دیا۔

انتہایہ کہ بھائی کی نماز جنازہ پڑھانے کی تیاری کر رہا تھا کہ حضرت امام مہدیؑ نے نہایت پُر شکوہ تجلی کے ساتھ تمام اسکیم کو خاک میں ملا دیا اور تمام ارادوں پر پانی پھیر دیا۔ ہم اس داستان کو امام علیہ السلام کے دوستوں میں سے ایک دوست کی زبان سے نقل کرتے ہیں۔

الوالادیاں بیان کرتا ہے کہ امام کا جنازہ تیار ہو گیا۔

جعفر امام کے مکان کے پہلو میں کھڑا تھا۔ مردم دستہ دستہ آرہے تھے۔ بھائی کا پرسہ ان کو دے رہے تھے اور منصب امامت پر فائز ہونے کی مبارکباد بھی پیش کر رہے تھے۔ میں نے اس واقفیت کی بنا پر

جو میں جعفر کے متعلق رکھتا تھا اپنے آپ سے کہا کہ اگر امامت جعفر کی جانب منتقل ہو گئی تو امامت باطل اور تباہ ہو جائے گی۔ اسی درمیان عقیدہ خادم امام آیا اور اس نے جعفر سے کہا کہ جنازہ تیار ہے۔ جعفر اپنی جگہ سے ہٹ کر جنازہ کے پہلو میں کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھوں کو بکیر کے لئے بلند کیا کہ ناگہاں ایک بچہ جس کا چہرہ گندم گول بال پشت پر پڑے ہوئے اور سہیت چہرے سے آتش کا رستھی۔ گھر کے ایک گوشے سے برآمد ہوا اور نہایت استوار قدموں کے ساتھ جعفر کی طرف آیا۔ اور جعفر کی عبا کے گوشے کو پکڑ کر سر مایا۔

اے چچا۔ پیچھے ہٹئے اس لئے کہ باپ کے جنازہ کی نماز پڑھانے کے لئے میں زیادہ لائق ہوں۔ جعفر نے اس حالت میں کہ وحشت و خجالت کی وجہ سے چہرے کا رنگ زرد ہو چکا تھا اپنے آپ کو پیچھے ہٹا لیا۔ اس وقت حجت خدا نے اپنے پدر بزرگوار کے جنازے کی نماز پڑھائی۔ احمد ابن عبد اللہ ہاشمی از اولاد عباس ابن عبد المطلب اس کیفیت کو یوں بیان کرتے ہیں کہ وہ پاک افراد کا قبلہ اور نیک لوگوں کا مقصد اس ہیبت و وقار کے ساتھ ظاہر ہوا کہ سب لوگ نہ پہچانتے کے باوجود احترام سے کھڑے ہو گئے۔ قد و قامت سے اندازہ ہو رہا تھا کہ دس سال کی عمر ہوگی۔ نماز میں شریک ہونے والے تقریباً ۳۹۔ افراد کی شہادتیں کتابوں میں موجود ہیں جن میں سے مشہور شخصیتوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں (۱) ابراہیم بن محمد

تبریزی (۲) ابوالادیان (۳) احمد بن عبد اللہ ہاشمی (۴) حاجزادہ
(۵) حسن ابن علی سلمہ (۶) سمان دینہ

غیبت صغریٰ میں تجلیات امام عصر (ع)

۴۲ سال میں غیبت کے ۵ سال تو پندرگرمی کی حیات میں گزرے
اور ۶۹ سال رحلت پندر کے بعد گزرے۔ گذشتہ صفحات میں ہم
نے ان افراد کے نام تحریر کئے جنہوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی
حیات میں اور ان کے جنازے میں شرکت کر کے ماہ تاباں دمہر
فرزداں حضرت بقیۃ اللہ کی زیارت کاشرف حاصل کیا۔ اب ہم چند
وہ نام تحریر کر رہے ہیں جنہوں نے بعد از رحلت امام حسن عسکری
امام کی زیارت فرمائی۔ معروف کتابوں میں تفصیلات موجود ہیں۔
اردو اہل طبقہ کے لئے ملاقات امام - از مولانا سید محمد صاحب قبلہ
مجموعہ امروہوی کافی ہے۔ باقی حوالے کی کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں۔
۱۔ البوسیدہ غائم اہل کشمیر (ہند) حج کے رطلے میں زیارت سے مشرف
ہوئے اور معجزہ بھی ملاحظہ کیا۔
۲۔ البوسیدہ محمد بن حسن بن عبد اللہ تمیمی نے "حیرہ" میں زیارت
کی اور امام سے ہدیہ لیا۔

۳۔ بحار الانوار جلد ۵۹ ص ۵ - ۴ اشیاۃ الہدایۃ ج ۳ ص ۶۵،

۵۔ بحار الانوار ج ۵۲ ص ۱۲۔

۳۔ ابو علی بن منظر نے جمالِ امام سے اپنی آنکھوں کو منور کیا بعد میں واقعہ بیان کیا۔

۴۔ ابو العباس محمد بن جعفر حمیدی جو ایک کارواں کے ساتھ قم سے سامرہ گئے تو امام کی زیارت کی۔ اور معجزے مشاہدہ کئے۔

۵۔ ابو محمد حسن بن دجنّا (نصیبین دے) نے خود زیارت کی اور ان کے دادا نے امام حسن عسکری کے گھر کو غارت کرنے کے موقع پر حضرت بقیۃ اللہ کا دیدار کیا۔

۶۔ ابو محمد علی ابن مہدی جو ہری نے سن ۲۶۸ھ میں موسمِ حج میں امام کا دیدار کیا اور ساتھ بیٹھ کر دسترخوان پر بہشت کی غذائیں تناول کیں۔

۷۔ احمد بن ابراہیم بن ادیس نے بیس سال کی عمر میں حجتِ خدا کو دیکھا اور ہاتھ و پیشانی پر بوسہ دیا۔

۸۔ ازدی نے دورانِ طوافِ زیارت کی اور معجزہ دیکھا۔

۹۔ حسین بن حمدان نے معجزہ ملاحظہ کیا اور شرفِ زیارت بھی حاصل کیا۔

۱۰۔ علی بن حسین میمانی جو سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے سامرہ گئے۔

۱۱۔ بحار الانوار ۱۰۰ کمال الدین ۱۰۰ کمال الدین
۱۲۔ بحار الانوار ۱۰۰ ارشاد مفید ۱۰۰ کمال الدین
۱۳۔ کمال الدین۔

اور تین دن دروازہ بند کر کے بیٹھ گئے اور آخر کار مقصد دل حاصل کر لیا یعنی ملاقات ہو گئی۔

۱۱۔ محمد ابن اسمعیل حضرت موسیٰ ابن جعفر کی نسل کی مسن ترین شخصیت علوی نے مکہ و مدینہ کے درمیان مشعل ہدایت کی زیارت کی۔

۱۲۔ محمد ابن عثمان جس نے امام حسن عسکری علیہ السلام کے عہد میں بارہا امام صاحب الزمان کو دیکھا تھا۔ بیان کرتا ہے کہ آخری مرتبہ میں نے حجت خدا کو خانہ کعبہ کے قریب دیکھا جو کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر کہہ رہے تھے خدایا دشمنوں سے میرا انتقام لے۔

ہم نے جن زیارت سے مشرف ہوئے والے حضرات کے نام تحریر کئے ہیں یہ صرف نام ہیں ورنہ ان میں سے ہر ایک سے متعلق ایک دلچسپ داستان ہے جن کو کتب محلہ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ کم از کم ملاقات امام ضرور مطالعہ کریں۔

غیبت صفری کے اس ۴۷ سالہ دور (۲۵۵ھ تا ۵۲۹ھ) میں شیعہ و مومنین نابین خاص کے ذریعہ اپنی درخواستوں کو امام کی خدمت میں پہنچاتے اور ضروری جواب سے سرفراز ہوتے تھے۔ آپ کے خاص نابین (نواب اربعہ) کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔

۵۷ کشف الغمہ
۵۸ ارشاد مفید
۵۹ بحار الانوار

- ۱۔ عثمان ابن سعید۔ امام علی نقیؑ و امام حسن عسکریؑ کے نائب ہے بعد میں حضرت حجت کی نیابت کا شرف انھیں حاصل ہوا۔
 - ۲۔ محمد ابن عثمان اپنے پدرگرمی کے بعد نیابت خاص کے منصب پر فائز ہوئے اور جمادی الثانی ۳۰۴ھ میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔
 - ۳۔ حسین بن روح لوختی۔ آپ محمد ابن عثمان کے بعد نیابت خاص کے منصب پر پہنچے اور شعبان ۳۲۶ھ میں انتقال فرما گئے۔
 - ۴۔ علی ابن محمد سمری آپ حضرت بقیتہ اللہ (ع) کے آخری سفیر خاص ہیں۔ جو ۳۲۹ھ میں ۱۵ شعبان کو ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔ آپ کے بعد در نیابت بند ہو گیا اب جو بھی ادعائے نیابت کرے گار سوا ہوگا۔
 - ۵۔ شعبان ۳۲۹ھ کو حضرت حجت علیہ السلام (ع) کی جانب سے ایک توفیق صادر ہوئی جس میں آپ نے اپنے دست خاص سے تحریر فرمایا تھا :-
- بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے علی بن محمد سمری! خداوند
یاداش برادرنت را در سوگ تو افسزوں کند کہ تو شش روز
دیگر از دنیا خواہی رفت و دیگر بہ کہے وصیت نہ کن کہ دوران
غیبت دوم، غیبت کہے فرما جیدہ است۔
- اس توفیق شریف کی بحرید کے مطابق علی بن محمد سمری نے
۶ دن بعد دنیا کو چھوڑ دیا۔ اور ان کی رحلت کے ساتھ ہی

غیبت صغریٰ کا دور تمام ہو گیا اور غیبت کبریٰ شروع ہو گئی۔

غیبت کبریٰ

اسلام کے اہم ترین مسائل میں مسئلہ مہدویت سے زیادہ کسی اور مسئلہ کے متعلق روایتیں دستیاب نہیں ہیں۔ تقریباً ۶ ہزار سے زیادہ روایتیں تو صرف پیشوایانِ معصوم کے ذریعہ حضرت ولی عصر (عج) کے وجود کے بارے میں کتابوں میں موجود ہیں۔ علاوہ انہیں آپ کے متعلق دیگر بکثرت کتابیں مختلف زبانوں میں زیرِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں۔ جن میں آپ کے متعلق مختلف موضوعات تحریر ہیں۔ مگر ان تمام موضوعات میں مسئلہ غیبت خاص اہمیت کا حامل ہے۔ صرف اس موضوع پر سیکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور حیرت تو یہ ہے کہ بہت سی کتابیں تو آپ کی ولادت یا سعادت سے قبل ہی منظرِ عام پر آ چکی ہیں مثلاً :-

۱۔ ابوالفتح ابراہیم بن صالح کو فی اسدی نے جو حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے اصحاب میں تھے ایک کتاب غیبت کے بارے میں تحریر کی جس کو ابن قولیہ نے ایک واسطہ سے خود بذریعہ مؤلف نقل کیا۔

۲۔ کمال الدین وغیبت شیخ طوسی۔

۳۔ کم از کم ایک ہزار سے زیادہ کتابیں تو فارسی میں ہیں۔

۴۔ رجال نجاشی ص ۲۸ و فہرست شیخ طوسی ص ۷۵۔

۲۔ ابو الحسن علی بن حسن بن محمد طائی جو معاصر حضرت موسیٰ ابن جعفر (رغ) تھے نے ایک کتاب بنام ”الغیبتہ“ تحریر کی ہے

۳۔ حسن ابن علی ابن ابی حمزہ بٹایینی نے حضرت امام رضا علیہ السلام کے زمانے میں ایک کتاب بنام ”غیبت“ لکھی اس کے علاوہ آپ کے زمانے میں اس موضوع پر دوسری اہم کتابیں بھی تحریر کی گئیں ہیں بطور نمونہ صرف چند کتابوں کے نام تحریر کئے گئے جو آپ کی ولادت سے قبل لکھی گئیں ورنہ غیبت کی بحث کے بارے میں تو بے حد بے شمار کتابیں موجود ہیں جو بعد میں لکھی گئیں اور لکھی جا رہی ہیں۔

غیبت کبریٰ میں امام عصر (عج) کی تجلیات

اگرچہ تو قیام شریف میں اس بات کا واضح اظہار تھا کہ اگر کوئی غیبت کبریٰ کے زمانے میں خروج سفیانی و صدائے آسمانی سے قبل امام کے مشاہدے کا دعویٰ کرے تو وہ دروغ گو اور افترا پرداز ہے مگر پھر بھی سینکڑوں افراد اس دور میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ بس فرق صرف اتنا ہے کہ غیبت صغریٰ کے دور میں تو آپ کو پہچان کر زیارت سے مشرف ہوتے تھے مگر غیبت کبریٰ میں

۱۔ رجال شیخ طوسی ص ۳۵۷

۲۔ فہرست شیخ طوسی ص ۱۵۰

زیارت کے وقت نہیں پہچانتے۔ بلکہ جدا ہونے کے بعد دلائل قطعی سے متوجہ ہوتے ہیں کہ یہ تو حضرت ولی عصرؑ تھے۔ مرحوم حضرت آیتہ اللہ بحر العلوم جن کو شرفِ حضوری حاصل تھا۔ توفیق مقدس کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ توفیق ان کے متعلق ہو جو درمیان ملاقات ہی پہچاننے کا دعویٰ کریں۔

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم ہرگز یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ حضرت بقیتہ اللہ (ع) تمام شیعوں سے پوشیدہ ہیں بلکہ ممکن ہے کہ بہت سے حضرات پر ظاہر ہوں مگر وہ فوراً نہ پہچانتے ہوں۔ حضرت آیت اللہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ اعلیٰ اللہ مقامہ کتاب تنزیہہ الانبیاء میں فرماتے ہیں کہ اس بارے میں کوئی امر مانع نہیں کہ امام علیہ السلام ایسے خاص دوستوں کے لئے جن سے یقین رکھتے ہیں کہ کوئی آسیب ان کی طرف سے نہیں پہنچ سکتا ظاہر ہوں۔ حضرت سید ابن طاووس مرحوم بھی یہی فرماتے ہیں کہ کوئی امر مانع نہیں کہ ذات امام سے ان کی حضوری میں پہنچ کر فیض حاصل کیا جائے۔ حضرت علامہ مجلسی اعلیٰ اللہ مقامہ توفیق کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ شاید اس توفیق میں ادعائے مشاہدہ سے مراد ادعائے نیابت اور نقل پیام براہ راست از زبان امام ہو اور میرزا نوری

۱۔ رجال بحر العلوم ج ۳ ص ۳۲۱ -

۲۔ بحار الانوار ج ۵۳ ص ۳۲۳ -

اعلیٰ اللہ مقامہ نے اپنی کتاب جنت المادوی میں امکان رویت کو ثابت کیا ہے۔ لہذا ان بیانات کی روشنی میں حضرت ولی عصر کی رویت کی غیبت کبریٰ کے دور میں ہرگز تردید نہیں کی جاسکتی بلکہ ہزاروں افراد اس دور میں ان کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں مگر بعد میں سمجھے ہیں کہ یہ امام علیہ السلام تھے۔ مندرجہ ذیل علماء کی ملاقات میں تو کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا۔

- ۱۔ سید بن طاووس — متوفی ۴۶۳ھ
- ۲۔ علامہ حل — متوفی ۷۲۶ھ
- ۳۔ مقدس اردبیلی — متوفی ۹۹۳ھ
- ۴۔ بحر العلوم — متوفی ۱۲۱۲ھ
- ۵۔ شیخ مرتضیٰ انصاری — متوفی ۱۲۸۱ھ

ان مشہور و معروف مقدس ترین علماء کے علاوہ سینکڑوں علماء و غیر علماء حضرات ایسے ہیں جنہوں نے امام علیہ السلام سے ملاقات کی ہے اور آپ کی ذات سے مدد حاصل کی ہے۔ علمی مسائل حل کئے ہیں آپ نے مختلف حضرات کو ہدایت فرمائی ہے۔ اکثر کی راہ نمائی کی ہے۔ اور سینکڑوں ناقابل علاج مریضوں کو شفا عطا فرمائی ہے۔ اور اکثر کی مالی اعانت کی ہے۔ جن راستہ بھولے ہوئے مسافروں نے

بحار الانوار ۲ الزام الناصر ص ۱۵۱ ۳ منتخب الاثر ص ۱۳۴
۴ جنت المادوی ۵ زندگانی و شخصیت انصاری ص ۱۵۵

سید مرتضیٰ علی حسینی

۳۷

یَا اَبَا صَالِحِ الْمَهْدِی ادرکنی، کہہ کر مدد طلب کی ہے فوراً ہمدرد
مہربان امام نے ان کی مدد فرما کر خطرات سے نجات دلائی ہے۔ یہ سلسلہ
اب بھی جاری ہے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی شخصی زندگی :- اگرچہ ہمارے بزرگ
دانش مندوں اور غور و فکر کرنے والوں نے حضرت امام مہدی (ع)
کی زندگی کے متعلق گراں بہا کتابیں تحریر فرمائی ہیں اور مختلف جہتوں
سے اس پر بحث کی ہے۔ مگر اب بھی کچھ باتیں ناگفتہ اور کچھ پہلو
تشریح نہ کئے ہیں۔ مثلاً حضرت بقیۃ اللہ کی شخصی زندگی کہاں اور
کیسے بسر ہوئی ہے۔ تعجب یہ ہے کہ ابھی تک یہ مسئلہ مورد تحقیق
قرار نہیں دیا گیا لہذا یہ کتاب بھی اس کا جواب کافی دینے سے قاصر
رہے گی۔ امید ہے کہ آنے والے محققین اپنی نظر عمیق و تحقیق دقیق سے
اس مسئلہ کے ہر رخ سے پردہ اٹھا کر مختلف تصانیف پیش کرنے کا موجب
ہوں گے۔

ابھی تک اس موضوع پر غور کرنے والے جس نتیجہ پر پہنچے ہیں
خصوصاً وہ خوش قسمت حضرات جو امام کی زیارت یا ان کے احکام
کی بنا پر مقدس جائے قیام پر ورود سے مشرف ہوئے ہیں اس امر
کے معتقد ہیں کہ بحر اوقیانوس اطلس میں تین جزیرے دشمنوں کی دسترس
سے بہت دور اس مہربانوں کی اقامت ظاہری کامرکز ہیں جن میں :-
ایک تو آپ کی خصوصی اقامت گاہ ہے اور دوسرا آپ کی اولاد عابدہ

کے قیام کا جزیرہ ہے اور تیسرا جزیرہ زراعت و مواد غذائی کی تیاری کے لئے مخصوص ہے جو تمام جزیروں کے باشندوں کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت کے جزیرہ تک جانے کے لئے اولاد میں سے بھی کسی کو اجازت نہیں ہے۔ البتہ آپ کے پاس ۱۰۔ اوتا دیا اس سے کم رہتے ہیں جو آپ کی خدمت گزاری پر مامور ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان اولاد کی تعداد تیس ارشاد فرمائی ہے۔ علامہ مجلسی ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ ہمیشہ شیعوں میں سے تیس شیعہ آپ کے پاس رہتے ہیں جب ان میں سے کسی کی موت واقع ہوتی ہے تو دوسرا اس جگہ کو پُر کر دیتا ہے۔

مرحوم میرزا نوری بھی یہی فرماتے ہیں کہ اگر یہ تیس شیعہ عرطولانی مثل حضرت نہیں رکھتے تو ہر قرن (صدی) میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ مگر ہر حال میں ۳۰ پر میزگار مومن (اوتا داولیار) آپ کی خدمت کا شرف حاصل کرتے رہتے ہیں اور آپ کی مجاورت میں مستعد رہتے ہیں۔ امام صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ غیبت کبریٰ کے زمانہ میں کوئی بھی امام (ع) کی اقامت گاہ کی اطلاع نہیں رکھتا۔ مگر خاص شیعہ۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ صرف وہ علم رکھتے ہیں جو آپ کی خدمت پر مامور ہیں۔ بہر حال یہ طے ہے کہ غیبت کبریٰ

کے زمانے میں آپ تنہا نہیں ہیں۔ بلکہ اؤداد کی ایک جماعت نیز
اولیاء و صلحاء آپ کی خدمت گزاری کے لئے ہر وقت موجود رہتے ہیں۔

زوجہ و اولاد

اس بارے میں کہ آیا غیبت کبریٰ کے زمانے میں حضرت بقیۃ اللہ
(عج) زوجہ و اولاد رکھتے ہیں یا نہیں۔ ہم کوئی دلیل قطعی ہونے یا نہ
ہونے کے بارے میں یقین نہیں رکھتے مگر کچھ قرآن ایسے ضرور ہیں
جن سے آپ کی اولاد و زوجہ کا وجود ثابت ہوتا ہے وہ قرآن
یہ ہیں :- (۱) قواعد کلی (۲) روایات (۳) دعائیں۔

۱۔ قواعد کلی : شریعت محمدی کے احکام کلی کے اعتبار سے
دوسرے معصوم پیشواؤں کی طرح حضرت حجت علیہ السلام کے لئے
بھی ضروری ہے کہ آپ بھی ایک خانوادہ تشکیل دیں اور اپنے جد
بزرگوار ختمی مرتبت کی سنت نکاح پر عمل فرمائیں اور رہبانیت کی
زندگی سے محفوظ رہیں۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس طول حیات
میں آپ لازماً صاحب عیال و اولاد ہوں گے بلکہ طویل عمر کا
تقاضا تو یہ ہے کہ اولاد بھی کافی زیادہ ہوگی۔ اور ہے۔

۲۔ روایات : مرحوم کفنی نے مصباح میں نقل فرمایا ہے کہ:

۱۔ بحار الانوار ج ۵۲ ص ۹-۱۲

۲۔ بخم الثاقب ص ۲۲۳

۴۰

ہم حضرت بقیتہ اللہ (ع) عبد العزیز لیسر عبد المطلب کی نسل سے ہیں۔ اولاد کے متعلق بھی دوسری روایتیں موجود ہیں۔ مثلاً:

۱۔ جناب سید بن طاووس نے کتاب جمال الاسلوغ میں فرمایا ہے کہ میں نے ایک روایت سند ہائے متصل کے ساتھ دیکھی جس میں تحریر ہے کہ حضرت ولی عصر (ع) کے کافی اولاد ہے جو دریائوں کے کنارے آباد ہے اور وہاں کے حاکم وہی ہیں۔ اپنے کردار و افعال کے اعتبار سے سب اولاد برابر و اخیر روزگار میں شمار ہوتی ہے یہ ج۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس امر کے صاحب کے لئے دو غیبتیں ہیں۔ (صاحب الامر کے لئے) جس میں سے ایک غیبت اس قدر طولانی ہوگی کہ بعض لوگ کہیں گے کہ وہ آئے تھے چلے گئے۔ صرف شیعوں کی قلیل تعداد اپنے ایمان پر باقی رہے گی۔ آپ کی اقامت گاہ سے کوئی واقف نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ اولاد بھی۔ مگر وہ حضرات جو خدمت پر مامور ہیں واقف ہوں گے یہ

ج۔ محمد بن مشہدی کتاب مزار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: گویا میں مسجد سہلہ میں قائم (ع) کے نزول کو مع اہل و عیال دیکھ رہا ہوں۔

۱۔ بحکم الثاقب ص ۲۲۵

۲۔ البقری الحسان ج ۲ ص ۱۳۳

۳۔ غیبت شیخ طوسی ص ۱۰۳

د۔ روایت انبارِ روایت علی بن فاضل بھی آپ کی اولاد کے وجود پر دلیل ہے۔ جو آپ اسی کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔
 ۴۔ علاوہ ازیں شیخ حرّ عاملی نے کتاب الايقاظ من الجعہ میں حضرت حجتؑ کی اولاد کی حکومت کا ذکر کیا ہے۔
 مرحوم علامہ مجلسی نے اپنی کتاب میں ایک باب حضرت امام مہدیؑ کی اولاد و خلفائے مختص تحریر کیا ہے۔

اس لئے ان بیانات و روایات سے یہی استفادہ ہوتا ہے کہ حضرت امام (ع) کے کافی فرزند ہیں جو اولیاء و صلحا و شرفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں سے کوئی امام نہیں ہے۔ بلکہ امامت صرف بارہ اماموں میں منحصر ہے۔

۳۔ دعائیں: اکثر وہ دعائیں جو ائمہ معصومین علیہم السلام سے مروی ہیں یا خود حضرت حجتہ علیہ السلام کی جانب سے پہنچی ہیں اور زمان غیبت کبریٰ میں ایامِ مہرکہ و مقدس زیارت گاہوں میں پڑھی جاتی ہیں ان میں آنحضرت کی اولاد کا ذکر آیا ہے۔ اور ان کے حق میں دعائیں کی گئی ہے اس لئے اولاد حضرت مہدی (ع) کے وجود پر یہ دلیل واضح ہے۔ ان دعاؤں میں لفظ ”ولد“ ”ذریۃ“ ”اہلبیت“ و آل بیت استعمال ہوئے ہیں۔

لہ الايقاظ ص ۳۹۲-۱۵۱ سے غیبت شیخ طوسی ص ۱۳

دعائیں معروف کتابوں میں موجود ہیں۔ مثلاً غیبت شیخ طوسی، مصباح کفعمی، بحار الانوار وغیرہ وغیرہ۔ ان دعاؤں سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ زمانہ غیبت میں حضرت بقیتہ اللہ (ع) کے فرزند ہیں جو نیک و پرہیزگار ہیں۔ آپ کے ظہور کے وقت یہ آپ کے پاس موجود ہوں گے اور آپ کے بعد آپ کے کارہدایت کو مکمل فرمائیں گے۔ البتہ ان تمام روایات سے فطرتاً یہ سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ یہ تمام اولاد زندگی کہاں بسر کر رہی ہے۔ کیا یہ سب بھی ہماری نظروں سے پوشیدہ زندگی بسر کرتے ہیں یا ہمارے درمیان بصورت انسان زندگی گزارتے ہیں۔ مگر بچانے نہیں جاتے۔ ہم گذشتہ صفحات میں تحریر کر چکے ہیں کہ حضرت حجت علیہ السلام اس دور میں سہا زندگی بسر نہیں فرماتے بلکہ ہمیشہ اوقات و خدمت گاروں کا ایک گروہ آپ کے پاس موجود رہتا ہے جن کے علاوہ کوئی آپ کے قیام گاہ سے واقف نہیں ہے۔

داستان جزیرہ خضرا ان تمام کیفیات کی عکاسی کے لئے بہترین معتبر داستان ہے جس سے اقامت گاہ اور حضرت کی اولاد ان کی حکومت طرز زندگی وغیرہ پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ اور یہ بھی یقین ہوتا ہے کہ اگر مصلحتِ امام ہو تو حلیہ خاص لوگوں کو دکھائی بھی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ علی ابن فاضل ما زندرانی متقی روزگار کو طلب کیا گیا اور مہمان رکھا گیا تاکہ مستقبل میں

دلیل باقی رہ سکے۔ اور مومنین و خالص شیعہ ہمیشہ اس جانب متوجہ رہیں۔

چونکہ ہماری موجودہ کتاب کا مقصد ہی حضرت بقیۃ اللہ (ع) کی اقامت گاہ کا تعارف ہے۔ اس لئے ہم اس موضوع کو ذرا تفصیل سے بیان کریں گے۔

اقامت گاہ حضرت ولی عصر (عج)

حضرت حجت علیہ السلام کی اقامت گاہ کے بارے میں جو قول مُسلم و ناقابل تردید ہے وہ یہ ہے کہ آپ ہر سال حج کے موسم میں خانۂ خدا کی زیارت کے لئے تشریف لاتے ہیں اور مراسم حج میں شرکت فرماتے ہیں مگر حاجیوں کے انبوه انھیں نہیں دیکھتے یا دیکھتے ہیں مگر پہچانتے نہیں ہیں!۔ اس خورشید جہاں تاب کی غیبت کے طولانی زمانہ میں ان کے عاشق صادق حج خانۂ خدا کے لئے جاتے ہیں تو مراسم حج میں ان کے نقش قدم کی جستجو میں مشغول رہتے ہیں، کس قدر نیک نختی ہے اس شخص کی جو اس کعبۃ مقصود کی زیارت سے خانۂ خدا کے جوار میں مشرف ہو جائے جیسا کہ اکثر مشرف ہوئے ہیں لیکن موسم حج کے علاوہ کوئی دلیل قاطع ہم ان بزرگوار کے قیام

۱۔ کمال الدین صدوق ص ۳۴۷، بحار الانوار جلد ۵۲ ص ۱۵۱ و ۱۵۶

۲۔ بحار الانوار جلد ۵۲ ص ۱۵۲

۳۔ غیبت شیخ طوسی ۱۵۶-۱۵۸

کے بارے میں نہیں رکھتے اور کسی مکان کو ہم ان کے لئے معین نہیں کر سکتے فقط اشارے اور کلماتے بعض احادیث میں وارد ہوئے ہیں جن میں سے چند کو ہم تحریر کر رہے ہیں۔

۱۔ سرزمینھائے دور دست

تو قیام شریف میں جو سن ۴۱۰ ہجری میں ناحیہ مقدس سے یعنی امامؑ کے پاس سے شیخ مفیدؒ کے افتخار کے سلسلہ میں صادر ہوئی اس میں حضرت حجتؑ کے خط شریف میں تحریر ہے کہ :

اگرچہ ہم نے دور و دراز کی سرزمین میں اقامت اختیار کی ہے اور ہم ستمگروں کی جگہ سے دور ہیں کیونکہ خداوند عالم نے ہمارے اور ہمارے شیعہ مومنوں کے سلسلہ میں ایسی مصلحت اختیار کی ہے کہ جب تک دنیا کی حکومت تباہ و برباد کرنے والوں ظالموں کے ہاتھ میں ہے اس وقت تک ہم اسی دور دست مقام میں قیام کریں مگر ہم تمہاری خبروں سے آگاہ ہیں۔ اور تمہاری کوئی خبر ہم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ تم پر کیا پریشانی اور مصیبت پہنچتی ہے اس وقت سے کہ جب تم میں سے بہت سے شیعوں نے ایسے کام کرنا شروع کئے ہیں جن سے تمہارے نیک افراد دور رہتے تھے اور وہ جو خدا سے تم نے عہد کیا تھا۔ اس کو پس پشت ڈال دیا ہے گویا کہ اس کی تمہیں کوئی خبر ہی نہیں اس کے باوجود ہم نے تم کو ترک نہیں کیا اور تمہاری یاد کو اپنے دل سے دور نہیں کیا اگر ہم اپنی توجہ تمہاری طرف سے ہٹا لیتے تو بہت سی مصیبتیں تم کو گھیر لیتیں اور تمہارے دشمن تم کو اور تمہاری بنیادوں کو مٹا

دیتے اور تمھارے وجود کا قلع قمع کر دیتے۔^۲

۲۔ مدینہ طیبہ

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کوئی حادثہ پیش آجائے تو ہم آپ کے فرزند بزرگوار کا سراغ کہاں سے حاصل کریں تو آپ نے فرمایا کہ ”مدینہ میں“^۳

امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب اپنے فرزند کی غیبت کے بارے میں گفتگو کی تو ارشاد فرمایا کہ مدینہ کتنی اچھی جگہ ہے۔

۳۔ دشت حجاز

ابراہیم ابن مہزیار جس کو شرف زیارت نصیب ہوا بیان کرتا ہے کہ طائف سے گزرتے ہوئے دشت حجاز میں جس کو ”عوالی“ کہتے ہیں مجھے ہدایت ہوئی کہ یہاں کعبہ مقصود حاصل ہو گا چنانچہ اس دیدار میں امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ :

میرے والد بزرگوار نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں پوشیدہ ترین اور دور ترین زمین میں قیام کروں تاکہ اہل ضلالت کی دست برد سے امان میں رہوں اس عہد نے مجھے ریگزار ”عوالی“ (دشت حجاز از نجد تا ہتامہ) میں ڈال دیا ہے^۴

۲۔ احتجاج طبرسی ص ۴۹۷

۳۔ غیبت شیخ طوسی ص ۱۳۹ - ۴۔ بحار الانوار ج ۵۲ ص ۱۵۷

۴۔ کوہِ رضوی

امام صادق علیہ السلام نے کوہِ رضوی کے بارے میں بحث کی اور آخر میں فرمایا کہ وہاں ہر درخت کا میوہ موجود ہے اور وہ کیا بہترین پناہ گاہ ہے جو فزودہ آدمی کے لئے اور وہ کیا اچھی پناہ گاہ ہے صاحب الامر کے لئے جس کی دو غیبتیں ہیں ایک کوتاہ (صغریٰ) دوسری طولانی (کبریٰ)۔

۵۔ کرعہ

علامہ مجلسی مرحوم نے تذکرۃ الائمہ میں اہل سنت کی کتاب سے نقل کیا ہے کہ حضرت مہدیؑ غیبت کبریٰ کے زمانہ میں ایک قریہ میں قیام کریں گے جس کا نام (کرعہ) ہے۔

۶۔ جابلقا و جابلسا

مرحوم مرزا انوری ارشاد فرماتے ہیں کہ ایسی بہت سی خبریں موجود ہیں جو معنی کے اعتبار سے متواتر دلالت کرتی ہیں کہ مشرق و مغرب میں دو شہر بنام ”جابلقا“ و جابلسا موجود ہیں جہاں کے باشندے حضرت دلی عصرؑ کے انصار ہیں جو آنحضرت کے ساتھ خروج کریں گے یا محققین ابھی تک مکمل طور سے ان دو ناموں کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکے۔ البتہ قدامت اس بات پر متفق ہیں کہ جابلسا دنیا کے انتہائی مغربی

۷۔ کمال الدین ص ۴۴۷۔ بحار الانوار ج ۵۲ ص ۱۵۳

۸۔ سفینۃ البحار ج ۱۔ ص ۱۴۵

حصہ کا شہر ہے اور جابلقا دنیا کے انتہائی مشرقی حصہ کا شہر ہے ان دو شہروں کا نام امام حسن مجتبیٰؑ نے اپنے خطبہ میں معاویہ کے سامنے خطاب فرماتے ہوئے لیا ہے جس میں آپؐ نے فرمایا تھا کہ اگر تم جابلقا و جابلسا کے درمیان گردش کرو اور ایسا انسان تلاش کرو کہ جس کے دادا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں تو علاوہ میرے اور میرے بھائی حسین کے پیدا نہ کر سکو گے۔“

۷۔ بلد مہدیؑ

علامہ مجلسی بحار کی جلد ”السماء والعالم“ میں اہل سنت کی کتاب کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ بلد مہدی علیہ السلام ایک شہر ہے خوشنما و مستحکم جس کو بنایا ہے مہدی فاطمی نے اور یہ ان کے لئے قلعہ ہے۔

۸۔ بیت الحمد

امام صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ صاحب امر کے لئے ایک گھر ہے جس کو بیت الحمد کہا جاتا ہے اس گھر میں ایک چراغ ہے جو آپؐ کی ولادت کے دن سے روشن ہے یہ چراغ خاموش نہ ہو گا جب تک آپؐ شمشیر کے ساتھ قیام نہ فرمائیں گے۔

۹۔ جزائر مبارکہ

ایک مفصل و معروف داستان ہے کہ ایک شخص محرم نے عون الدین

۴۸

وزیر کی مجلس میں اظہار کیا کہ میں سال ۵۲۲ ہجری میں اپنے اہل و عیال کے ہمراہ ایک تجارتی قافلہ لے کر سرزمین بربر گیا اور وہاں سے ہم نے دریائی سفر شروع کیا چلتے چلتے ہم ایک جزیرہ میں پہنچے جس کو کشتی کے ناخدائے بھی پہلی بار ہی دیکھا تھا۔ وہاں کے متعلق جب معلومات کیں تو پتہ چلا کہ وہاں ۵ جزیرے ہیں جن کے نام یہ ہیں: ۱۔ مبارکہ ۲۔ زاہرہ ۳۔ صافیہ ۴۔ ظلوم ۵۔ عنایتیں۔ ان جزیروں کے تمام باشندے مسلمان اور شیعہ ہیں اور ان جزیروں پر حضرت حجت کی اولاد سے ۵ افراد حکومت کرتے ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں:

- ۱۔ طاہر پسر صاحب الامر ۲۔ قاسم پسر صاحب الامر ۳۔ ابراہیم پسر صاحب الامر ۴۔ عبدالرحمن پسر صاحب الامر ۵۔ ہاشم پسر صاحب الامر علیہ السلام۔

اس کے بعد بیان کرنے والے نے خود کو تو مسیحی بتایا مگر مذکورہ حضرات کے اخلاق و نیک رفتاری کی بے حد تعریف کی اور وہاں کی بے نظیر صفائی و زیبائی کا تذکرہ کیا۔ جب گفتگو اختتام کو پہنچی تو اس وزیر ناہشی و وہابی منش نے اس مجلس میں موجود افراد سے عہد لیا کہ آج کے بعد یہ داستان ہرگز کسی سے بیان نہ کریں۔

یہ داستان بہت سی کتابوں میں نقل ہوئی ہے مثلاً

- ۱۔ الصراط المستقیم تالیف زین الدین علی ابن یونس عاملی
- ۲۔ البطلان المفرج عن اہل الایمان تالیف علی ابن عبد الحمید بن علی

- ۳۔ حدیقۃ الشیعہ تالیف مقدس اردبیلی
- ۴۔ الانوار النعمانیہ تالیف سید نعمت اللہ جزائری (ج ۲ ص ۵۸، ۵۹)
- ۵۔ جنتہ المسادئ تالیف حسین نوری طبرسی (حکایت سوم)
- ۶۔ نجم الثاقب تالیف مرحوم نوری (ص ۲۱۷ - ۲۲۸)
- ۷۔ العبقری الحسان - تالیف شیخ علی اکبر ہنہاوندی (ج ۲ ص ۲۳ تا ۱۲۶)
- نیز اس داستان کے خلاصہ کو صاحب وسائل مرحوم نے کتاب اثبات اہلاد میں بھی نقل کیا ہے۔ (ج ۳ ص ۵۷۹)

۱۰۔ جزیرہ خضراء

جزیرہ خضراء کی تفصیلی داستان ہم آئندہ صفحات میں تحریر کریں گے یہاں بطور حوالہ نقل کرتے ہیں کہ زین الدین علی ابن فاضل مازندرانی نے سال ۶۹۰ ہجری میں ادقیانوس اطلس کا سفر کیا۔ وہ بربر کی سرزمین سے تین دن مسلسل کشتی میں سفر کرتے ہوئے ادقیانوس کے درمیان رانفیوں کے جزیرے (شیعوں کے جزیرے) پہنچ گئے وہاں انھیں پتہ چلا کہ یہاں ایک جزیرہ بنام جزیرہ خضراء بھی ہے۔ جہاں حضرت حجت علیہ السلام کی اولاد زندگی بسر کرتی ہے۔ انھوں نے وہاں چالیس روز قیام کیا۔ چالیس دن کے بعد سات کشتیاں غذائی سامان سے بھری ہوئی جزیرہ خضراء سے اس جزیرہ میں آئیں تو کشتی کے ناخدا نے زین الدین کا نام مع ولایت بلند آواز میں لیا اور کہا کہ مجھے تمہارے متعلق ہدایات دی گئی ہیں کہ تم کو لے کر جزیرہ

خضرا پر پہنچوں۔

چنانچہ کشتی والے اس کو جزیرہ خضراء لے گئے سولہ دن کی دریا نوردی کے بعد جب ”آبھائے سفید“ پر پہنچے تو اس نا خدا نے وضاحت کی۔ اس پانی نے مثل (سور بلہ) جزیرہ کا اس طرح احاطہ کر رکھا ہے کہ دشمنوں کی کوئی کشتی ہرگز اس پانی سے نہیں گزر سکتی اگر کوئی کوشش کرے گی تو حضرت دلی عصرؑ کی برکت سے اسی پانی میں غرق ہو جائیگی“

جب یہ جزیرہ خضرہ میں پہنچے تو انہوہ عظیم و جمیعت کثیر کو دیکھا جو بہترین لباس زیب تن کئے ہوئے تھے اور نہایت نفیس و سفیدار لوگ تھے شہر بے حد آباد تھا۔ چاروں طرف سرسبز درخت اور انواع و اقسام کے پوکے موجود تھے۔ صاف و شفاف پتھر کے بنے ہوئے عالیشان مکانات اور بھرے ہوئے بازار تھے۔

یہاں ایک شخص بزرگوار بہ نام سید شمس الدین تھے جو حضرت حجتؑ کی پانچویں پشت میں بتائے جاتے تھے۔ آپ حضرت کی طرف سے نائب خاص کے منصب پر فائز اور تعلیم و تربیت کے کلی طور سے ذمہ دار تھے۔ آپ کے پاس مستقیماً حضرت دلی عصرؑ کے فرمان پہنچتے رہتے تھے یہاں حضرت حجتؑ خود نظر نہیں آتے تھے بلکہ جمعہ کی ہر صبح کو ایک خط امام علیہ السلام کا ایک معین مقام پر مل جاتا تھا جس میں ایک ہفتہ کا شمس الدین صاحب سے متعلق جو پروگرام ہوتا، درج ہوتا تھا۔

علی ابن فاضل نے اٹھارہ دن اس جزیرہ میں قیام کیا اور جناب سید

شمس الدین صاحب کے پُر فیض وجود سے فیضیاب ہوتے رہے۔ اٹھارہ دن بعد ان کو حکم ہوا کہ اب اپنے وطن کو واپس چلے جائیں۔ علی ابن فاضل نے جناب سید شمس الدین صاحب کے وجود سے جو کتاب فیض کیا اس کو ایک کتاب بہ نام ”الفوائد الشمیہ“ میں جمع کر دیا ہے اس کتاب میں انھوں نے تشریحا اپنی ملاقات کی کیفیت اپنے عصر کے چند علماء سے بیان کی ہے۔

”فضل ابن یحییٰ طیبی“ قرن ہفتم (ساتویں صدی) کے مشہور مصنف نے دو سوال ۶۹۹ھ کو حلد میں علی ابن فاضل کی زبان سے تفصیل کے ساتھ اس داستان کو سنا اور اس کو ایک کتاب (الجزیرۃ الخضرار) میں تحریر کر دیا۔ یہ کتاب علمائے شیعہ کی توجہ کا مرکز رہی ہے۔ چنانچہ

۱۔ شہید اول نے اس کو اپنے خط میں تحریر کیا ان کی تحریر حضرت امیر المومنینؑ کے خزانے میں پائی گئی۔

۲۔ محقق کرکی نے اس داستان کا فارسی میں ترجمہ کیا۔

۳۔ علامہ مجلسی نے اس کو بحار الانوار میں درج کیا۔

۴۔ مقدس اردبیلی نے اس کو حلیۃ الشیعہ میں لکھا۔

۵۔ شیخ حر عاملی نے اس کو اثبات الہدایہ میں درج فرمایا۔

۶۔ وحید بہبھانی نے اس داستان کے مضمون پر فتویٰ دیا۔

۷۔ بحر العلوم نے اپنی کتاب رجال میں اس کی سند بیان کی۔

۸۔ قاضی نور اللہ ثوسری نے ہر مومن پر اس داستان کی حفاظت

کو لازمی قرار دیا۔

۹۔ میرزا عبداللہ اصفہانی (آفندی) نے اس کو ریاض العلماء میں نقل فرمایا۔

۱۰۔ میرزا النوری نے اس کو ”جنت المادئی“ اور ”نجم الثاقب“ میں درج کیا۔

علاوہ ان کے دوسرے بہت سے شیعہ افراد نے اس کو اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے۔ اور اس کو مستند قرار دیا ہے۔
ہم نے مندرجہ بالا سطور میں جو کچھ تحریر کیا ہے ان کا نتیجہ یہ ہے کہ :

۱۔ قواعد کلی کا اقتضایہ ہے کہ دوسرے پیشوایان معصوم کی طرح حضرت امام مہدی علیہ السلام نے بھی سنت رسول اکرم پر عمل کرتے ہوئے خود کو رشتہ ازدواج میں منسلک کیا اور صاحب ہمسروہ فرزند ہوئے۔

۲۔ بہت سی روایات میں حضرت ولی عصرؑ کی اولاد کے سلسلہ میں بحث موجود ہے۔

۳۔ معصومین علیہم السلام کی بہت سی دعاؤں میں حضرت ولی عصرؑ کے فرزندوں اور اہلبیت پر درود بھیجی گئی ہے۔

۴۔ داستان علی بن فاضل ہر اعتبار سے قابل اعتماد و استناد ہے کیونکہ موصوف خود دانشمند پرہیزگار اور زہد و تقویٰ میں یگانہ

۵۳

روزگار تھے اور فضل بن یحییٰ جنہوں نے اس داستان کو نقل کیا ہے خود بھی ہر جہت سے موردِ اعتماد ہیں۔

۵۔ ”علی ابن فاضل“ کی بیان کردہ داستان کو بنیاد قرار دیتے ہوئے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت امام ہمدی علیہ السلام کی اولاد ایک جزیرہ بنام جزیرہ خضرا میں جو ادقیانوس اطلس میں واقع ہے اپنی زندگی بسر کرتی ہے اور ہر سال وہ ہر تاباں یعنی حضرت حجت موسم حج میں تشریف لاتے ہیں اور اپنے آباء و اجداد کی زیارات حجاز و عراق و طوس (ایران) میں کرتے ہوئے اسی جزیرہ میں واپس تشریف لے جاتے ہیں زیادہ تر آپ کا قیام اسی جزیرہ میں رہتا ہے۔

یہاں فطری طور سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ادقیانوس اطلس میں کوئی ایسا جزیرہ موجود ہے تو دریا نور دوں اور فضا کی تحقیق کرنے والوں کی طرف سے اس کا انکشاف کیوں نہیں ہوا خصوصاً ان ہوائی جہازوں کی ایجاد کے بعد جو محدود گھنٹوں میں کرۂ زمین کے گرد چکر لگالیتے ہیں۔ نیز یہ بات کیسے ممکن ہے کہ ایسی سرزمین ہوائی جہازوں کی دور بین اور فضائی کشتیوں کی تحقیق سے پوشیدہ رہے جو اطراف زمین میں مصروف پرواز رہتی ہیں۔

اس سوال کا قطعی جواب تو یہ ہے کہ :
اگر خداوند عالم چاہے تو اپنی حجت کو دشمنوں کی نگاہوں سے ہمیشہ پوشیدہ و محفوظ رکھ سکتا ہے اور وہ یہ بھی کر سکتا ہے کہ اپنی حجت

کو پورے جاہ و حشم اور ان کے خاندانہ کو مع اہل و عیال مکمل طور سے پوشیدہ رکھے اس کی قدرت کے مقابل چھوٹا اور بڑا، کمسن و بزرگ، ہلکا و بھاری کوئی فرق نہیں رکھتا جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین کا ارشاد ہے:

وَمَا الْجَلِيلُ وَاللَّطِيفُ وَالْثَقِيلُ وَالْخَفِيفُ وَالْقَوِيُّ
وَالضَّعِيفُ فِي خُلُقِهِ إِلَّا سَوًى ۝

میرزا نوری نے حضور اکرمؐ کے بہت سے معجزے و شمنوں کی نگاہوں سے آپؐ کے پوشیدہ ہونے کے بارے میں تحریر کئے ہیں جیسا کہ قرآن بھی اس بارے میں ارشاد فرماتا ہے ۱؎ اس وقت جبکہ تو قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو ہم تیرے اور ان کے درمیان جو روزِ قیامت پر ایمان نہیں رکھتے، ایک پوشیدہ پردہ قرار دے دیتے ہیں۔ کتب تاریخ و سیرۃ میں نقل ہوا ہے کہ ابوسفیان، نضر بن حارث، ابو جہل اور اُمّ جمیل (زوجۃ ابولہب) سیکڑوں مرتبہ آنحضرتؐ کو تکلیف پہنچانے کے ارادے سے آپؐ کے پاس آئے لیکن آنحضرتؐ کو نہ دیکھ سکے تو پھر کونسا تعجب ہے کہ ایسے بہت سے عظیم شہر دریا اور صحراؤں میں موجود ہوں جن کو خدا نے دنیا والوں کی نظر سے پوشیدہ کر دیا ہو اور جب لوگ وہاں سے گزرتے ہوں تو علاوہ صحرا و دریا کے کچھ نہ دیکھتے ہوں۔

مرحوم ہنہاوندی نے حضور اکرمؐ کے دشمنوں کی نگاہوں سے پوشیدہ

۱۔ بیچ البلاغۃ خطبہ ۸۵ ترجمہ ڈاکٹر اسد اللہ بشری ج ۲ ص ۲۶

رہنے کے بارے میں بہت سے معجزات تحریر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اسی طرح حضرت حجتؑ کا وجود مبارک اور طول عمر اور اغیار کی نظروں سے آپ کا پوشیدہ رہنا بھی پروردگار کی آیات عجیبہ سے ہے جن کی تکذیب کسی طرح نہیں کی جاسکتی اور اگر کوئی شک کرتا ہے تو پھر وہ ایمان کامل نہیں رکھتا بلکہ ضعیف الایمان ہے۔

حضرت ولی عصرؑ کی زمانہ غیبت کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی ہے کہ

اللَّهُمَّ احْبِبْنِي عَنْ عَيُونِ اَعْدَائِي وَاَجْمَعْ بَيْنِي وَبَيْنَ اَوْلِيَائِي

بارخدا یا مجھے دشمنوں کی نگاہوں سے پوشیدہ فرما اور میرے اور میرے دوستوں کے درمیان اجتماع حاصل فرما۔ چونکہ مشیت الہی یہی تھی کہ اس کی حجت دشمنوں کی نظر سے پوشیدہ رہے اور پھر خود امام کی دعا بھی جس کا مستجاب ہونا لازمی ہے اس لئے جب تک خدا چاہے گا۔ آپ نہایت جاہ و چشم کے ساتھ مع ہمسرو فرزند ان دشمنوں کے شر سے دور اور ان کی نگاہوں سے پوشیدہ رہیں گے۔ انشاء اللہ۔

بعض تحریر کرنے والوں نے یہ فرمایا ہے کہ کمرۂ زمین کی اس زمانہ میں بلکہ اب سے بہت پہلے ایک ایک گز و ایک ایک بالشت تحقیق کی جا چکی

ہے اور انسانوں نے اس کے تمام گوشے اور زاویے جھان مارے ہیں لیکن اس کے باوجود کسی نے ایسی جگہ نہیں پائی اور اس قسم کے جزیرے اور شہر نہیں دیکھے اگر ان کا وجود ہوتا تو لازماً دیکھے جاتے اور اسلام کے اہم ترین مراکز میں ان کا شمار ہوتا اس بنا پر قطعی طور سے یہی کہا جاسکتا ہے کہ ایسے مقامات کا کہیں وجود ہی نہیں ہے۔

ان سوالات کا ہم مختصر یہی جواب دیتے ہیں کہ مغربی تحقیق کنندگان نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ابھی کرۂ زمین کے بہت سے منطقے ناشناختہ ہیں اور بہت سے مقامات محتاج تحقیق ہیں ممکن ہے ہم آخر کتاب میں مزید حوالہ جات نقل کریں۔ ایسی صورت میں کسی تحریر کرنے والے کو حق نہیں پہنچتا کہ قطعی طور سے ایسے جزائر کا منکر ہو جائے اس لئے کہ ان کا ان جزائر تک نہ پہنچا ان کے نہ ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا مشہور کلیہ ہے کہ (عَدَمُ الْوُجُودِ لَا يَدُلُّ عَلَى عَدَمِ الْوُجُودِ) (کسی شے کا نہ پانا اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں ہے)

قد مارنے ایسے حضرات کے جواب میں اور ان کی رد میں تحریر کیا ہے کہ بتایا جائے۔ سید سکندری، غار اصحاب کیف، جابلسا و جابلقا، مدینہ النحاس اور انھیں کے مثل اور بہت سے مقامات کہاں ہیں ان مقامات کا اکثر جگہ تذکرہ موجود ہے مگر صحیح جائے وقوع کا کسی کو علم

نہیں ہے۔ لہذا ہمارے لئے تو ان کے شبہات بالکل ناقابلِ توجہ ہیں۔ کیونکہ خود ہمارے زمانہ میں ایسی مثال بطور نمونہ ”مثلت برمودہ“ کی موجود ہے جو ادقیانوس اطلس کے وسیع علاقہ میں تشکیل دی جاتی ہے جب کہ ابھی تک کسی نے بھی ادقیانوس کی پیمائش و تحقیق نہیں فرمائی ہے اور آج تک مثلث برمودہ کے وسط تک کوئی نہیں پہنچا ہے بلکہ اب تک کوئی ہوائی جہاز بھی اس کے اوپر پرواز نہیں کر سکا ہے بڑی جاذب و جالبِ توجہ تو یہ بات ہے کہ اس مثلث کے درمیان میں اب سفید موجود ہے جو علی بن فاضل کے بیان سے قطعاً مطابقت رکھتا ہے آج تک کوئی بڑے سے بڑا جہاز اس پانی کے نزدیک نہیں پہنچتا ہے کیونکہ جو بھی جاتا ہے اس کو ادقیانوس اپنی طرف کھینچ کر غرق کر دیتا ہے اور جو ہوائی جہاز اس سفید پانی پر پرداز کی کوشش کرتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے حوادث کا شکار ہو کر غائب ہو جاتا ہے اور اپنے وجود کا کوئی نشان بھی نہیں چھوڑتا۔ یہاں کے حادثات میں ابھی تک سینکڑوں کشتیاں اور جہاز اور بہت سے ہوائی جہاز لقمہ اجل بن چکے ہیں جن کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔ ان حوادث سے ہمیں علی ابن فاضل کے الفاظ یاد آجاتے ہیں جو انھوں نے اس جزیرہ کی کشتی کے ملاح سے نقل کئے ہیں۔ جنھوں نے فرمایا تھا کہ ”دشمنوں کے جہاز اور کشتیاں جب اس سفید پانی پر وارد ہوتے ہیں تو خواہ وہ کتنے ہی مستحکم کیوں نہ ہوں مگر ہمارے

مولا حضرت صاحب الزماںؑ کی برکت سے غرق ہو جاتے ہیں اور یہی وہ بیان ہے جو مثلث برمودہ تک جانے والے ہوائی جہاز کے پائلٹوں اور جہازوں کے چلانے والوں اور کشتی کے ملاحوں کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔

مثلث برمودہ

مثلث برمودہ وہ مقام ہے جہاں دنیا کے حیرت انگیز حوادث رونما ہوتے ہیں بحر اوقیانوس اطلس کے انتہائے مغرب میں واقع ہے مثلث برمودہ کے حادثات نے دنیا کے تحقیق و جستجو کرنے والے سینکڑوں افراد کی توجہ کو اپنی جانب جذب کیا ہے جنہوں نے نہایت تلاش و تحقیق کے بعد یہاں کے سر بستہ رازوں کو منکشف کرنے کی سعی فرمائی ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے اس میدان میں جس قدر تگ و دو فرمائی اسی قدر ناکامی کا منہ دیکھنا نصیب ہوا ہے اور ابھی تک قابل اعتماد و اعتبار کوئی رائے پیش نہیں کی جاسکی ہے۔

چارلز برلیتسن جن کی تحقیق دوسروں کے مقابل زیادہ قابل توجہ قرار دی گئی ہے اس طرح تحریر فرماتے ہیں :

”دبا وجود اس کے کہ انسان نے فضا کے بہت سے ابہامات کو تسخیر

کر لیا ہے اور دنیا کی بہت سی چیزوں پر کنٹرول حاصل کر کے گیتی کے رازوں کو منکشف کر لیا ہے مگر پھر بھی کرۂ زمین کے $\frac{3}{5}$ دریاؤں کے عجائبات اور کرۂ ماہ کی بہت سی آتش فشانیوں سے ناواقف ہے۔

مثلث برمودہ کا جائے وقوع

مثلث برمودہ کے مغرب میں اوقیانوس اطلس مشرق میں فلوریڈا شمال میں جزائر آئیل اور جنوب میں جزائر برمودہ ہیں۔ اس مثلث کا سر برمودہ، میامی اور سن خواں کہلایا جاتا ہے۔ یہ مثلث کہ جس کا سر جزائر برمودہ ہے مثلث برمودہ کے نام سے شہرت پا گیا ہے، اس جگہ کو اس نام سے سب سے پہلے جناب ویننٹ گادیس، مولف کتاب (افق نامرتی) نے موسوم کیا تھا۔ بعد کو یہ اسی نام سے مشہور ہو گیا۔

جزائر برمودہ

اوقیانوس اطلس کے شمال مغرب میں ۳۶۰ چھوٹے چھوٹے جزیرے وجود رکھتے ہیں جن سب کو ملا کر جزائر برمودہ کہا جاتا ہے یہ جزیرے

۱۔ مثلث برمودہ ص ۱۵

۲۔ مثلث برمودہ ص ۱۳۲

۳۔ مثلث برمودہ ص ۲۵

۶۰

جن کا پائے تخت (ہملٹن) ہے۔ اوقیانوس اطلس کی بہشت کہے جاتے ہیں کیونکہ ان جزائر کے مناظر نہایت دلفریب و فرح انگیز ہیں۔^۱ ان جزائر کے مجموعہ میں بڑے جزیرے۔ برمودہ۔ سینٹ جورج۔ سینٹ ڈیویڈ۔ گوام۔ سومرسٹ اور لونگ السیلانڈ ہیں یہاں ۲۰ جزیرے ایسے ہیں جن میں آبادی ہے اور وہاں تقریباً ۶۰۰۰۰۰ ساٹھ ہزار افراد آباد ہیں۔^۲ اگرچہ یہ جزیرے گرم سیر ہیں لیکن بہترین آب و ہوا رکھتے ہیں اس وقت جب کہ نیویارک میں سردی کا موسم یعنی خزاں کا زمانہ ہوتا ہے تب برمودہ میں سطح زمین پھولوں سے چھپ جاتی ہے۔ موسم سرما میں برمودہ سے سبیاں اور پھول ریاستہائے متحدہ امریکہ کو برآمد کئے جاتے ہیں۔

یہ جزیرے ۱۵۱۹ء میں ایک اسپانوی سیاح بنام ”خوان دو برمودو“ نے دریافت کئے تھے۔^۳ ۱۶۰۹ء میں جب جارج سومرس کی کشتی اس علاقہ میں ٹوٹ گئی تو اس واسطے سے ان جزیروں کا تعلق انگلستان سے ہو گیا۔

- ۱۔ دائرۃ المعارف حیات ترکی ص ۱۷۱۔
- ۲۔ فرہنگ نامہ ج ۴ ص ۳۲۶۔
- ۳۔ قاموس الاعلام ترکی ج ۲ ص ۱۲۸۸۔
- ۴۔ جغرافیائے کامل جہان ص ۵۸۶۔
- ۵۔ جغرافیہ جہاں برائے خرد سالان ص ۱۷۵۔

جزیرہ برمودہ تقریباً ۳۳ درجہ شمالی چوڑائی میں اور ۶۴ درجہ غربی لمبائی میں واقع ہے اور اس طرح یہاں ان سروں سے ایک مثلث بن جاتی ہے جس کو مثلث برمودہ کہتے ہیں۔

فلوریڈا، پورٹریکو امریکہ کے مشہور شہر اس مثلث کے نواح میں واقع ہیں اور دریائے سارگاسو یہاں کا اہم ترین دریا ہے جو اس علاقہ کو اوقیانوس سے علیحدہ کرتا ہے۔ مہیب پہاڑ دریا کے نیچے اوقیانوس میں پائے جاتے ہیں بہت سے حادثات اور ناقابل توجیہ واقعات جو مثلث برمودہ سے متعلق ہیں وہ دریائے سارگاسو کے منطقہ میں ہی رونما ہوئے ہیں۔

دنیا کے اس منطقہ کے بہت سے پوشیدہ اسرار و راز جو زمانہ قدیم سے ہوتے چلے آئے ہیں موجودہ دور کی تاریخ سے مل گئے ہیں کیونکہ اس منطقہ کا سب سے پہلا حادثہ جو تاریخ میں ثبت ہوا وہ "سر کرلیٹف کلب" کا ہے۔ سر کرلیٹف کلب نے آخر ستمبر ۱۲۹۲ء میں نئی دنیا معلوم کرنے کے لئے سفر اختیار کیا تو وہ دریائے سارگاسو کے مغرب میں کشتی کے قطب نما کے خراب ہو جانے کی بناء پر متوجہ ہوا۔ چنانچہ مقناطیسی بجلی سے پیدا ہونے والا یہ اختلال ۵ قرن گزرنے کے باوجود آج بھی مستقلاً اس علاقہ کے دریا ہو امیں اسی طرح موجود ہے اور آج بھی اس کی حکمرانی اسی طرح ہے۔

ان ۵ قریبوں میں یعنی پانچ سو سالوں میں اس منطقہ کے حوادث و عجائبات کبھی منقطع نہیں ہوئے۔ بلکہ ان میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ اور رفتہ رفتہ ان کی شہرت دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئی۔ بجلی و دھویوں کی کشتیاں ایجاد ہوئیں۔ نئے نئے ڈیزائن کے جہاز عالم وجود میں آئے۔ مگر بحرا و قیانوس کے اس مثلث کے سفید پانی میں ہر روز کشتی و جہازوں کے ڈوبنے کی تازہ تازہ اطلاعات گوش زد ہوتی رہیں۔ ابتدا میں کشتیوں کے ڈوبنے کی اطلاع بالکل عجیب و ناقابل یقین ہوتی تھی۔ مگر رفتہ رفتہ واقعات کی کثرت نے یقین کرنے پر مجبور کر دیا۔

ان حوادث کی روز افزوں افزائش نے ریاست متحدہ امریکا کو نئے نئے اقدامات کرنے کے لئے متوجہ کیا۔ چنانچہ حکومت نے ۵ جنگی طیاروں (ٹی بی۔ ام) پر مشتمل ایک پارٹی تشکیل کی جس نے ۵ دسمبر ۱۹۴۵ء کو جنگی ایئر پورٹ (فورٹ لارڈ ریل) سے ۵ بہترین پائلٹوں اور ۹ محققین کے ساتھ تحقیق حال کے لئے سفر کیا۔ مگر وہ تمام ایک گروہ کی شکل میں غائب ہو گئے۔ جن کی معلومات کے لئے مارٹن مارینر، ہوائی جہاز کو تو نہایت مستحکم و مضبوط اس وقت تک بنا تھا روانہ کیا۔ مگر وہ بھی اس مصیبت سے دوچار ہو گیا۔

مثلث برمودہ کے حوادث نے دور دراز کے علاقہ کے لوگوں کی توجہ

کو اپنی طرف مبذول کر لیا۔ کیونکہ جو ہوائی جہاز اس سفید پانی پر چڑھ کر اترتا تو وہ مذکورہ طریقہ سے نابید ہو جاتا۔ اور جو ہوائی جہاز غائب شدہ جہاز کی جستجو میں جاتا وہ بھی ویسے ہی حادثہ کا شکار ہو جاتا۔ آخر کار حکومت نے تمام واقعات کا اعتراف کیا اور دنیا کے غور و فکر والے افراد کو مختلف مقامات عالم سے مدعو کیا۔ سمینار و کانفرنسیں قائم کیں۔ سیکڑوں دانشمندوں کو وسیع امکانات و اختیارات حکومت کی جانب سے تفویض ہوئے۔ جو تحقیق و جستجو میں مشغول ہو گئے۔ ہم ان کی تحقیقات کا مختصر خلاصہ ذیل میں نقل کر رہے ہیں۔

نتیجہ تحقیقات

بیسویں صدی کے درمیان تک مشنٹ برمودہ کا چرچا تقریباً ہر زبان تک جا پہنچا بہت سے دانشمند محققین نے اس علاقہ کا سفر کیا۔ اور وسیع معلومات فراہم کر کے کافی قیمتی کتابیں تحریر کیں۔ جن میں سے چند کے نام ہم یہاں نقل کر رہے ہیں۔

- (۱) افی نامرٹی ازورینسنٹ گادیس (۲) یہ دنیا بچیدہ ہے از جان گادوین (۳) بالہائے پرابھام از ڈیل ٹیسگر (۴) برزخ گمشدہ از جان والانس اسپنسر (۵) مشنٹ برمودہ کے غیر عادی حوادث از مانسون والنستین (۶) زمین کے ناگہانی تحولات از ہالک اچنیکلوس ران (۷) در اعماق (ہلٹوں میں)

از پیرٹ (۸) نظر نہ آنے والی مخلوق از ایوان ساندرس (۹) کشتیوں کا ڈوبنا اور پھر واپس لانا از رابرٹ برگس (۱۰) عجیب از ہارلڈ ویلکینیز ان کتابوں میں جو کتاب سب سے زیادہ مشہور و مقبول ہوئی وہ "مثلت برمودہ" ہے جس کو امریکہ کے معروف دانشمند "چارلز برلینز" نے تحریر فرمایا یہ کتاب ۱۹۷۳ء میں لکھی گئی اور مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوا۔ فارسی میں اس کتاب کے تین ترجمے شائع ہوئے یہ کتاب مولف کی ۵ سال کی تحقیق کا پتھر ہے۔ جو اس منطقہ کے مشاہدات پر مبنی ہے درحقیقت یہ بہترین کتاب ہے جو مثلث برمودہ پر لکھی گئی علاوہ کتابوں کے مشرق و مغرب کے بہت سے دانشمندان نے اہم ترین مقالے بھی اس ضمن میں تحریر فرمائے جن میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

(۱) ام۔ کی۔ جسوپ (۲) الکسیاندر کا ترنوف (۳) ادگار کالیس (۴) پلاٹو (۵) جمیز ٹورن (۶) لارنس ڈیویڈ کوس (۷) سلی لیچر (۸) فرینک اڈوارڈز (۹) ویلبرٹ پی ایسمیٹ (۱۰) سیکڑوں دوسرے بیانات پائلٹوں کے ذریعہ منتشر ہو گئے۔ اب تک بہت سے علمی و تحقیقی ادارے مثلث برمودی کے پیچیدہ حوادث کی تحقیق کے لئے قائم ہوئے جن میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ اس کتاب کا فارسی ترجمہ مقالات کی شکل میں مسلسل مجلہ آدالے ہاموں شمار

۳۹ تا ۴۲ میں شائع ہو چکا ہے اور فیملی شکل میں بھی منظر عام پر آچکا ہے۔

۱، سازمان ملی برائے تحقیقات فضائی (۲)، جامعہ محققان برائے واقعات ناقابل تفسیر (۳)، مرکز تحقیقات و مطالعات برائے موضوعات پیچیدہ علمی و ہنری (۴)، ادارہ تحقیق بالیمود (۵)، ادارہ میگنٹد مقناطیس یہ تمام ادارے کافی تحقیق کے بعد بھی کوئی قابل اعتماد بات جو قوانین فزکس سے مطابقت رکھتی ہو بیان نہ کر سکے بلکہ تمام اداروں نے ناقص معلومات پیش کیں۔ اور وہ بھی صرف اتنی کہ ہر ایک نے اس مثلث کے حوادث کی کچھ توجیہات بیان کر دیں۔ ہم ذیل میں مشرق و مغرب کے دانشمندوں کے ان بیانات پر مشتمل خلاصہ تحریر کر رہے ہیں۔

۱۔ بعض دانشمندوں نے تو ان حوادث کو دریائی اور ہوائی کنوؤں کے بھنور کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر یہ حوادث ان کنوؤں کے گرداب کا نتیجہ تھے تو ڈوبنے والی کشتیوں اور سقوط کرنے والے طیاروں کا کچھ پتہ تو ضرور چلتا۔ کم از کم پیٹرول یا دیگر جلنے والے مادوں کا کچھ تو سراخ ملتا۔ کیونکہ اس کے ذریعہ پانی کی آلودگی لازمی تھی اور طیاروں کے حادثہ کا محل وقوع معلوم ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ ایک کشتی کے دریا میں گم ہونے کا اثر تو ضرور رہتا ہے۔ جس کے ذریعہ تحقیق کرنے والی کشتیاں علائم و آثار کو جمع کر کے سبب اور جگہ کا تعین کر لیتی ہیں مگر برمودی کے حوادث میں ایسا کوئی نشانہ نہ مل سکا۔ لے

۲۔ بعض دانشمندوں نے خیال کیا ان واقعات میں کشتی اور ہوائی جہازوں کا نقص سبب ہے۔ مگر دوسرے دانشمند کہتے ہیں کہ اوقیانوس اطلس کے مغرب میں اتنی گہرائی میں ایٹمی کشتیوں کا گم ہو جانا اس سے بعید ہے کہ اس کو نقص سے تعمیر کیا جائے۔ اور اسی طرح طیاروں کا ایک مخصوص مقام سے غائب ہونا بھی نقص کا سبب قرار نہیں دیا جاسکتا۔

۳۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ منطقہ بہت زیادہ آمدورفت کا علاقہ ہے۔ اس لئے ٹریفک کی سنگینی کی وجہ سے یہ حوادث ہوتے ہیں مگر دوسروں کا اعتقاد ہے کہ یہ اس لئے غلط ہے کہ دنیا کے دوسرے زیادہ ٹریفک والے علاقہ میں ایسے حوادث نہیں ہوتے۔ اور اگر کہیں ہوتے ہیں تو ان کا کچھ سراغ تو مل جاتا ہے۔ مگر یہاں تو کسی شے کا پتہ ہی نہیں چلتا۔

۴۔ بعض کا خیال ہے کہ یہاں دریا کی ہوائ ناقابل پیشین گوئی ہے لہذا ایک دم طوفان پیدا ہوتا ہے۔ اور ایسے حوادث ہو جاتے ہیں مگر یہ بات بھی غلط ہے کیونکہ عموماً تمام واقعات صاف و شفاف ہوا میں ہوئے ہیں۔

۵۔ اکثر کا خیال ہے کہ ان حوادث میں اور سفید پانی میں کوئی ربط ہے ہم شاید بعد میں مزید روشنی ڈالیں گے۔

۶۔ بہت سے دانشمند کہتے ہیں کہ اس منطقہ میں ایک سبز نور ہے۔ جو ہوائی جہازوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ آئندہ سطور میں ہم اس پر بھی تبصرہ کریں گے۔

۷۔ جونی اسپنسر اور دوسرے دانشمندوں کے گروہ کہتے ہیں کہ مثلث برمودا کے حوادث اور اڑنے والی طشتریاں جو اس علاقہ میں گاہ بگاہ دیکھی جاتی ہیں باہمی رابطہ رکھتی ہیں۔ وہ شاید دوسرے کروں کی مخلوق ہے جو ہماری ٹیکنالوجی کی ترقی و معلومات کے لئے ان کشتیوں اور جہازوں کو غائب کر لیتی ہے۔

۸۔ ڈاکٹر ماسون والنٹین جنہوں نے مدت تک اس منطقہ کی تحقیق میں عمر صرف کی ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ انسان جو مثلث برمودا میں کشتی یا ہوائی جہازوں میں غائب ہوئے ہیں۔ مدت کے بعد دوسرے مقام پر ظاہر ہوئے ہیں۔ اور ابھی تک وہاں زندہ ہیں۔

۹۔ بعض کا عقیدہ ہے کہ یہ علاقہ دنیا کے دوسرے علاقوں سے بالکل متشبی ہے۔ اس لئے اس کا قیاس عام علاقوں پر نہیں کیا جاسکتا۔

۱۰۔ بعض کہتے ہیں کہ اس جگہ کچھ ایسی معدنیات ہیں جن کی تحقیق نہیں ہو سکی۔ وہ ان حوادث کی محرک میں یا دلبرٹ بی المیٹ کہتا ہے کہ یہاں نظر نہ آنے والی مقناطیسی کشش ہے۔ جو ان حادثات کی ذمہ دار ہے۔ اور اسی طرح ایک روسی ماہر نے جو قافلہ سے پیچھے رہ گیا تھا ان حادثات کا محرک کرہ ماہ (رجاند) کو قرار دیا ہے۔

ہم نے یہاں صرف چند دانشمندوں کی رائے تحریر کی ہے۔
 ورنہ صاحبان ذوق مزید توضیحات چارلز برلینز کی کتاب "مثلت
 برمودا" میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

ان تمام آراء کے مطالعہ کے بعد یہ بات مشترک نظر آتی ہے کہ
 تمام محققین اس بات کے قائل ہیں کہ مثلث برمودا ایک نہایت
 پیچیدہ و مبہم علاقہ ضرور ہے۔ امریکی دانشمند تو کھلم کھلا اعلان کرتے
 ہیں کہ اس علاقہ میں کوئی ناشناختہ اصرہینی طاقت پوشیدہ ہے
 ممکن ہے وہ مقناطیسی طاقت ہو۔ یا کچھ اور جو کبھی کبھی بلند ہوتی
 ہے۔ اور چیزوں کو نابود کر دیتی ہے۔ چارلز برلینز اپنے لفظوں
 میں پوری تحقیق کا خلاصہ اس طرح بیان کرتا ہے کہ آج تک
 کوئی ہوائی جہاز اور کشتی اس منطقہ کو عبور نہیں کر سکی۔ اور اپنی
 منزل و مقصد تک سالم نہیں پہنچ سکی اس لئے یہی نتیجہ نکلتا
 ہے کہ یہ علاقہ لوگوں کی آگاہی کے لئے اپنے حوادث کی بنا پر ایک
 تنبیہ ہے کہ یہاں کوئی پوشیدہ راز یا کوئی طبعی وجود موجود ہے
 جس کی وجہ سے تمام واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

ایک امریکی نیوی افسر کہتا ہے کہ ہمارا ہمیشہ سے یہی عقیدہ
 ہے کہ مثلث برمودا میں کسی عجیب چیز کا وجود موجود ہے لیکن

آج تک اس کی ماہیت کوئی معلوم نہ کر سکا۔ کوئی دلیل فرکس کی بنیاد پر ان حوادث کی قائم نہ کی جاسکی۔ بلکہ ناگہانی طور سے الیکٹرونک کے عمل کی طرح کشتیاں ننگا ہوں سے غائب ہوتی رہیں اور کوئی کچھ نہ سمجھ سکا۔

سفید پانی :-

کریسٹف کلمب پہلا انسان ہے جو انہی علاقہ میں چمکدار دریا کے پانی کی طرف متوجہ ہوا وہ سانتا مارٹیا جہاز کے عرشہ پر ۱۱ اکتوبر ۱۴۹۲ء کو بذات خود موجود تھا کہ سورج کے غروب ہونے کے دو گھنٹہ بعد اس سفید اور چمکدار پانی کی جانب متوجہ ہو کر دو گھنٹے سا رگاسو کے مغرب میں رواں دواں تھا۔ سفید پانی کی چمک عام پانی اور فضا کے مقابل قطعاً واضح اور قابل مشاہدہ تھی۔

اپریل ۱۲ء کے خلا نوردوں مشنٹ برمودہ کے چمکتے ہوئے پانی کو زمین سے نظر آنے والا آخری نور قرار دیا ہے۔ یہ بات جالب توجہ اور قابل غور ہے کہ جہاں کہیں مشنٹ برمودہ کے حوادث کا ذکر ہوا ہے وہاں اس سفید پانی کا تذکرہ ضرور ہوا ہے۔ نیز یہاں گم ہونے والوں کا آخری پیغام بھی یہی ہے کہ اب ہم آپ سفید پر وارد ہوئے ہیں۔ اور اس کے بعد مطلقاً خاموشی۔

یہاں ہم ایک بار علی ابن فاضل کے بیان کو بھرپور کرتے

ہیں۔ جنہوں نے کشتی کے ناخدا کے حوالہ سے بیان کیا کہ اس سفید پانی نے جزیرہ خضر کا احاطہ کر رکھا ہے۔ دشمنوں کے جہاز اور کشتیاں جتنی بھی محکم ہوں مگر جب اس پانی پر وارد ہوتی ہیں تو ہمارے مولا حضرت صاحب الزمان کی برکت سے غرق ہو جاتی ہیں۔ ۱۷

اس سبز نور کے بارے میں ابھی تک کوئی واضح بات نہیں کہی جاسکتی البتہ اپنے تجربات کی روشنی میں دیکھنے والوں نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

ادگار کالیں کا اعتقاد ہے کہ اس مقام پر بہت قوت دار جنرل نصب ہیں۔ جن میں اس قدر قوت موجود ہے کہ فضائی اور دریائی جہازوں کو ساکن کر دیتی ہے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی قوتوں کو بیکار کر دیتی ہے۔ اور بہت دور فاصلہ سے تمام چیزوں کا فوٹو لے لیتی ہے۔ نیز وہ اس بات کا بھی معتقد ہے کہ مثلث برمودہ کے رسنے والے لینر شعاعوں کے انکشاف سے ہزاروں سال پہلے کر مثل سے یہ عنوان منبع قدرت سے استفادہ کرتے تھے۔ چاک دیگلی امریکہ کا زیر تہ بیت ہوا باز نور بہتر کے مشاہدہ کی اس طرح توصیف بیان کرتا ہے کہ میں نے ناسو (ناسا) پر پور کو غروب آفتاب سے کچھ دیر بعد ترک کیا ہوا بے حد صاف تھی اور

ستارے چمک رہے تھے۔ میں مستقیم طور سے جزائر باہاما کی جانب مصروف پرواز تھا کہ تقریباً آٹھ ہزار فٹ کی بلندی پر میں نے بالکل غیر عادی چیز مشاہدہ کی اور وہ یہ کہ میرے جہاز کے پر ایک دم جھکنے لگے گویا انہوں نے شب نما (مناظر) کو جذب کر لیا۔ پہلے تو میں نے خیال کیا کہ یہ انعکاس نور کا اثر ہے۔ جو پائلٹ کے بیٹھنے کی جگہ کی رنگین پلاٹک پر نور کے داخل ہونے کی بنا پر ہوا ہے۔ مگر کچھ دیر بعد جہاز کے پر صاف ہو گئے۔ اور ان کا رنگ سبز آبی نظر آنے لگا جبکہ ان کا اصل رنگ سفید تھا۔ درمخت نگ ان کی چمک اس قدر بڑھ گئی کہ میں چکا چوند میں انجن کی سوئیاں بھی نہ دیکھ سکا۔ بلکہ میں نے محسوس کیا کہ اب الیکٹرونک کی کوئی چیز میرے کنٹرول میں نہیں ہے۔ یہاں مدار سے خارج ہو چکے ہیں۔ محفوظ ہی دیر میں تمام جہاز دورانی ہو گیا۔ یہ نور انعکاسی نہ تھا بلکہ خود ہوئی جہاز میں پیدا ہوا تھا۔ جب میں نے اندر سے پھر پردوں کو دیکھا تو محسوس کیا کہ یہ چمک بالکل غیر عادی ہے۔ کیونکہ اس نے ہم کو پانچ منٹ تک بالکل تائین کر دیا ہے۔ اس کے بعد اس کی زیادتی آہستہ آہستہ کم ہوتی چلی گئی۔ جب یہ نور بالکل غائب ہو گیا تو تمام چیزیں عادی حالت پر پلٹ آئیں واپس آنے کے بعد ایئر پورٹ پر جب میں نے دوسرے پائلٹوں سے اپنے مشاہدے کو بیان کیا تو پتہ چلا کہ ایسے ہی واقعات دوسروں کے ساتھ بھی رونما ہو چکے ہیں مگر

وہ اس بارے میں کوئی بات کرنا نہیں چاہتے۔

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس جزیرہ کو جزیرہ
حضرا کیوں کہا جاتا ہے۔ کیا اس کی وجہ یہاں کی سرسبزی و خرمی ہے
تو تمام دوٹے زمین کے جزیرے ایسے ہی سرسبز ہیں اس لئے ضروری
ہے کہ کوئی دوسری دلیل اس میں پوشیدہ ہو ہمارے نزدیک
اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جزیرہ اپنے اندر سبز چمک رکھتا ہے اور اس
سے نور سبز ساحل ہوتا ہے۔ اس لئے یہ خضراء کے نام سے موسوم
کیا جاتا ہے۔ انتہائی توجہ کے قابل اور غور و فکر کے لائق یہ بات ہے
کہ وہ تمام ہوائی جہاز جو مثلث برمودا میں بحر اوقیانوس اطلس
میں مصروف پرواز ہو کر وہاں مصیبتوں میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے
زمین کے مرکز کو اپنا جو آخری پیغام بھیجا وہ یہی تھا۔ ① اب ہوائی
جہاز ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ ② تمام مشینی آلات ہمارے
قبضہ سے نکل چکے ہیں۔ ③ اب ہم سفید پانی پر ہیں۔ ④ ہم ایسے
جزیرہ کو دیکھ رہے ہیں جس کے درمیان سفید پانی ہے مگر
سبز رنگ کے نور نے اس کا احاطہ کر رکھا ہے۔ اس لئے ہم اس کی
فلم لینے سے مجبور ہیں۔ اس کے بعد ارتباط منقطع ہو گیا۔ اور ہمیشہ
کے لئے ربط ختم ہو گیا۔ اور پھر ان کی کوئی خبر نہ آئی۔ تقریباً بالکل یہی پیغام
دوسرے ہوائی جہازوں سے موصول ہوا۔

ان تمام بیانات کی روشنی میں اس احتمال کو تقویت پہنچتی ہے

۷۳

کہ شاید "جزیرہ خضر" اوقیانوس اطلس میں مثلث برمودا میں ہے۔ اور یہ تمام حادثات اُسی الہی غیبی قوت سے مربوط ہیں۔ اسی وجہ سے بڑے بڑے تحقیق کرنے والے ان حوادث کی کوئی توجیہ نہیں کر سکے۔

ضروری توجہ :-

مندرجہ بالا بیانات کے بعد اس نکتہ کی وضاحت ضروری ہے کہ ہم ہرگز یہ ادعا نہیں کرتے کہ جزیرہ خضر ① "مثلث برمودا" ہی ہے۔ بلکہ صرف ہم نے احتمال کا اظہار کیا ہے تاکہ تحقیق کرنے والے کسی قطعی نتیجہ تک پہنچ سکیں۔ اور پھر وہ قطعی طور سے اثبات یا نفی میں جواب دے سکیں۔

② ہمارے اس احتمال کی بنیاد یہ ہے کہ راہ تحقیق باز ہو جائے۔ نیز ہماری مندرجہ تحریروں کو پڑھنے والے کم از کم مطالعہ کی مدت تک حضرت یقینۃ اللہ علیہ اللہ فرجہ کی یاد میں مصروف رہیں کیونکہ اس مہر تاباں اور کعبۂ پا کاں کی یاد روح کو صفائی اور دل کو جلا بخشی ہے۔

③ مثلث برمودا سے مربوط جو حادثات ہیں۔ وہ اس مثلث کے مرکز سے وابستہ ہیں۔ جس کو آج تک کوئی ہوائی جہاز عبور نہیں کر سکا۔ جبکہ اس مثلث کے کنارے پر اور جزائر الیہ

موجود ہیں۔ جن میں آبادی ہے۔ اور مہوائی جہاز و کشتیاں و ہاں
 حرکت کرتی رہتی ہیں۔ و ہاں کم و بیش حوادث بھی ہوتے رہتے
 ہیں۔ اور اکثر وہ حضرات جو ان حوادث سے دوچار ہوتے ہیں صحیح
 و سالم بھی باقی رہتے ہیں۔ مگر یہ سب وہی ہیں جو اس مثلث
 کے مرکز سے دور حادثہ سے دوچار ہوتے ہیں۔ البتہ مرکزی جگہ کے حادثہ
 کا کوئی فرد بظاہر باقی نہیں رہتا۔ (علی اکبر مہدی پور)

ذیل میں ہم مثلث برمودا کی داستان کے متعلق کچھ اور
 اضافہ کریں گے۔ تاکہ اضافہ معلومات کا سبب بن سکے۔ سب سے
 پہلے ہم روایت ”الجزیرۃ الخضر“، یعنی اقامت گاہِ احتمالی حضرت
 ولی عصر (عج) کو نقل کر رہے ہیں اس کو نہایت قیمتی کتاب
 بحار الانوار میں علامہ مجلسیؒ نے تحریر فرمایا ہے ہم اس کا ترجمہ پیش
 کرتے ہیں۔ کیونکہ مثلث برمودا، اور جزیرہ خضر اہل بہت
 سی خصوصیات مشترک ہیں۔ بعض دانشمند جو سات سو سال پہلے
 اس جگہ کی زیارات سے مشرف ہوئے ہیں۔ انہوں نے اس
 جزیرہ مقدسہ کے جو اوصاف بیان کئے ہیں وہ بہت کچھ مثلث
 برمودا سے مشابہ ہیں۔

- مثلاً ① دونوں اوقیانوس اطلس میں واقع ہیں۔
 ② دونوں کا سفید پانی نے احاطہ کر رکھا ہے۔ ③ دونوں
 کشتیوں اور مہوائی جہازوں کے ناپید ہونے کا موجب ہیں۔

جود ہاں کی مٹی، پانی اور ہوا کو عبور کرنا چاہتا ہے۔

ہم پھر کہتے ہیں کہ ہمارا یہ خیال قطعی نہیں ہے کہ مثلث برمودا ہی جہزینہ خضراء ہے۔ کیونکہ اس کی حقیقت کو جاننے والا صرف خدا ئے آفریدگار ہے۔ بلکہ ہم تو صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مثلث برمودا کی داستان جود ہاں کے سیاحوں اور تحقیق کرنے والوں کے توسط سے دنیا میں نشر ہوتی ہے۔ اس میں اور جہزینہ خضراء کی اس داستان میں جس کو مرحوم شیخ زین الدین علی ابن فاضل مازندانی نے اپنے سفر بیانہ و اندلس کے سلسلہ میں جو کسی ہدایت کی بناء پر وہاں تک پہنچے تھے بیان کیا ہے بہت سی مشابہ باتیں ہیں۔ لہذا ہم بھی اس دن کی امیدیں کہ جب دنیا میں عدالت کی بنیادوں پر استوار حضرت ولی عصر عجبت بن الحسن المہدی (عج) کی حکومت آپ کے ظہور کے بعد قائم ہوگی اور آپ تمام دنیا کی مشکلات کو اپنے دست باکفایت سے حل فرمائیں گے۔ تو ہم کو بھی ظن و گمان کی بناء پر یہ رائے پیش کرنے پر معاف فرمائیں گے۔

(ناجی بنجار نجف اشرف) و اکبر مہدی پورہ ایران

مثلث برمودا :-

اوقیانوس اطلس : بعد از اوقیانوس آرام دنیا کے بزرگ ترین اوقیانوس میں شمار ہوتا ہے۔ اور کینال پانامہ کے توسط سے

اوقیانوس آرام سے متصل ہو جاتا ہے۔ یہ امریکہ، یورپ اور افریقہ کے علاقہ پر محیط ہے۔ ہزاروں ندیاں یورپ و افریقہ و امریکا کی اس اوقیانوس میں گرتی ہیں۔ اس اوقیانوس کا اہم ترین دریا گلف اسٹریم، ہے دنیا کے دو قدیم ملکوں یورپ و امریکہ کے درمیان جہاز رانی اس اوقیانوس کے ذریعہ ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ فعال ترین ٹریفک کا مرکز ہے۔ دنیا کے سیاحوں اور جغرافیہ دانوں نے جو زائد ماضی و حال سے تعلق رکھتے ہیں اوقیانوس اطلس کے متعلق بہت کچھ بیان کیا ہے۔ ہم یہاں صرف ساتویں صدی کے دانشمند احمد بن عبدالوہاب نویری کا قول تحریر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اوقیانوس اطلس کو دریائے ظلمات بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ہمیشہ تاریک چاند والا آسمان اس کو چھپائے رہتا ہے۔ یہاں چاند کی شکل کسی شخص کے لئے قابل رویت نہیں ہے۔ صرف اسی دلیل اور چند دوسرے دلائل مثلاً کوہ پیکر موجوں کی بلندی و آب و ہوا کی دیگر گونی کے علاوہ اس اوقیانوس کے متعلق زیادہ معلومات نہیں ہیں۔ اس کے آس پاس آبادی والے کچھ جزیروں کے علاوہ کچھ اور آبادی کا علم نہیں ہے۔

اس اوقیانوس کے مغرب میں جو جزیرے معلوم کئے گئے ہیں ان کی تعداد چھ ہے۔ جن کو جزیرہ لائے جاویداں یا جزیرہ لائے خوشبختی کہا جاتا ہے۔ ان چھ جزیروں کے محاذ میں مشرق کی طرف جزیرہ لائے

سیلی کا دبو وہ ہے۔ جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہاں علوی حضرات رہتے ہیں۔ جو بنی اُمیہ کے ظلم سے فرار کر کے ان ہنزیروں میں پناہ گزین ہو گئے تھے۔ ان ہنزیروں کی آب و ہوا اس قدر نفیس ہے کہ آج تک کوئی شخص ان میں پہنچ کر واپس نہیں آیا۔ اس لئے کہ اس نفیس جگہ کو چھوڑنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔

اوقیانوس اطلس کے اٹھائی مغربی نقطہ پر نہایت اہرار آمیز و تعجب انگیز منطقہ برمودا ہے۔ جس نے مدت دراز سے گزرنے والوں اور تحقیق کرنے والوں کی توجہ کو اپنی جانب مبذول کیا ہے۔ اور بہت سی پرشور و پرہیجان خبریں دنیا کے علمی مجلوں اور روزناموں میں اس کے بارے میں خصوصیت سے نشر ہوتی رہی ہیں وہ حوادث جو اس اوقیانوس اطلس کے منطقہ میں کشتیوں اور ہوائی جہازوں کے رونما ہوئے ہیں اس قدر جالب اور سنسنے کے لائق ہیں کہ ممکن ہے اب ان کو سننے والا افسانہ سے تعبیر کر لے۔ کیونکہ ایسی روئداد دنیا کے اور کسی حصہ میں رونما نہیں ہوتی ہیں۔ اگر ہم اس منطقہ کو ایک مثلث فرض کریں تو اس کی راس برمودا اور اس کے قائدے ہنزائے پورٹریکو اور ہنزیرہ فلوریڈا قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ یہاں کے واقعات عجیب کی بناء پر دریا نور دول نے اس کے بہت سے نام رکھ لئے، میں۔ مثلاً مثلث مرگ، دریائے اشباح، قبرستان اطلسی، دریائے

وحشت وغیرہ ان ناموں سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ ملاح وغیرہ اس علاقہ سے کس قدر وحشت زدہ ہیں سالہا سال سے ان کی تنہا ہی ہے کہ ان کا گذر اس منطقہ سے ہرگز نہ ہوتا کہ وہ دریا کی گہرائی میں پہنچ کر رہسپار دریائے مرگ نہ ہو جائیں۔ کیونکہ یورپ کے رہنے والوں کا عقیدہ ہے کہ اس جگہ کوئی قوت پوشیدہ ہے جو ہوائی جہازوں کے سقوط اور جہازوں کے ناپید ہونے کا سبب بنتی رہتی ہے۔ اس مثلث کے متعلق جو آخری کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں اس کو منطقہ شوم یا منطقہ اسرار آمیز ہی کہا گیا ہے ”مسٹر لیس“ کیونکہ اب تک اور کچھ سمجھ میں نہیں آ سکا۔ البتہ علمی حلقوں میں معروف نام مثلث برمودا ہے۔ چونکہ ابھی تک اس منطقہ کے پیدائشی چھپے ہوئے راز منکشف نہیں ہوئے ہیں اور ابھی تک یہ منطقہ خدا کے عجیب نشانات اور اس کی عظیم آیات میں سے ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک کوئی امر مانع نہیں اگر ہم اس منطقہ کو ”مثلث الہی“ کے نام سے موسوم کریں۔ اس لئے کہ قرآن مجید نے ہمیں اس بات کی جانب متوجہ کیا ہے۔ اور ہمیں اس کا شوق دلایا ہے کہ ہم دنیا کے عجائبات کو سطحی طور سے دیکھ کر نہ گذریں۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

آسمانوں اور زمین میں خدائے پروردگار کے کس قدر نشانات موجود ہیں جن کے کنارے سے لوگ گذرتے ہیں۔ اور

منہ پھیرے لہتے ہیں۔

(سورۃ یوسف آیہ ۱۰۵)

اس مثلث کے واقعات کے متعلق دانشمندوں کی سرگردانی صرف کشتیوں اور ہوائی جہازوں کے غائب ہونے کے متعلق ہی نہیں ہے بلکہ اب تک ہزاروں پائلٹوں، ملاحوں اور دوسرے دریائی دہوائی مسافروں نے اس منطقہ کے عبور کرنے کے موقع پر بہت سی حیرت انگیز باتیں مشاہدہ کی ہیں۔ ان حیرت انگیز باتوں میں مشترک بات یہ ہے کہ مسافر جب بھی اس منطقہ کے نزدیک پہنچے ہیں تو ان کی گھڑیوں میں اختلال پیدا ہوا ہے اور سوئیوں نے حرکت بند کر دی ہے۔ پائلٹ اور ملاحوں نے محسوس کیا ہے کہ کل مشینری اور اس کا کنٹرول ہاتھ سے خارج ہو رہا ہے۔ عموماً قطب نما اور آلات ہوائیما بیکار ہو گئے ہیں۔

”روزنامہ جمہوریت عربی“ نے اس بارے میں ایک داستان نقل کی ہے جو امریکہ کے محقق سنڈرسن سے متعلق ہے۔ وہ کہتا ہے کہ چند سال پہلے نیشنل ایئر لائن کا ایک جہاز ۱۲۷ مسافروں کو لئے ہوئے میامی (فلوریڈا) کے ایئر پورٹ سے شمال مشرق پہنچا تو اس نے اپنے پیچھے کی اطلاع کنٹرول ٹاور اور کوڈی کہ ناگہانی طور سے

جہاز راڈر سے غائب ہو گیا۔ مگر دس منٹ بعد پھر ظاہر ہوا۔ اور
 عادی طریقے سے اتر آیا۔ مگر مسافر اس وحشت سے سراسیمہ تھے۔ جوان پر
 مسلط تھی۔ خصوصاً تمام مسافروں کی گھڑیاں ایئر پورٹ کی گھڑی
 کے مقابل دس منٹ پیچھے ہو چکی تھیں۔ یہ حیرت اس لئے اور
 بھی زیادہ تھی۔ کیونکہ پائلٹ اور جہاز کے ہدایت کرنے والے
 عملہ نے بیس منٹ پہلے اپنی اور مسافروں کی گھڑیوں کو ایئر پورٹ
 کی گھڑی کے مطابق کیا تھا۔ کنٹرول ٹاور کے انچارج نے جہاز کے
 پائلٹ سے کہا بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم دس منٹ تک
 ایئر پورٹ سے رابطہ منقطع کر کے آسمان میں غائب ہو گئے۔ یہ
 مسافر آپس میں حیرت سے ایک دوسرے سے دریافت کر رہے
 تھے کہ ہماری دس منٹ عمر کہاں گزری۔ اور یہ کیسے ممکن ہے کہ
 زماں و وقت ۱۰ منٹ کے لئے ساکن ہو جائے۔ مگر کسی کی کچھ سمجھ
 میں نہ آتا تھا۔ یہ راز آج تک راز ہی ہے۔ تحقیق کرنے والے
 طلبہ و دانشور جو مشنٹ برمودا کے مطالعہ میں مشغول ہیں۔ جس قدر
 مطالعہ میں اضافہ کرتے ہیں۔ اسی قدر حیرت و سرگردانی میں اضافہ
 ہو جاتا ہے۔ وہ آج تک یہ راز سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اس منطقہ
 میں وقت ٹائم متوقف کیسے ہو جاتا ہے۔ مسافروں کی گھڑیاں
 قطب نما اور وائر لیس بیکار کیوں ہو جاتے ہیں۔ نیز کشتیوں اور ہوائی
 جہازوں کی خبروں کا نظام معطل کیوں ہو جاتا ہے۔ مزید باعث

تعجب یہ امر ہے کہ نت نئی کشتیاں اور ہوائی جہاز سلامتی کے ساتھ اس علاقہ سے گزر جاتے ہیں۔ مگر بعض حوادث کا شکار ہو کر ہمیشہ کے لئے نابود ہو جاتے ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہے۔ مگر اس کیوں کا جواب ابھی تک سمجھ میں نہیں آ سکا۔

ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ برمودا میں گزرے ہوئے چند واقعات اس مقام پر مزید نقل کر دیں تاکہ اضافہ غور و فکر کا موجب ہو سکیں۔ چنانچہ آخری ۱۵۰ سال کے گزرے ہوئے واقعات نہایت دلچسپ اور پیچیدہ ہیں۔ کیونکہ ان واقعات کا کوئی سراخ آج تک نہیں مل سکا۔ یہ واقعات ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں سے زیادہ ہیں بطور نمونہ ہم چند پیش کرتے ہیں۔

① کشتی "ماری سیلست"

دسمبر ۱۸۸۲ء میں ماری سیلست جہاز بغیر کسی فنی نقصان کے اوقیانوس اطلس کے پانی پر نمودار ہوا۔ جبکہ یہ جہاز مثبت برمودا کو عبور کرتے ہوئے عرصہ ہوا غائب ہو گیا تھا۔ حیرت یہ ہے کہ اب یہ جہاز ہر اعتبار سے بے عیب و بے نقص تھا۔ موٹر راجن سالم تھا پیٹرول کافی تعداد میں موجود تھا۔ نلکے، تار، رسیاں محکم و سالم تھیں۔ پانی کا ٹینک پانی سے بھرا ہوا تھا۔ جو مسافروں کے لئے چھ ماہ تک کافی ہو سکتا تھا۔ کسی قسم کا کوئی نشان حملے یا تعرض کا جہاز پر موجود نہ تھا۔ اب اس جہاز کو رہا کر دیا گیا۔ جہاز کے مسافروں کا کچھ پتہ نہ تھا

جہان کے ناخدا اکاکیں کھلا ہوا تھا۔ اس میں اطلاعات کا رجسٹر ڈ بھی موجود تھا۔ جس میں تمام اطلاعات اس وقت تک کی جب تک یہ جہاز جزائر ازور جو منٹ بڑ مودا کے نزدیک ہیں پہنچا تھا درج تھیں۔ جہاز میں کیپٹن کے کمرے میں سکے، جواہرات، قیمتی کاغذات فراوانی کے ساتھ موجود تھے۔ جن کو ہاتھ بھی نہ لگایا گیا تھا۔ بلکہ وہاں ایک بچہ کا پیراھن بھی نامکمل تھا۔ جس کو جہاز میں مشین سے سیا گیا تھا۔ مسافروں کے لئے کھانا مین پر چنا ہوا تھا۔ گلاسوں میں پانی بھرا ہوا غذا سے برتن پُر تھے۔ باقی غذائی ذخیرہ معینہ مقام پر محفوظ تھا۔ یہ سب کچھ مسافروں کے لئے چھ ماہ کے لئے کافی ہو سکتا تھا۔ غرض ہر چیز اپنے مقام پر مرتب تھی۔ مگر مسافروں کا کہیں کچھ پتہ نہ تھا۔ اس جہاز کی تحقیق کی انگلستان کی پولیس نے بہت کوشش کی اسکاٹ لینڈ کی پولیس بھی مسلسل تحقیق میں مصروف رہی مگر کسی نتیجہ تک نہ پہنچ سکی «سر» تحقیقاتی مراکز بھی کوئی سراغ نہ لگا سکے۔

② سرگزشت اٹلانٹا۔

۱۸۸۰ء میں برطانیہ کا ایک جنگی جہاز جس کا نام اٹلانٹا تھا

اور اس پر ۲۹۰ مسافر سوار تھے۔ جزیرہ بڑ مودا سے حرکت کرنے کے ٹھوڑی سی مدت بعد غائب ہو گیا۔ اور ایک سو سال گزرنے کے باوجود اس کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔

③ سرگزشت سسانا ماری «سینٹ میری»

۸۳

سینٹ میری پر تنگابی جہاز مع اپنے مسافروں کے غائب ہوا۔ اور مدت دراز کے بعد اقیانوس اطلس کے پانی پر بغیر کسی نقص و عیب کے ظاہر ہو گیا۔ مگر اس حالت میں کہ تمام مسافر اپنی جگہ خشک ہو چکے تھے۔ آج تک تحقیق کے باوجود کچھ پتہ نہ چل سکا کہ اس پر برمودا میں کیا گزری (۴) امریکہ کے ۵ ہوائی جہازوں کے غائب ہونے کی سرگزشت مثلث برمودا کے پیچیدہ حوادث میں انتہائی پیچیدہ ترین حادثہ امریکہ کے ۵ جنگی جہازوں کا غائب ہونا ہے۔ یہ جہاز رٹی۔ بی۔ ام رفینگمر ۳، قسم کے تھے۔

۵ دسمبر ۱۹۴۵ء کو ۵ امریکی ہوائی جہاز (فورٹ لوڈیر وال) ریاست فلوریڈا کے ایئر پورٹ سے ایک اہم اکتشاف کے لئے ایک ساتھ اڑے ان کا رخ ایئر پورٹ سے اڑنے کے بعد مثلث برمودا کی جانب ہوا۔ کیونکہ یہ اکتشاف وہیں سے متعلق تھا۔ ظہر کے بعد ایک بجکر ۱۵ منٹ تک چار لنز ٹیلی کیپٹن کا فلوریڈا کے کنٹرول ٹاور سے رابطہ بقرار تھا۔ مندرجہ ذیل گفتگو ریکارڈ کی گئی۔ جو اس وقت آپس میں جاری تھی۔ سوال و جواب کی نوعیت یہ تھی۔

میں چار لنز ٹیلی ہوں۔ کنٹرول ٹاور سے رابطہ چاہتا ہوں۔ ہمارے ساتھ عجیب و غریب نوعیت پیش آگئی ہے۔ اب تمام چیزوں کا کنٹرول میرے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ ہم بالکل ناچار و مجبور ہو گئے ہیں ہم نے راستہ گم کر دیا ہے۔ اب مجھے زمین نظر نہیں آ رہی۔ میں پھر

کہہ رہا ہوں کہ مجھے اب زمین بالکل نظر نہیں آرہی۔ بلکہ ہمارے لئے تمام چیزیں بکھر گئی ہیں۔ انتہا یہ ہے کہ دریا کی حالت بھی دگرگوں ہو گئی ہے میں نے آج تک دریا کی یہ نوعیت کبھی نہیں دیکھی۔ میں اب زمین کو نہیں دیکھ سکتا۔ میری راہ منائی کر دو۔

کنٹرول ٹاور :- تم کہاں ہو؟ اپنے جلے وقوع کو بیان کرو۔ چارلز :- ہمیں کچھ خبر نہیں کہ کہاں ہیں۔ خیال یہ ہے کہ ہم گم ہو گئے ہیں۔

کنٹرول ٹاور :- کیا تم مغرب کی طرف پرواز کر رہے ہو۔ چارلز :- ہمیں اصلاً پتہ نہیں کہ مشرق کہاں ہے۔ اور مغرب کہاں حتیٰ کہ دریا کی بھی وہ شکل نہیں ہے جو ہوتی ہے۔ اس کے بعد کنٹرول ٹاور کا چارلز سے رابطہ منقطع ہو گیا۔ بڑی دیر بعد ٹاور نے دوبارہ پرواز نمبر ۱۹ کے ذریعہ رابطہ قائم کیا بس یہ جواب ملا۔

چارلز :- قطب نما دیوانہ وار اپنے گرد گردش کر رہی ہے قطب نما خراب نہیں ہے۔ بلکہ سرسیمگی کی حالت میں محو گردش ہے ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم کسی ایئر پورٹ کے قریب ہوں مگر درحقیقت ہمیں قطعاً علم نہیں کہ ہم کہاں ہیں۔

ٹاور :- سورج کی مدد سے سفر کو جاری رکھو۔ شمال کی جانب لوٹ جاؤ۔ اور سورج کی جانب پرواز کر دو۔

چارلز :- اب ہم ایک چھوٹے سے جزیرہ کے اوپر ہیں اس کے علاوہ ہمیں کوئی چیز نظر نہیں آرہی۔ اس کے بعد رابطہ کلی طور سے منقطع ہو گیا۔ لیکن کنٹرول ٹاور ہوائی جہازوں کے پائلٹوں کے آپس کے مکالمات کو سن رہا تھا۔ جن سے نہایت پریشانی و بیچارگی کا اظہار ہو رہا تھا۔ تقریباً سب یکساں ہی باتیں کر رہے تھے۔ درمیان گفتگو ایک پائلٹ کی آواز آئی کہ میرا خیال ہے کہ ہم فلوریڈا سے بہت دور ہو گئے ہیں۔ اور مکینیک کی جانب جا رہے ہیں۔ چارلز ٹیلر نے ہدایت دی کہ سب ۱۸۰ درجہ تغیر کر کے سفر جاری رکھیں شاید فلوریڈا کی سمت ملے گا۔ مگر جب سب نے ۱۸۰ ڈگری تبدیلی کی تو آہستہ آہستہ ان کی آوازیں بھی کمزور ہونے لگیں۔ اور پھر کلی طور سے قطع ہو گئیں۔ آخری جملے جو کنٹرول ٹاور کے ذریعہ سنے گئے وہ یہ تھے۔

”ہم سفید پانی پر پہنچ گئے ہیں۔ راستہ بالکل گم ہو گیا ہے۔“

یہ الفاظ جارج سنٹیگر کیپٹن کے تھے۔ جن کا ٹاور سے رابطہ قائم ہو گیا تھا۔ اور وہ بار بار کہہ رہا تھا کہ ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا کہ ہم کہاں ہیں۔ فقط یہ احساس ہو رہا ہے کہ سفید پانی پر ہیں۔

ان پائلٹوں کے الفاظ سے ظاہر ہو رہا تھا کہ ان کی زندگی کی بہار پر خزاں کی ہوا چل رہی ہے۔ تمام جہازوں کی مشینیں ان کے ہاتھوں میں بے قابو ہو چکی ہیں۔ اور ناامیدی کے بادل ان پر منڈلا رہے ہیں۔ بینائی بالکل حجاب دے چکی ہے کیونکہ سورج بھی نظر نہیں آرہا۔

ہاں انتہائی تعجب و وحشت میں اگر کچھ دیکھ رہے ہیں تو صرف سفید پانی
(۵) تحقیق کرنے والے ۲۴۰ جہازوں کی سرگزشت۔

جب فلوریڈا کے کنٹرول ٹاور سے ۵ ہوائی جہازوں کا رابطہ بالکل
منقطع ہو گیا تو ایئر پورٹ کے عملہ کی ذمہ داری ہو گئی کہ حادثہ مرگ سے
دوچار ہونے والے ۵ جہازوں کی تحقیق فوراً شروع کریں چنانچہ اسی
دن تحقیقات کرنے والا ایک عظیم ہوائی جہاز اسی راستہ سے فوراً روانہ
ہوا۔ جس میں تجزیہ کار کیپٹن و ضروری عملہ موجود تھا۔ ابھی اس کو مصروف
پرواز ہوئے۔ چند منٹ گزرے تھے کہ اس نے کنٹرول ٹاور کو یہ پیغام
بھیجا کہ میں ۸۰۰ میٹر بلندی پر ہوں یہاں اس قدر شدید ہوا چل رہی
ہے کہ..... اس کے فوراً بعد رابطہ منقطع ہو گیا اور اس طرح یہ ہوائی
جہاز بھی ہمیشہ کے لئے ناپید ہو کر ابدیت سے پیوست ہو گیا۔

اس واقعہ کے ایک دن بعد ۶ دسمبر ۱۹۴۵ء کو دنیا میں ہوا اپ سیائی
کی تاریخ کا سب سے بزرگ تحقیقی کام شروع ہوا تاکہ ۶ غائب شدہ
امریکی ہوائی جہازوں کا سراغ لگایا جاسکے۔ اس تحقیقی کام میں ۲۴۰
کشتیوں ۶۷ ہوائی جہازوں ۴ بناؤ شکن کے علاوہ بے شمار دوسری
کشتیوں ذاتی سواریلوں سینکڑوں ہیلی کاپٹروں اور بہت سے شخصی
ہوائی جہازوں کے ساتھ ہزاروں دریا نور دوں نے جو انگلستان و
جزائر باہامہ سے متعلق تھے شرکت کی۔ لیکن اجتماعی کوشش کے
باوجود ان جہازوں اور کیپٹنوں کے متعلق ذرا سی خبر بھی معلوم نہ کر سکے

بلکہ ناکام و نامرادی کے ساتھ اپنے مشن کو ختم کر دیا۔

(۶) ۱۹۶۳ء میں دو جیٹ ہوائی جہاز جو فضاء میں دوسرے جہازوں کو ایندھن پہنچایا کرتے تھے۔ مثلث برمودا کی بلندی پر بغیر کسی ظاہری سبب کے پارہ پارہ ہو گئے۔ اسی طرح کے حادثات ۱۹۶۷ء میں رونما ہوئے۔ اور چھ حادثے ۱۹۷۶ء میں پیش آئے۔ جو نہایت وحشتناک تھے۔ مختصر یہ کہ جو حادثات برمودا میں پیش آتے ہیں وہ دنیا کے مختلف اخباروں میں چھپتے رہتے ہیں۔ ان کی تعداد ہر شمار سے بہت زیادہ ہے۔ صرف گزشتہ تیس سال میں تقریباً ایک سو ہوائی جہاز اور کشتیاں یہاں غائب ہوئیں۔ جن کا آج تک کوئی سراغ نہ مل سکا۔

عیرت و تعجب کی بات یہ ہے کہ تمام جہازوں اور کشتیوں کے ساتھ یکساں حوادث پیش نہیں آئے۔ بلکہ بہت سی کشتیاں اور جہاز آزاد کر جئے گئے۔ لیکن ان کی سواریاں ناپید ہو گئیں۔ البتہ تمام واقعات سے یہ نتیجہ ضرور اخذ کیا جاسکتا ہے کہ وہ جہاز اور کشتیاں ضرور ناپید ہوئی ہیں۔ جو برمودا کی تحقیق کے متعلق اس علاقہ میں وارد ہوئی تھیں۔ البتہ ان کو معاف کر دیا گیا جو غلطی سے اس علاقہ میں داخل ہو گئے تھے۔

اس مقام پر ہم تحریر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ دنیا کے دیگر حصوں میں بھی کبھی کبھی ایسے واقعات رونما ہو جاتے ہیں۔ مگر واقعات

وحادثات کا جو تسلسل مثلاً برمودا سے متعلق ہے۔ وہ کرہ ارض پر کہیں نہیں پایا جاتا۔ چنانچہ ایسے بھی بہت سے واقعات ہیں جن میں اکثر لوگوں کو معاف کیا گیا۔ مثلاً ۱۹۷۷ء کا مشہور واقعہ جس کو دنیا کے تمام اہم اخباروں نے شائع کیا یہ ہے کہ ۲۵ دسمبر ۱۹۷۷ء کو ایک ڈی سی ۸۔ طیارہ موت کے لمحات سے دو چار ہو کر بالکل سقوط کے آخری وقت معاف کر دیا گیا۔ اور اس جہاز کے سفر کرنے والے موت کے منہ میں جاتے جاتے بچ گئے۔ اخبارات میں چھپی ہوئی داستان کا خلاصہ یہ ہے کہ ۲۵ دسمبر کو ایک ہوائی جہاز ڈی سی ۸۔ برانیف ایر لائن کا نیویارک سے پانامہ جانے کے لئے روانہ ہوا طے یہ تھا کہ دو گھنٹہ میں یہ جہاز منزل پر پہنچ جائے گا۔ مگر جب جہاز جزائر پانامہ سے نزدیک ہو رہا تھا۔ بلکہ یہ جزیرے جہاز کے پردوں کے نیچے اچکے تھے کلاکیم ایک حادثہ پیش آگیا۔ اور وہ یہ کہ پہلے تو جہاز نے مختصر سا جھٹکا کھایا اس کے بعد بے حد بلند ہوا۔ اور انتہائی بلندی پر پہنچ کر خود بخود اپنے مدار کے گرد چکر کھانے لگا پھر راستہ پر جا لگا۔ مسافر وحشت زدہ ہو گئے۔ اور کچھ نہ سمجھ سکے کہ کیا ہوا۔ بلکہ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ یہ کیا ہو گیا۔ مسافر خوفزدہ نہیں تھے بلکہ حیرت زدہ تھے۔

کچھ دیر بعد جہاز نے نیلے صاف آسمان کے نیچے اپنی پرواز کو جاری رکھا۔ کیپٹن کے کمپن میں تمام پرزے بڑی اچھی طرح کام کر رہے تھے لگی ہوئی سوئیوں سے کسی خطرے کی علامت کا اظہار نہیں ہو رہا تھا مگر

ان تمام نوعیتوں کے باوجود جہاز کیپٹن کی ہدایت کو کوئی اہمیت نہیں دے رہا تھا۔ اور اس کے احکام کی قطعاً پیروی نہیں کر رہا تھا۔ بلکہ کسی خارجی اثر کے تحت رواں دواں تھا۔ جس کا ہوائی جہاز میں کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔ جہاز لحظہ بہ لحظہ سطح اوقیانوس سے قریب تر ہو رہا تھا۔ یہاں تک کہ مسافر چھوٹی کھڑکیوں کے ذریعے اوقیانوس کی لہروں کو نزدیک سے مشاہدہ کر رہے تھے۔ عین اس وقت جبکہ جہاز سمندر کی موجوں کی نذر ہونے والا تھا۔ یہ معجزہ ہوا کہ ہوائی جہاز اوقیانوس کی سطح کے دو سو گز تک پہنچ کر اپنی حالت عادی پر پلٹ آیا۔ اور کیپٹن کے کنٹرول میں آگیا۔ کچھ مسافر تیز رفتاری کی وجہ سے زخمی ضرور ہوئے مگر کیپٹن نے کنٹرول کے بعد محسوس کیا کہ وہ میامی کے قریب ہے۔ لہذا وہیں ایئر پورٹ پر بحفاظت اتر گیا۔

جہاز کی بے حد تفتیش کی گئی مگر کسی قسم کی خرابی کا پتہ نہ چل سکا۔ بظاہر کسی کی سمجھ میں یہ معمعہ نہ آ سکا۔ لیکن آخر میں تحقیق کرنے والے صرف اسی نتیجہ پر پہنچے کہ اس عجیب روڈ ادا کا محرک د عامل بس یہ تھا کہ جہاز نے "مثبت برمودا" کی ترمیم ہوائی سے سجاوڑ کیا تھا۔ جس کی یہ سزا دی گئی مگر بعد کو معاف کر دیا کیونکہ سفر کا مقصد برمودا کی تحقیق نہ تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مذکورہ حادثات و واقعات کے پیش نظر مختلف سوالات ذہن انسانی میں گردش کرتے ہیں۔ (۱) ان حادثات کی کیا توجیہ کی جاسکتی ہے

(۲) ایسے حادثات رونما کیسے ہو سکتے ہیں۔ (۳) بعض کو عرق کر دیا جاتا ہے۔ اور بعض کو معاف۔ آخر ایسا کیوں ہے (۴) یہ کیا بات ہے کہ جہازوں میں جو معمولی غیر قیمتی چیزیں ہیں۔ مثلاً سمتوں کے معلومات والے آلے وہ تو نکال لئے جاتے ہیں۔ مگر سونے اور جواہرات کی جانب کوئی رغبت نہیں کی جاتی۔ (۵) کیا واقعی اس منطقہ میں کوئی ایسی بارادہ قوت موجود ہے کہ جو اس علاقہ کی معلومات حاصل کرنے والوں کو اس منطقہ کی حریم آبی و فضائی کے تجاوز کرنے والوں کو تو جان سے مار ڈالنے کا حکم دیتی ہے۔ اور وہ افراد جو نادانستہ طور سے اس حریم میں وارد ہو جاتے ہیں ان کو مختصر تنبیہ کے بعد لائق عفو قرار دیتی ہے۔ (۶) کیا یہاں پوشیدہ طاقت قانون طبعی کے اعتبار سے کوئی طاقت ہے۔ یا کوئی خاص مقناطیسی قوت ہے۔ جیسا کہ بعض عقلمند خیال کرتے ہیں یا یہاں کوئی غیبی طاقت اقامت پذیر ہے جو کسی کو اجازت نہیں دیتی کہ اس منطقہ کے حریم آبی یا ہوائی میں قدم رکھ سکے۔ (۷) کیا یہ ممکن ہے کہ یہاں ہونے والے حیرت انگیز واقعات میں اوداس منطقہ میں نظر آنے والی اڑن طشتریوں میں کوئی ربط ہے۔ کیونکہ اکثر بارش ملت برمودا میں اڑن طشتریوں کی آمد و رفت دیکھی گئی ہے۔ ان تمام سوالات کا جواب یہ ہے کہ حقیقت حال کا جاننے والا صرف خدا ہے بزرگ و برتر ہے کیونکہ تحقیقات کرنے والے مدت گزرنے کے باوجود ابھی تک

کسی نتیجہ تک نہیں پہنچ سکے ہیں۔ البتہ ان میں سے اکثر نے یہ کہا ہے۔
 (۱) ہم اس امر کو ہرگز بعید از عقل نہیں سمجھتے کہ کسی دن ان حادثات کے اسباب سے پردہ اٹھ جائے اور حقیقت لوگوں پر آشکار ہو جائے۔

(۲) ہم اس بات کے منکر نہیں ہیں کہ کسی دن عقل و دانش کے ذریعہ ان مطالب تک پہنچا جاسکے۔ جن کا آج مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ ممکن ہے کبھی یہ نتیجہ حاصل ہو جائے کہ اس منطقہ پر پھرت میں کوئی الہی طاقت قیام رکھتی ہے۔ کیونکہ ایسا اکثر ہوا کہ توذاستھرا کرنے والوں نے اعتراف کیا ہے۔ ان بیانات سے ہمارا مقصد یہ نہیں کہ ہمیں کلی یقین ہے کہ یہاں کوئی غیبی طاقت کارفرما ہے۔ مگر واقعات کے سلسلہ سے یہ نتیجہ اخذ ضرور کیا جاسکتا ہے کہ شاید کوئی غیبی طاقت ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جہان کے پیدا کرنے والے خدا نے اس منطقہ کو ان خصوصیات کے ساتھ پیدا کیا ہو۔

مگر یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب تحقیق کرنے والے انفرادی طور سے مثلث برمودا کے اسرار سے پردہ نہ اٹھا سکے۔ اور حادثات مسلسل ہوتے رہے تو دوسرے پاور امریکہ و روس نے یہ کام اپنے ذمہ لیا اور مشترک طور سے معاہدہ (پولیمود) کے تحت ان مشکلات کے حل میں مشغول ہو گئے۔ جس میں چار

روسی جہازوں اور ۵ امریکی جہازوں نے حصہ لیا۔ ڈیڑھ سال تک تحقیق جاری رہی۔ دنیا کے اکثر دانشوروں نے اس کام میں اشتراک کیا۔ مگر کسی خاص نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔ اور آخر میں اپنی شکست کا اعتراف کر لیا۔ ان محققین کے علاوہ بعض دوسرے حضرات نے نئی توجہ کی اور فرمایا کہ مثلث برمودا کے حادثات سے اڑن طشتریوں کا گہرا تعلق ہے۔ اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس بارے میں بھی کچھ تحریر کر دیں۔ بلغاریہ کے ایک رسالے نے "معجمہ مثلث برمودا"، عنوان کے تحت تحریر کیا ہے کہ بعض دانشمندوں کا اصرار ہے کہ اس منطقہ میں اڑن طشتریوں کی آمد و رفت بہت زیادہ رہتی ہے گویا یہ منطقہ ان کا مرکز ہے۔ اسی لئے جو کشتی یا جہاز اس منطقہ کے قریب آتا ہے اس کو نابود کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ کوئی ٹوہاں کی خبروں پر مطلع نہ ہو سکے۔ اس نظریہ کو چارلنز برلیئر نے زیادہ تقویت دی ہے جس نے اپنی کتاب "اسرار مثلث برمودا" میں یہی دعویٰ کیا کہ تمام حوادث کا سبب اڑن طشتریاں ہیں۔ مگر دوسرے دانشمندوں نے اس نظریہ کا مذاق اڑایا البتہ اوقیانوس ہند نے تصدیق کی کہ سطح آب پر چند بار نورانی اشیاء دیکھی گئی ہیں اور یہ بھی تجربہ

ہوا ہے کہ جس علاقہ میں یہ نورانی اشیاء دیکھی گئی ہیں وہاں سمندر کے پانی میں بے حد ارتعاش ظاہر ہوا ہے ایسے واقعات دنیا کے مختلف مقامات پر ظہور پذیر ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں۔ مگر دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ ان اشیائے نورانی کے نظر آنے کے مقامات کے قریب کچھ کشتیاں بھی دیکھی گئیں۔ جن میں کسی قسم کا کوئی نقص واقع نہ ہوا تھا۔ البتہ تمام مسافر ہلاک ہو چکے تھے۔ مثلث برمودا ایسے واقعات کے ظہور میں سرفہرست ہے۔ وہاں اکثر عجیب و غریب پرندوں کے اجسام بھی دیکھے گئے ہیں جو بے حد نورانی تھے اور ان کی شکلیں بھی بے حد عجیب تھیں۔

اٹن طشتریاں

گزشتہ چالیس سال میں زیادہ تر اٹن طشتریاں دیکھی گئیں اور ابھی یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا سب سے پہلے اطراف زمین میں جو نورانی شے دیکھی گئی اس کو دیکھ کر بے اختیار یہ کہا گیا کہ اس اٹن طشتری کو دیکھو اس دن سے ان نورانی اشیاء کا نام ہی یہ ہو گیا دراصل یہ طشتری ایک نور کا تودہ ہے۔ جو بینائی کو خیرہ کر دیتی ہے۔ یہ تودہ بزرگی میں جمبو جیٹ کے برابر نظر آتا ہے۔ جن کے اوپر کے حصے میں سرخ رنگ کے شعلے نکلتے رہتے ہیں۔ یہ طشتریاں دنیا کے مختلف حصوں میں دیکھی گئی ہیں۔ مگر جہاں بھی نظر آتی ہیں وہاں

ان کے آنے کے موقع پر رسل و رسائل کے تمام ذرائع تمام فون اور کارڈ لیس فون الیکٹرونک و مقناطیسی آلات اس وقت تک کیلئے بیکار ہو جاتے ہیں۔ جب تک یہ طشتریاں اس علاقہ سے دور نہ ہو جائیں یہ اڑنے والی اشیاء جب چاہتی ہیں تو ایک منٹ میں نظروں سے غائب ہو جاتی ہیں۔ اور اگر کوئی ان کے قریب جانے کی کوشش کرتا ہے۔ تو یہ اپنے آپ کو خاموش کر کے ناپید ہو جاتی ہیں۔ ابھی تک ان کی سرعت رفتار کا اندازہ سات ہزار کلومیٹر فی سیکنڈ لگایا گیا ہے یہ عمودی طور سے بلندی و پستی کی جانب حرکت کرتی ہیں۔ اور دریا کی گہرائیوں میں تیزی سے آتی جاتی ہیں۔ باوجود انتہائی منازل ترقی طے کرنے کے اور ٹیکنالوجی میں دست گاہ کامل حاصل کرنے کے عہدائے زمانہ ان کے متعلق ابھی کچھ سمجھ نہیں سکے۔ اس لئے پہلی مرتبہ جب کوئی اڑن طشتری کے متعلق سنتا ہے تو اس کو سخر آمیز سمجھ کر اس کا یقین نہیں کرتا۔ بلکہ بعض تو اس کو خرافات، دیوانگی اور دنیا والوں کو بے وقوف بنانے کی مغربی ممالک کی حرکتوں سے تعبیر کرتے ہیں۔ مگر صاحبان فکر کے لئے یہ خیال نہیں بلکہ حقیقت ہے۔

البرٹ انسٹائن (رینینین) اس صدی کا بڑا مفکر اور مشہور فزیک داں یہ لکھتا ہے کہ اڑن طشتریاں بغیر تردید وجود رکھتی ہیں۔ اور وہ گروہ جو ان طشتریوں کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے۔ انسان خاکی کا وہ گروہ ہے۔ جنہوں نے بیس ہزار سال پہلے کرہ زمین کو

ترک کر دیا تھا، ہیرامن اڈیٹ (ماہر میزائل کہتا ہے کہ میں معتقد ہوں کہ فضا میں ایسی مخلوق موجود ہے جو خارق العادہ قوتوں کی مالک ہے۔ وہ مخلوق اڑن طشتریوں کو کرہ زمین کی نگرانی و معلومات حاصل کرنے کے لئے بھیجتی رہتی ہے۔ ایک فرانسیسی سائنسدان کہتا ہے کہ ممکن ہو سکتا ہے کہ کسی دوسرے سیارہ میں ایسی عالی ترین مخلوق موجود ہو۔ جس نے اپنی عقل و دانش سے ہزاروں سال پہلے ہم سے زیادہ ترقی کر لی ہو۔ اور ایٹم کے پیچیدہ اسرار پر دسترس حاصل کر لی ہو۔

ابھی تک دنیا میں تقریباً تین ملین یعنی تیس لاکھ مرتبہ اشیائے نورانی کا مشاہدہ کیا جا چکا ہے مگر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ سب اڑن طشتریاں تھیں۔ البتہ یہ طے شدہ ہے کہ پہلی اڑن طشتری ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو دیکھی گئی اس کے بعد نظر آنے والی اڑن طشتریوں کی تعداد بھی طویل ہے۔ مگر ہم بطور نمونہ چند تحریر کئے دیتے ہیں۔

① ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو مقامی وقت کے اعتبار سے رات

کے تقریباً ۱۱ بجے ایک جنگی جہاز الین ۶۱۔ (فو کو کا) ایئر پورٹ سے جاپان میں مصروف پرواز ہوا۔ جس کو کیپٹن اولیفٹ ہیمل ہدایت کر رہا تھا۔ اس وقت بار تون ہالنزر ریڈار کا انچارج تھا کہ یکایک آسمان کی بلندی میں ایک اڑن طشتری نظر آئی۔ جس کو ہوائی جہاز کے ریڈار نے کئی مرتبہ ظاہر کیا۔ چھ مرتبہ جہاز والوں نے اس کے قریب

جانے کی کوشش کی تاکہ زیادہ معلومات حاصل ہو سکیں۔ مگر جتنی مرتبہ کوشش کی وہ نقطہ نورانی نہایت تیزی سے دور ہو گیا اور اس کے قریب جانا ممکن نہ ہو سکا۔ جاپان کی خبروں میں تفصیلات بیان ہوئیں۔ جن میں کہا گیا کہ اس اٹرن ٹشتری میں عموداً اوپر جانے اور اسی طرح نیچے آنے کی صلاحیت موجود تھی۔ اکثر یہ اس قدر بلندی پر پہنچ جاتی تھی کہ راڈر پتہ لگانے سے قاصر تھا۔ کیپٹن ہیملٹن کہتا ہے کہ اس کی حرکتیں بالکل مرتب تھیں۔ جن سے پتہ چلتا تھا کہ اسے ہمارے ہوائی جہاز کا علم تھا۔ اور ہمارے اقدامات کی تبدیلی کے مطابق وہ خود بھی تبدیل ہو جاتی ہے۔ جس وقت یہ واقعہ ظہور پذیر ہوا اس وقت پوری دنیا میں کوئی ایسی ایجاد نہ تھی جس کی رفتار اس قدر تیز ہو۔ یا اتنی بلندی پر پہنچ سکتی ہو۔ اور عمودی طور سے اوپر نیچے آ جاسکتی ہو۔ ۱

(۲) ۱۹۶۱ء میں داستان سفینہ مادر نے دانشمندوں میں وحشت و حیرت پیدا کر دی۔ مختصر داستان یہ ہے کہ جس کو اٹلی کا مشہور رائٹر برٹو فینولویو بیان کرتا ہے کہ سفینہ فضائی مادر ۱۹۶۱ء کی گرمیوں میں اس وقت جبکہ ماسکو کے دفاع کے لئے میزائل کا جدید اڈہ تائیس کیا جا رہا تھا یہ سفینہ اٹرن ٹشتریوں کے ایک گروہ کے

روبرو ہو گیا۔ سفینہ کے انچارج نے حکم دیا کہ اس گروہ کی جانب میزائل پھینکا جائے۔ مگر اس وقت انتہائی تعجب ہوا کہ جب تمام میزائل سفینہ کے قریب ہی بچھٹ گئے۔ اور گروہ کی جانب ایک بھی نہ گیا۔ دوسری مرتبہ پھر حکم دیا۔ مگر یہی انجام ہوا۔ تیسری مرتبہ پھر حکم دیا گیا تو دیکھا کہ کسی میزائل نے حرکت نہیں کی بلکہ الیکٹرونک کا مکمل نظام بغیر کسی سبب کے غیر متحرک ہو گیا۔ یہ دیکھ کر سب متحیر و دم بخود ہو گئے۔

(۳) "ناسا" امریکہ کے تحقیقی مرکز نے اڑن طشترلوں کی حرکات کی تصویریں بھی جمع کی ہیں جو بے حد دلچسپ ہیں۔ یہ تصویریں مرکز میں محفوظ ہیں۔ مگر آج تک ان کی کوئی توجیہ نہیں کی جاسکی۔ کیونکہ اصلیت سمجھ میں نہیں آئی۔

(۴) ۹ جون ۱۹۶۹ کو آرم اسٹرونگ کے کمرہ چاند پر اترنے سے ایک دن پہلے اس وقت جبکہ آرم اسٹرونگ اور اس کا ساتھی آل ڈرین اپالو ۱۱ کے ذریعہ چاند کے اطراف میں چکر لگا رہے تھے۔ اور کمرہ ماہ کی تحقیق میں مشغول تھے ایک مرتبہ متوجہ ہو گئے انہوں نے دیکھا کہ دوسری دو فضائی کشتیاں ایک بڑی اور ایک چھوٹی ٹکمرہ ماہ کے اطراف میں ایسے عملیات میں مشغول ہیں جن پر کسی بشر کی بنائی ہوئی کوئی کشتی قادر نہیں ہو سکتی۔ آرم اسٹرونگ کہتا ہے کہ یہ دونوں کشتیاں بے حد پر نور تھیں۔ اور

اپنے عملیات میں کبھی ایک دوسرے سے فاصلہ پر چلی جاتی تھیں اور کبھی نزدیک ہو جاتی تھیں۔ میں ان کے دیکھنے سے بہت وحشت زدہ ہو گیا کیونکہ میں نے ابھی تک ایسی چیز نہیں دیکھی تھی لیکن میں مطمئن تھا کہ کسی بشر کی بنائی ہوئی کشتیاں تو یہ عمل انجام دے نہیں سکتیں میں نے دونوں کشتیاں بغیر کسی حفاظتی آلہ کے دیکھیں۔ لیکن آل ڈرین کو کوئی وحشت نہیں ہوئی کیونکہ وہ اب سے پہلے بھی اس کے مثل چیزیں دیکھ چکا تھا۔

⑤ اپالو، اکی داستان سب سے دلچسپ ہے مگر ہارسون شمیدت اور مسٹر یوجین سیرفان جو اپالو، میں سوار کرہ ماہ کے اطراف میں گردش کر رہے تھے۔ ان کا مرکز زمین سے مسلسل رابطہ تھا کہ انہوں نے اچانک مرکز کو اطلاع دی کہ ہم ایک بہت بڑے جسم کو دور سے دیکھ رہے ہیں۔ جس کی شکل اہرام جیسی ہے۔ اور اس کی حرکتیں عجیب و غریب ہیں۔ اس مجسمہ سے کچھ پھٹنے کی آوازیں آرہی ہیں جس کی وجہ سے ہماری کشتی یعنی اپالو کی مشین نے کام کرنا بند کر دیا ہے۔ اور وہ اب اپنے ہی گرد چکر لگا رہی ہے۔ یہ محسوس ہو رہا ہے کہ اس مجسمہ والے ہم پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ اور اپنی روشنی سے ہمارے اقدامات کا پتہ لگا رہے ہیں۔ اور ہم لپہ عمل کر رہے ہیں۔

پھر کہا اب یہ نورانی شے ہمارے سر پر تحقیق میں مصروف ہے۔ ہمیں خوف ہے کہیں یہ کوئی شہاب نہ ہو زمین کے مرکز سے جواب دیا گیا کہ ہرگز خوف نہ کھاؤ۔ یہ کوئی مہم چیز نہیں ہے۔ کیونکہ سابقہ تمام پروازوں

میں ایسی چیزیں دیکھی گئیں ہیں اور انہوں نے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ فضا کی سیر کرنے والے انتہائی وحشت میں مبتلا تھے۔ اور سمجھ رہے تھے کہ شاید ہم منزلِ لرگ سے قریب تر پہنچ رہے ہیں لیکن بعد میں وہ سمجھ گئے کہ یہ تو اڑن طشتری ہے۔ جس نے آج تک کسی کو نقصان نہیں پہنچایا۔ اور فضا میں انجام پانے والے تمام عملیات میں ان کو دیکھا گیا ہے۔ فضا نوردوں کے علاوہ دوسرے افراد نے بھی اڑن طشتریاں دیکھی ہیں۔

مثلاً یوٹائیٹڈ پریس نے جو ہانسبرگ جنوبی (افریقہ) کے متعلق رپورٹ دی کہ کل ۳۴ جنوری ۱۹۷۹ء بروز جمعرات کو ایک بچے والی عورت نے ۶ عجیب الخلق مخلوق کو دیکھا جو کہ ایک اڑنے والے نورانی جسم کے سامنے کھڑے تھے۔ اور وہ اپنے نورانی جسموں سے انتہائی رنگین نور اور آنکھوں کو خیرہ کرنے والی شعائیں پیدا کر رہے تھے۔ یہ مخلوق کھیتوں میں جانے والے ایک راستہ پر نظر آتی۔

یہ عورت جس کا نام "میکان کوئزیت" تھا۔ حیرت سے اس مخلوق کے منظر میں مصروف تھی کہ انہوں نے اپنی زبان میں اس سے کچھ کہنا شروع کیا۔ جس کو وحشت زدہ خانم نے سن کر ایک چیخ ماری۔ جب انہوں نے اس کی وحشت کو دیکھا تو وہ طشتری کے اندر چلے گئے اور اس سے تھوڑی دور ہو گئے۔

خانم کوئزیت کہتی ہے کہ میں نے ان اڑن طشتری کو ۲۰ میٹر کے

فاصلہ سے مع عجیب مخلوق کے دیکھا جو عجیب لباس پہنے ہوئے تھی۔
 ان کے چہرے ان کے پیراہن سے متصل تھے ان میں سے بعض کے
 داڑھی بھی تھی۔ وہ ایسے ماسک پہنے ہوئے تھے۔ جیسے اکثر فضا نورد
 پہنتے ہیں۔ جب انہوں نے دوبارہ اس عورت کی جانب نظر کی تو اب
 اس نے جراثیم سے کام لے کر کہا "ہلو" سلام۔ اس وقت جواب
 میں ایک بھاری بلند آواز پیدا ہوئی جس کا مفہوم سمجھ میں نہ آ سکا اس
 وقت اس عورت نے بچے سے کہا کہ گھر سے اپنے والد کو بلا لے یہ سن کر
 فوراً وہ چھ افراد طشتری میں داخل ہو گئے۔ اور اس کے دروازہ کو جو تقریباً
 ڈیڑھ میٹر چوڑا تھا۔ اوپر سے نیچے کی طرف کھینچ کر بند کر دیا۔ اور آہستہ
 سے پر داز کر گئے۔ اور چند منٹ بعد بادلوں کے پیچھے ناپید ہو گئے
 ⑥ موجودہ فارسی کتاب کی تحریر تک جو آخری مشہور طشتری
 دیکھی گئی وہ ۲۱ جون ۱۹۷۹ء کو کویت میں نظر آئی تھی۔ اس
 کی خبر کو دنیا کی تمام ایجنسیوں نے نشر کیا تھا۔ اور کویت کی علمی
 اکادمی نے اس کی بڑی تحقیق کی تھی۔

خبروں میں بیان کیا گیا تھا کہ یہ اڑن طشتری تقریباً
 ۴۵ میٹر چوڑی اور ۸ میٹر اونچی تھی۔ اس کے سب سے
 زیادہ نزدیک پہنچنے والے شخص کا فاصلہ تقریباً

۱۰۱
 ۱۰۰ میٹر تھا۔ اس کے بارے میں جو میٹنگ ہوئی اس کی تحقیق کا خلاصہ یہ تھا کہ اس نورانی شے کے متعلق ہرگز یہ احتمال بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ دنیا کی کسی حکومت کی جانب سے جاسوسی کے لئے آئی ہو یا اس کا کوئی دوسرا خاص مقصد ہو کیونکہ ہماری جائز اطلاع کے اعتبار سے اس دنیا میں کوئی حکومت ایسی نہیں جو ٹیکنالوجی کی اس منزل ترقی پر ہو کہ ایسی شے ایجاد کر سکے۔

یہ اٹن طشتری کویت سے تقریباً ۵۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر مصنوعی سیاروں سے حاصل ہونے والی خبروں کے مرکز کے قریب نظر آئی تھی جس کو مرکز سے متعلق، انجینروں اور ایک امریکی ماہر نے دیکھا تھا۔ اس اٹن طشتری کی داستان کو جملہ الکفائے العربی نے تحریر کیا تھا۔ اور یہ بتایا تھا کہ جب مذکورہ انجینروں کا کام کرنے والی مشین کے موٹر کے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ عمارت کا دروازہ کھلا ہوا ہے البتہ تمام مشینوں نے کام کرنا بند کر دیا ہے۔ جبکہ مشینوں کے بند ہونے کا کوئی ظاہری سبب موجود نہیں بعض ٹیکنیشن حضرات نے چاہا کہ اس نورانی طشتری کے قریب جائیں۔ مگر بعض نے احتیاط اختیار کی۔ البتہ تقریباً سات منٹ تک یہ حضرات کھڑے رہے اور اسے دیکھتے رہے۔ اس درمیان وہ زمین سے آسانی سے بلند ہوئی اور فضا میں ناپید ہو گئی۔ جبکہ کوئی ہوائی کشتی یا ہوائی جہاز اس طرح ہرگز پر واز نہیں کر سکتا۔ کیونکہ بلند ہونے

وقت اس سے ذرا سی آواز بھی پیدا نہیں ہوئی۔ اس کے بعد جب یہ انجینئر عمارت میں آئے تو حیرت زدہ رہ گئے۔ کیونکہ طشتری کی پہ واز کے بعد تمام مشینیں خود بخود حرکت میں آچکی تھیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ ابھی تک جس طرح مثلث برمودا کی حقیقت ناقابل فہم ہے اسی طرح اڑن طشتریاں بھی ناقابل فہم ہیں۔

بیسویں صدی کی حیرت انگیز ترین ترقیوں کے باوجود ابھی تک دونوں کا معمہ حل نہیں ہو سکا۔ البتہ یہ سوال غور طلب ضرور ہے کہ یہ اڑن طشتریاں کس کے اختیار میں ہیں۔ ان پر کنٹرول کس کو حاصل ہے۔ درحقیقت اس سوال کا جواب تو مشکل ہے ممکن ہے البرٹ انسٹائن کا نظریہ درست ہو۔ جو کہتا ہے کہ ان نورانی طشتریوں پر اس قوم کو اختیار حاصل ہے جس کے افراد انسانی نسل کے ہیں اور انہوں نے بیس ہزار سال پہلے زمین کو ترک کر دیا تھا۔ مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ ضروری نہیں کہ اس گروہ نے کرہ خاکی زمین کو ترک کیا ہو بلکہ ممکن ہے کہ زمین کے موجودہ آباد حصہ کو ترک کیا ہو اور بحر اوقیانوس کے وسیع منطقہ میں اقامت اختیار کر لی ہو۔ خصوصاً اس حصہ کو اپنا مسکن بنالیا ہو۔ جس کو مثلث برمودا کہا جاتا ہے۔ جس جگہ کوئی ہوائی جہاز، کوئی ہوائی کشتی پرواز نہیں کر سکتی اور نہ کوئی جہاز اوقیانوس کی ان حدود مقدس میں داخل ہو سکتا ہے۔ شاید وہی

نہ ۱۹۸۰ء کو چین میں سورہ ژرد جان میں زمین سے ایک ہزار میٹر کی بلندی پر ہم منت تک ایک مثلث

(قرمزیدی)

طشتری دیکھی گئی اس میں ہلکی روشنی کی لہریں نکل رہی تھیں۔

اس کمرہ خاکی کے حقیقی وارث ہوں۔ اور حکم الہی کے منتظر ہوں کہ جب حکم ہو تو ظہور فرمائیں اور دنیا میں عدالت و حقیقی آزادی کی بنیادوں پر ایک حکومت قائم فرمائیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں نوید دی جا چکی ہے

وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضِعُوا فِي الْأَرْضِ

وَنَجْعَلَهُمْ آيَةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ۖ

جزیرہ خضرا

گذشتہ صفحات میں ہم نے مثلث برمودا کے عجیب و غریب حادثات اور اڑن طشتریوں کے حیرت انگیز واقعات کے متعلق کچھ تحریر کیا اب ہم چاہتے ہیں کہ سات صدی پہلے کی طرف لوٹ جائیں اور ایک بندہ صالح کی مسافرت کا حال مطالعہ کنندگان کی خدمت میں پیش کر دیں۔ جس بندہ صالح نے دیا محبوب کا سفر کیا۔ اور سرزمین مقدس تک پہنچ کر وہاں کی آب و ہوا کے ذریعہ برکتوں کے حصول کا موجب بنا۔ یہ خوش بخت شخص ساتویں صدی ہجری میں نجف شریف عراق میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے حرم مطہر کے قریب مقیم تھا۔ اور اس کا نام نامی "شیخ زین الدین علی بن فاضل ماژندرانی مشہور تھا۔ اس نے جزیرہ اوقیانوس اطلس کا سفر کیا تھا ممکن ہے

یہ مقام مثبت برمودہ ہی ہو کیونکہ اس نے سفر سے واپسی پر وہاں کے جواہر صاف بیان کئے جو کتابوں میں چھپان سے یہی اندازہ ہوا کہ یہ مقام جزیرہ خضرا تھا جو مثبت برمودہ میں واقع ہے اس دور میں ہم نے علمی مجلات میں مثبت برمودہ کے متعلق جو کچھ پائلٹوں یا ملاحوں کی زبان سے سنا اس کا خلاصہ صرف یہ ہے - (۱) جیسا دریا وہاں ہے ویسا دوسرا دریا دنیا میں کہیں نہیں ہے - (۲) ہم سفید رنگ کے پانی پر ہیں - (۳) ہم ایک چھوٹے سے جزیرہ کے اوپر ہیں لیکن تعجب ہے کہ بالکل یہی باتیں ہم اس سرگزشت میں پڑھیں گے جو شیخ زین الدین نے ساتویں صدی میں بیان کیں ہم اس سرگزشت کو بحار الانوار جلد ۵۲ سے نقل کر رہے ہیں بحار الانوار ہماری بیش قیمت کتاب ہے جس کو حضرت علامہ مجلسی مرحوم نے تحریر فرمایا ہے اس کتاب کی جدید ۱۰ جلدیں طبع ہوئی ہیں جن میں تقریباً پچاس ہزار صفحات ہیں کتاب کا مکمل نام (بحار الانوار الجامع لدرر اخبار الامم لا اظہار) ہے جزیرہ خضرا کی داستان اس کتاب کی جلد ۵۲ میں موجود ہے جس کا اردو ترجمہ مدنیہ ناظرین ہے -

جزیرہ خضرا

حضرت علامہ مجلسی مرحوم فرماتے ہیں کہ مجھے ایک سالہ ملا جس میں آب ہائے سفید میں جزیرہ خضرا کی مشہور داستان تحریر تھی میں نے چاہا کہ میں اس کو اپنی اس کتاب میں نقل کر دوں کیونکہ یہ داستان اس برگزیدہ شخص سے متعلق تھی جو حضرت حجت کی خدمت میں باریاب ہو چکا تھا - یہ داستان

قدما کی کتب میں موجود نہ تھی اس لئے میں نے اس کو جداگانہ اس طرح تحریر کیا۔ جیسا کہ میں نے پایا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اس خدائے بزرگ کی حمد و ثناء جس نے اپنی معرفت کی نعمت ہم کو عطا فرمائی۔ اور اشرف مخلوقات و برگزیدہ کائنات حضرت محمد ابن عبد اللہ (ص) کی پیروی کی توفیق ہم کو عنایت کی۔ اور ہم کو حضرت امیر المومنینؑ و دیگر پیشوایان معصومین کی مودت سے مخصوص و مفتخر فرمایا ان تمام حضرات پر درود فراواں اور تحیات بے کراں ہمیشہ نازل ہوتے رہیں۔

حمد و ثناء کے بعد عرض ہے کہ میں نے امیر المومنینؑ اسرور اوصیاء، حجت پروردگار حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے خزانہ میں ایک رسالہ پایا۔ جو شیخ فاضل عالم عامل فضل ابن یحییٰ ابن علی طیبی کوفی کی تحریر تھا۔ اس کا متن اس طرح ہے۔

بعد حمد و ثنائے پروردگار و درود بر پیامبر و اہلبیت اطہار خدا کی ذات سے عفو کی امید رکھتے ہوئے یہ بندہ محتاج، فضل بن یحییٰ بن علی طیبی کوفی امامی بیان کرتا ہے کہ میں نے پندرہ شعبان ۶۹۹ھ

س ۱۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے صاحب رسالہ کا نام تحریر نہیں کیا۔

البتہ مرزا انوری مرحوم نے صاحب رسالہ کا نام "شہید اڈل" تحریر کیا ہے اور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ یہ رسالہ انہیں کے دست اقدس کا تحریر کردہ ہے۔

کوسرور شہیدان خامس آل عبا حضرت ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام کے روضہ اقدس میں دد فاضل استادوں اور عامل دانشمندوں شمس الدین ابن نجیح حلی اور استاد جلال الدین عبد اللہ بن حوام حلی، سے سنا کہ انہوں نے سرمن راہ (سامرہ) عراق میں مشہد امامین عسکریین علیہم السلام میں۔

شیخ صاحب، پدہیزگار و متقی بزرگوار، زین الدین علی ابن فاضل مازندرانی سے ایک دلچسپ داستان سنی جس میں ان کا دیار امام میں جانا۔ اور ہنزیرہ خضراء کا دریائے سفید میں زیارت کرنے کا تذکرہ تھا۔ اس ہیجان انگیز داستان کو سن کر خصوصاً شیخ زین الدین کے ہنزیرہ خضراء میں تشریف لے جانے کی کیفیت معلوم ہو کہ میرے دل میں عجیب و غریب شوق پیدا ہو گیا اور میں نے طے کیا کہ مجھے خود شیخ زین الدین کی خدمت میں جانا چاہیے۔ تاکہ ان کی زبان سے اس داستان کو سن سکوں۔ چنانچہ میں نے بچتہ ارادہ کیا کہ سامرہ چلا جاؤں۔ مگر مجھے علم ہوا کہ موصوف حلقہ تشریف لے گئے ہیں۔ تاکہ اپنی قدیم روش پر عمل کرتے ہوئے وہاں سے نجف شرف جا کہ زیارت سے مشرف ہوں۔

۶۹۹ھ کے شوال کی ابتداء میں حلقہ پہنچ کر میں نے شیخ زین الدین کا انتظار شروع کر دیا۔ ناگاہ مجھے ان کے ورود کی اطلاع ملی۔ اور میں ان کی زیارت کے لئے شہر سے باہر چل دیا۔ میں نے

۱۰۷
 دیکھا کہ ایک مرد بزرگ گھوڑے پر سوار حلقہ کی معروف طویل العمر شخصیت جناب سید فخر الدین حسن ابن علی موسوی مازندرانی کے مکان کی جانب رواں ہیں۔ میں نے اگرچہ اب سے پہلے شیخ صاحب کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ لیکن میرے ذہن میں خود بخود یہ تصور پیدا ہوا تھا کہ یہ شیخ بزرگوار وہی ہیں۔ جن کا مجھے انتظار ہے۔ اس لئے میں آپ کے پیچھے چل دیا۔

جس وقت میں سید فخر الدین کے دروازہ پر پہنچا تو انہوں نے بڑی محبت سے میرا استقبال کیا۔ اور شیخ زین الدین کی تشریف آوری کا مشرودہ سنایا۔ جس کو سن کر شدت سرور کی بنا پر میرا دل تڑپ اٹھا۔ اور صبر کرنا میرے لئے دو بھر ہو گیا۔ اس لئے میں سید بزرگوار کے ہمراہ اسی وقت وارد منزل ہو گیا اور شیخ زین الدین کے مبارک ہاتھوں کو بوسہ دیا۔

شیخ زین الدین نے سید فخر الدین سے خواہش کی کہ وہ میرا تعارف کرائیں۔ سید فخر الدین نے فرمایا کہ یہ فضل ابن یحییٰ طیبی آپ کے دیدار کا مشتاق ہے۔ یہ سن کر شیخ زین الدین کھڑے ہو گئے۔ اور مجھے اپنے پہلو میں بٹھایا۔ کیونکہ موصوف میرے والد کے آشنا تھے۔ اس لئے میرے والد اور میرے بھائی شیخ صلاح الدین کے حال کو دریافت کیا۔ جس زمانہ میں آپ کی میرے والد کے پاس آمد و رفت تھی میں شہر واسط میں دانشمند بزرگ

۱۰۸

ابو اسحق ابراہیم بن محمد واسطی جو علمائے شیعہ میں تھے کے پاس
مشغول تعلیم تھا۔ بہت دیر تک شیخ سے میری گفتگو جاری رہی
اور مجھے یقین ہو گیا کہ شیخ مرد دانشمند اور علوم فقہ و حدیث و ادبیات
عربی میں بہرہ کامل سے سرفراز ہیں۔

اس کے بعد میں نے شیخ سے عرض کیا کہ شیخ شمس الدین
و شیخ جلال الدین حلی نے مجھ سے جو حکایت بیان کی ہے میں چاہتا
ہوں کہ آپ کی زبان مبارک سے براہ راست سنوں۔ موصوف
نے میری درخواست قبول کی۔ اور حکایت کا آغاز کر کے اتمام تک
پہنچا یا۔ جبکہ سید فخر الدین کے مکان میں حلی کے علماء کا ایک
گروہ جو شیخ کی زیارت کے لئے آیا تھا موجود تھا۔ اور خود سید فخر الدین
بھی تشریف رکھتے تھے۔ میں نے یہ حکایت ۱۱ شوال ۶۹۹ھ کو سنی
تھی۔ اور بغیر کم و کاست اس کو اس مقام پر بیان کر رہا ہوں۔

شیخ زین الدین علی ابن فاضل مازندرانی نے فرمایا کہ میں مدت
سے دمشق میں تحصیل علم میں مشغول تھا۔ میرے دو استاد تھے ایک
شیخ عبدالرحیم حنفی، خدا ان کو راہ راست کی ہدایت فرمائے۔ کی
خدمت میں اصول و ادبیات عربی پڑھتا تھا۔ اور دوسرے استاد
دین الدین مغربی اندلسی مالکی، جو نہایت دانشمند بزرگ اور فاضل
شخصیت ساتوں قرأت کے جاننے کے ساتھ ساتھ علوم صرف و نحو،

منطق و معانی بیان و اصول میں مہارت کامل رکھتے تھے۔ اہد نہایت خوش اخلاق مذہب شیعہ سے غیر متعصب بزرگ تھے۔ جب آپ کسی مسئلہ میں شیعہ نظریہ کو بیان کرنا چاہتے تو فرماتے تھے کہ ”علمائے امامیہ“ یہ کہتے ہیں۔ جبکہ دھرمے سنی علماء اہانت کرتے ہوئے کہتے تھے کہ رافضی یہ کہتے ہیں۔ ان کے اس رویہ اور اخلاق و محبت کا یہ نتیجہ نکلا کہ میں نے دوسرے اساتذہ سے تعلق منقطع کر کے تمام علوم کی تعلیم آپ ہی سے حاصل کرنا شروع کر دی۔

آپ کے حلقہ درس میں بیٹھتے ہوئے مجھے مدت گزر گئی میں مسلسل آپ کے خرمین علم سے خوشے چناتا رہا۔ روزانہ محبت میں اضافہ ہوتا رہا اتفاقاً انہیں ایک سفر درپیش ہو گیا۔ جس میں طے کیا کہ دمشق سے مصر کی جانب سفر کیا جائے۔ مگر خصوصی محبت کی وجہ سے میرے لئے ان کی جدائی شاق محسوس ہونے لگی۔ خود انہوں نے بھی کہا کہ علی تم میری جدائی برداشت نہ کر سکو گے۔ اس لئے فرمایا کہ بہت اچھا ہو گا۔ اگر تم اس سفر میں میرے ساتھ رہو۔ دوسرے ممالک کے کچھ شاگرد بھی ہمراہ سفر ہو گئے۔ دوران سفر ہم استاد موصوف کی خدمت سے استفادہ حاصل کرتے ہوئے مصر کے بزرگ ترین شہر قاہرہ جا پہنچے۔ استاد نے ۹ ماہ قاہرہ میں قیام فرمایا۔ فضلاً مصر جو مختلف شہروں سے آکر استاد کی ذات سے استفادہ

کرتے رہے اور استاد مسجد (اللازہر) میں برابر درس دیتے رہے ہم نے اپنے اوقات بہترین طریقے سے وہاں بسر کئے۔

اسی درمیان میں ایک دن اندلس سے ایک قافلہ آیا۔ جو استاد محترم کے والد بزرگوار کی جانب سے ایک خط لایا۔ جس میں تحریر تھا کہ والد کی حالت بے حد خراب ہو چکی ہے اور ان کی خواہش ہے کہ موت سے قبل ایک نظر تمہیں دیکھ لیں۔ لہذا ہرگز آنے میں تاخیر نہ کرنا تاکہ والد کو پایا جاسکے۔ جس وقت استاد محترم نے خط پڑھا تو بے حد متاثر ہوئے۔ اور والد کی بیماری پر بہت روئے اور اندلس جانے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ بعض شاگردوں نے بھی اس سفر میں استاد کے ساتھ چلنے کا ارادہ کیا میں بھی ان سے جدا نہیں ہو سکتا تھا۔ اور استاد کی محبت بھی مجھے جدا نہیں کر سکتی تھی اس لئے ہم نے سفر شروع کر دیا۔ اور طے منازل کے بعد جزیرہ اندلس (موجودہ ہسپانیہ) میں پہنچ گئے۔ مگر سہجے ہی میں شدید بخار میں مبتلا ہو گیا۔ اور آئندہ سفر سے مجبور ہو گیا۔ استاد بھی بے حد متاثر ہوئے۔ اور اشک آلود آنکھوں سے مجھ سے فرمایا کہ تیری جدائی میرے لئے بے حد سخت ہے۔ مگر میرا سفر بے حد مجبوری کا ہے اس کے بعد کچھ نصیحتیں فرمائیں۔ مجھے وہاں کے واعظ کے سپرد کیا۔ اور اس کو ۱۰ درہم دے کر فرمایا کہ جب خدا مجھ کو شفا عنایت فرمائے تو فوراً مجھے ان کے شہر تک پہنچا دے۔ استاد کے شہر کا فاصلہ اس

جگہ سے ۵ یوم کی مسافت کا تھا۔ یہ کہہ کر استاد وخصت ہو گئے۔
 میں تین دن اس آبادی میں رہا۔ کیونکہ قطعاً حرکت کے قابل
 نہ تھا۔ لیکن تیسرے دن مغرب کے وقت بخارا تر گیا۔ میں مکان
 سے باہر آیا۔ اور اس دیہات کی گلیوں میں گردش کرنے لگا کافاقا
 ایک قافلہ کے پاس جا پہنچا جو بحرِ غریب پر قریب کے پہاڑوں سے
 واپس آیا تھا۔ اور اون، روعن اور دیگر زندگی کے لوازمات کی خریداری
 کر رہا تھا۔ میں نے ان سے ان کے شہروں کے متعلق معلوم کیا تو پتہ
 چلا کہ وہ بربر کی سرزمین کے قریب سے آئے ہیں۔ جو دریا کے
 کنارے شیعوں کے جزیروں کے پاس ہے۔

میں نے جب (شیعوں کے جزیروں کا نام سنا) تو میرا
 دل ان کے دیکھنے کے لئے بے تاب ہو گیا۔ جس پر انہوں نے
 جواب دیا کہ ان کی سرزمین پر پہنچنے کے لئے ۲۵ روز کی مسافت کا
 فاصلہ ہے۔ جس میں دو روز کا راستہ بالکل بے آب و گیاہ نہارنا
 پڑے گا۔ لیکن اس کے بعد راستہ بہت اچھا ہے۔ اور ان جزیروں

۱۔ بحرِ غریب۔ پرانے زمانہ میں اس کا نام (مدیترانہ) تھا۔

۲۔ بربر گذشتہ زبان میں اس قوم کو کہا جاتا تھا۔ جو تمدن سے دور تھی اور

افریقہ کے شمال میں اوقیانوس اطلس کے کنارے زندگی بسر کرتی تھی۔ مراکش اور صحرائے
 ماریشیا کے اکثر رہنے والے اسی قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔

کی آبادی بھی۔ ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہے۔ میں نے سواری کا کمرہ یہ تین درہم ادا کیا۔ تاکہ بے آب و گیاہ جنگل میں اس پر سوار ہو سکوں۔ پھر میں ان کے ساتھ چل دیا۔ اور اس جنگل کے عبور کرنے کے بعد جب میں پہلی آبادی پر پہنچا تو میں نے سواری مالک کو واپس کر دی۔ اور خود پیدل ایک آبادی سے دوسری آبادی کی جانب روانہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ قافلہ والوں کی سر زمین تک جا پہنچا۔ وہاں پہنچ کر قافلہ والوں نے کہا کہ یہاں سے شیعوں کے جزیروں کا تین دن کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ میں نے بغیر کسی زحمت کے یہ سفر بھی طے کر لیا۔ اور شیعوں کے جزیروں میں جا پہنچا۔

وہاں میں نے ایک شہر دیکھا۔ جس میں چار قلعے تھے۔ جن کے برج بہت بلند تھے۔ اور نہایت محکم بنائے گئے تھے۔ جزیرہ کی دیواریں دریا کے کنارہ ہی سے بلند کی گئیں تھیں۔ شہر کے بڑے دروازہ "دروازہ برب" میں سے شہر میں داخل ہوا۔ اور شہر کی گلیوں میں گھومنے لگا۔ میں نے پھر شہر کی مسجد کا پتہ معلوم کیا۔ اور میں مسجد میں پہنچ گیا۔ یہ مسجد نہایت باشکوہ اور بزرگ تھی۔ جو جزیرہ کے مغربی کنارے سے دریا سے متصل تھی۔ میں مسجد کے ایک گوشہ میں تھوڑی دیر استراحت کرنے کے لئے بیٹھ گیا۔ ناگہاں مؤذن کی آواز کان میں آئی۔ جو ظہر کی اذان کہہ رہا تھا۔ اس نے اذان میں "حییٰ مصلیٰ خیر العمل" کہا اور جب اذان سے فارغ ہوا تو

حضرت ولی عصر کے ظہور کی تعبیل کی دعا کی۔ یہ سن کر فرط مسرت سے میری آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے اور صبر کرنا دشوار ہو گیا۔
 گروہ گروہ اشخاص مسجد میں آنا شروع ہو گئے۔ اور سمت مشرق میں ایک درخت کے نیچے والے چشمہ سے وضو کرنا شروع کر دیا۔ جب میں نے دیکھا کہ اہلبیت علیہم السلام کے بتائے ہوئے طریقہ سے وضو کر رہے ہیں تو بے حد خوش ہوا۔ پھر ان کے درمیان سے ایک خوش شکل بزرگ وارد محراب ہوئے۔ دوسری صفیں راستہ ہوئیں اور سب نے نماز ظہر باجماعت ادا کی۔ پوری نماز مع واجبات و مسنونات و مستحبات و تعقیبات و تسبیحات معصومین علیہم السلام کے ارشادات کے مطابق تھی۔ میں دور دراز کے سفر کی وجہ سے اس قدر خستہ ہو چکا تھا کہ اس نماز میں شرکت نہ کر سکا۔ جب وہ حضرات نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے دیکھا اور اس بنا پر کہ میں نے نماز میں شرکت نہیں کی تھی۔ تنقید کی۔ اور پوچھا کہ میں کہاں کارہنے والا ہوں۔ اور کیا مذہب رکھتا ہوں۔

میں نے جواب میں کہا کہ عراق کا باشندہ ہوں۔ اور خدا کی وحدانیت و حضور کی رسالت کا اقرار کرتا ہوں۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ جن شہادتوں کا تو اقرار کر رہا ہے یہ تو تجھے کوئی فائدہ نہ دیں گی۔ علاوہ اس کے کہ ان کی وجہ سے دنیا میں تیرا خون مسلمانوں پر حرام ہے۔ تو تیسری شہادت کیوں نہیں دیتا تا کہ بہشت والوں

میں ہو سکے۔ میں نے دریافت کیا کہ خدا تمہاری مغفرت فرمائے
بتائیے تو سہی کہ وہ کون سی شہادت ہے۔

امام جماعت نے فرمایا کہ تیسری شہادت یہ ہے کہ یہ اقرار
کمرے کہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام اور
اور ان کے گیارہ فرزند جانشین و خلفائے بلا فصل پیغمبر اکرم ہیں
جن کی اطاعت کو خدا نے واجب کیا ہے۔ اور ان کے ذریعہ سے
مخلوق تک اپنے امر و نہی کو پہنچایا ہے۔ اور ان کو زمین پر اپنی
حجت قرار دیا ہے۔ جن کی وجہ سے اہل زمین امان میں ہیں۔
شب معراج میں مقام قاب قوسین اودانی پر بغیر کسی واسطے کے
حضور اکرم نے ان کے ناموں کو سنا ہے۔ اور ان کی اطاعت کو
مخلوق پر واجب قرار دیا ہے۔

جب میں نے ان کی باتوں کو سنا تو خداوند عالم کی بے حد
تعریف کی اور اپنے دل میں بے انتہا مسرور و خوشحال ہوا بلکہ سفر کی
تمام تھکن دور ہو گئی۔ پھر میں نے ان سے عرض کیا کہ میں بھی تمہارے
مذہب سے ہوں۔ اور تمہاری تمام گفتگو کا معتقد ہوں۔ یہ سن کر
انہوں نے میری جانب خصوصی توجہ کی۔ اور مسجد کے ایک گوشہ کو میرے
لئے مخصوص کر دیا۔ میں جب تک اس شہر میں رہا۔ انہوں نے میرے
ساتھ نہایت احترام و محبت کا برتاؤ کیا۔ امام مسجد ہمیشہ میرے
ساتھ رہتے تھے۔ اور میں ان کی محبت سے بے حد خوش ہوتا تھا۔

ایک روز میں نے امام مسجد سے دریافت کیا کہ میں اس شہر میں زراعت کے کوئی آثار نہیں دیکھتا پس یہاں کے لوگوں کی غذا کا انتظام کہاں سے ہوتا ہے۔

تو انہوں نے جواب دیا جزیہ حضرت ام سے جو آجھائے سفید میں ہے۔ وہ حضرت حجت علیہ السلام کی اولاد کا جزیہ ہے۔ میں نے دریافت کیا ایک سال میں کتنی مرتبہ سامان غذا آتا ہے۔ فرمایا دو مرتبہ۔ ایک مرتبہ آچکا ہے۔ اور دوسری مرتبہ آئے گا۔ میں نے پوچھا کب آئے گا؟

ارشاد فرمایا چار ماہ بعد۔ میں اس طویل مدت کو سن کر غمگین ہوا اور ہر روز خدا سے دعا کرنے لگا کہ اس مرتبہ جلدی آجائے۔ تاکہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں۔

میں اس شہر میں چالیس دن ٹھہرا۔ اس مدت میں وہاں میرا بڑا احترام کیا گیا۔ چالیسویں دن عصر کے وقت میں نے محسوس کیا کہ میرا دل رنجیدہ سا ہے۔ لہذا میں دریا کے کنارے چلا گیا۔ تاکہ کچھ دیر سیاحت کروں۔ ٹہلوں، میں نے ٹہلتے ہوئے مغرب کی سمت دیکھا۔ کیونکہ مجھ سے بتایا گیا تھا کہ سامان اسی سمت سے آتا ہے۔ میں نے بہت دور ایک چیز دیکھی جو متحرک تھی۔ میں نے کسی سے پوچھا کہ کیا دریا میں سفید پرندے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا نہیں پھر مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے کوئی چیز دیکھی میں نے جواب دیا ہاں دیکھی ہے

تو انہوں نے کہ ہماری غذا کا سامان آکر رہے۔ یہ کشتیاں ہیں جو ہر سال امام زمان عجل اللہ فرجہ کے فرزندوں کے شہر سے ہماری طرف آتی ہے۔ ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ کشتیاں پہنچ گئیں مگر شہر والے کہہ رہے تھے کہ اس مرتبہ کشتیاں وقت معین سے پہلے آئی ہیں۔

سب سے پہلے ایک بڑی کشتی لنگر انداز ہوئی۔ پھر اس کے پہلو میں ۶ کشتیاں اور ٹھہریں اس طرح کل سات ہو گئیں۔ بڑی کشتی سے ایک پیر مرد بلند قامت خوش شکل چست و چالاک آراستہ لباس پہنے ہوئے نیچے آیا اور مسجد میں چلا گیا۔ مکمل وضو کیا اور ظہر و عصر کی نماز کو ملا کر پڑھا جیسا کہ ائمہ معصومین نے ارشاد فرمایا ہے۔

جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اپنا چہرہ میری جانب کر کے سلام کیا میں نے جواب دیا۔

پھر مجھ سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے۔ میری نظر میں تمہارا نام علی ہے۔

میں نے کہا۔ جی ہاں۔

اس کے بعد وہ بزرگ مجھ سے اس طرح گفتگو میں مشغول ہوئے گویا مجھ سے سابقہ زمانہ سے بڑی آشنائی ہے۔ دوران گفتگو پھر مجھ سے پوچھا کہ تمہارے پدر بزرگوار کا کیا نام ہے۔ اور پھر خود ہی کہا کہ میرے نزدیک تو فاضل ہوگا۔ میں مطمئن ہو گیا۔ میں سمجھ گیا کہ موجودہ سفر میں یہ بزرگ ہمارے ساتھ لہے ہیں۔ جو اس طرح واقف ہیں

میں نے دریافت کیا کہ آپ مجھے کہاں سے پہچانتے ہیں۔ آیا دمشق سے مصر تک ساتھ رہے ہیں۔ جواب دیا نہیں۔ پھر میں نے کہا کہ کیا مصر سے اندلس کے سفر میں میرے ساتھ تھے۔ فرمایا نہیں میں ہرگز تمہارے ساتھ نہ تھا۔ اپنے مولا حضرت حجت کی جان کی قسم پس میں نے کہا کہ پھر آپ میرے اور میرے والد کے نام سے کیسے اور کہاں سے واقف ہیں۔

جواب دیا کہ تمہارا نام و نشان اور تمہارے والد مرحوم کا نام و خصوصیات مجھ سے بتائی جا چکی ہیں۔ اور میں اب تم کو اپنے ساتھ جزیرہ خضراء لے چلوں گا۔

یہ سن کر میں اس قدر خوش ہوا کہ کھال میں سمانا مشکل ہو گیا۔ اہل شہر کہتے تھے کہ جب یہ بزرگ پہلے آئے تھے تو تین دن شہر میں ٹھہرتے تھے۔ مگر اس مرتبہ ایک ہفتہ ٹھہرے اور تمام آذوقہ مستحقین کو جیسا کہ مقرر تھا پہنچایا اور ان سے دستخط لئے کہ ان کا آذوقہ انہیں وصول ہو گیا پھر واپسی کا ارادہ کیا اور مجھے اپنے ساتھ لے لیا۔

ان بزرگ کا نام محمد تھا۔ میں سولہ روزانہ کی خدمت میں کشتی میں رہا اور طے مسافت کرتا رہا۔ سولہویں دن ایسے منطقہ میں پہنچے کہ جہاں سمندر کا پانی سفید تھا۔ میں تعجب کے ساتھ کبھی کبھی پانی پر نظر ڈالتا تھا۔ ان بزرگوں نے دریافت کیا۔ کیا ہوا۔ دریا کو دیکھ کر اس قدر متعجب ہو گئے میں نے جواب دیا کہ میں دریا کا ابارنگ دیکھ رہا ہوں جس کے مشابہ آج تک کہیں نہیں دیکھا

فسرمایا۔ ہاں۔

یہ اکھبائے سفید ہے۔ یہ دریا ٹے سفید ہے۔ اور یہاں جزیرہ خضراء ہے۔ اس سفید پانی نے ہر طرف سے جزیرہ کا احاطہ کر رکھا ہے۔ اور ہر طرف سے جزیرہ خضراء کی سمت یہ پانی آتا ہے۔ اور گویا اس پانی نے جزیرہ کو اٹھا رکھا ہے۔ حکمت الہی اور یہ کت مولا اور ہمارے پیشوا حضرت صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ کا اعجاز کہ دشمنوں کی تمام کشتیاں اور جہاز خواہ کتنے ہی مستحکم ہوں اس پانی میں غرق ہو جاتے ہیں۔ جو ادھر آتے ہیں۔

میں نے دریا کا پانی چکھا انتہائی میٹھا آبِ فرات کے پانی کی طرح تھا۔ ہم نے چلتے چلتے سفید پانی کو عبور کیا۔ تب جزیرہ خضراء پہنچے۔ جو بے حد آباد تھا۔ اور باشندے نہایت دلشاد تھے۔ مجھے دور ہی سے اندازہ ہوا۔

آہستہ آہستہ جزیرہ کے پہلو میں کشتی ٹھہری اور ہم کشتی سے اتر کر شہر میں داخل ہو گئے۔ یہ شہر سات مستحکم قلعوں کے درمیان تھا جن کی دیواریں مضبوط اور برج آسمان سے بانیں کرنے والے تھے۔ آبشار و چشمے جاری تھے اور تمام اقسام کے میوے موجود۔ شہر زیبائش و خوبصورتی کے لحاظ سے بڑا پیارا تھا۔ اس شہر میں وسیع بازار و بکثرت حمام بھی تھے۔ اکثر عمارتیں

صاف شفاف سنگ مرمر سے بنائی گئی تھیں۔ شہر والے لاجپہ قد اور استوار جسم کے مالک تھے جن کی پوشاک آراستہ اور چہرہ مہرہ سے شان و وقار آشکار تھا۔ ان تمام مناظر کو دیکھ کر مجھے یہ محسوس ہوا گویا میری روح مصروف پرواز ہے اور میں وجد کی کیفیت میں محو ہوں۔ اس کے بعد میں شیخ کے ساتھ ان کے مکان پر چلا گیا اور کچھ دیر میں نے شیخ احمد کی منزل میں قیام کیا پھر مسجد چلا گیا۔ مسجد میں نمازیوں کی کثرت تھی جن کے درمیان ایک بزرگ تشریف فرما تھے جن کی توصیف کے بیان سے میں قاصر ہوں۔ بے حد باتار و متین و باہمت بزرگ تھے جن کا اسم گرامی سید شمس الدین محمد عالم مشہور تھا۔ وہ جماعت جو جناب سید شمس الدین کے گرد حلقے کئے ہوئے تھے۔ قرآن یا اصول دین، فقہ اور علوم عربی موصوف سے حاصل کرتی تھی۔ جو فقہ سید شمس الدین بیان کرتے تھے وہ مسئلہ مسئلہ تھا اور ہر مسئلہ حضرت صاحب الزماں (ع) سے نقل کیا جاتا تھا۔ میں جس وقت سید بزرگ کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپ نے مجھے خوش آمدید کہا اور اپنے پہلو میں جگہ عنایت فرمائی اور سفر کی مشقت وغیرہ کو دریافت فرمایا مجھے ان کی گفتگو سے محسوس ہوا کہ میرے تمام حالات آپ تک پہنچ چکے ہیں۔ اور شیخ محمد کو جنہوں نے میرے جزیرہ خضر لانے کی ہدایت کی تھی وہ آپ ہی کا حکم تھا خدا ان کے سایہ کو ہمیشہ باقی رکھے۔ آمین۔ اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ مسجد کے گوشوں میں سے ایک گوشہ میرے قیام کے لئے مخصوص کر دیا جائے تاکہ میں دہل آرام سے رہوں۔ اس کے بعد مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اب یہ جگہ تمہاری ہے۔ جب تک دل چاہے تنہا رہو آرام کرو۔ میں سید بزرگ سے رخصت ہو کر اپنے غرض میں چلا گیا اور عصر تک آرام میں مشغول رہا۔

عصر کے وقت وہ شخص جو میری خدمت پر متعین کیا گیا تھا میرے لئے پیغام لایا کہ میں اپنے کمرے میں ہی رہوں جناب سید شمس الدین صاحب دوستوں کی ایک جماعت کے ساتھ شام کے کھانے کے لئے میرے پاس تشریف لائیں گے میں انتہائی خوشی سے انتظار کرنے لگا ابھی تھوڑی سی دیر ہوئی تھی کہ جناب سید صاحب اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لائے۔ دسترخوان بچھائے گئے۔ غذائیں چُنی گئیں۔ اور میں نے ان کے ساتھ شام کا کھانا کھایا پھر مغرب و عشاء کی نماز کے لئے مسجد کو چل دئے۔ یہ مغرب و عشاء کی نماز کے بعد سید بزرگ اپنے مکان کو تشریف لے گئے اور میں اپنے کمرے کی طرف واپس آگیا۔ اٹھارہ دن ایسا جزیرے میں مجھے اسی طرح گزر گئے۔ میں ہر روز سید بزرگ کے درس سے استفادہ کرتا رہا۔ خدا ان کے وجود کو سلامت رکھے۔

پہلی مرتبہ جمعہ کی نماز کو جب مجھے سید بزرگ شمس الدین صاحب کی امامت میں ادا کرنے کا موقع ملا تو میں نے دیکھا کہ آپ نے دو رکعت واجب نماز ادا کی۔ اذان میں نے ان کی پیروی کی۔ مگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں نے عرض کی کہ آپ نے نماز بہ عنوان واجب ادا فرمائی ہے۔

سہ اس طریقہ سے پتہ چلا کہ جزیرہ خضرا میں وہی طریقہ تھا جو صدر اسلام میں تھا یعنی دن میں دو بار غذا کھائی جاتی تھی۔ صبح اور عصر کے وقت۔ اس سے پتہ چلا کہ دن میں تین مرتبہ کھانا نہ اسلامی ہے اور نہ طبّی۔

جواب دیا: ہاں۔ کیونکہ جمعہ کے وجوب کے تمام شرائط یہاں فراہم ہیں میں نے اپنے دل میں کہا کہ شاید امام زماں علیہ السلام نماز میں شرکت فرماتے ہوں گے۔ مگر جب خلوت ہوئی تو میں نے سید صاحب سے دریافت کیا کہ کیا امام علیہ السلام نماز میں موجود تھے فرمایا نہیں لیکن میں آنحضرت کا نائب خاص ہوں اور امریکہ سے لکھے ہوئے اس ناجیہ مقدس میں نماز جمعہ قائم کرتا ہوں۔

میں نے پھر جناب سید شمس الدین صاحب کے دریافت کیا کہ کیا آپ نے امام کی زیارت کی ہے۔ اور ان کو دیکھا ہے تو فرمایا نہیں بلکہ میرے پدر بزرگوار (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے کہ انھوں نے آنحضرت کی آواز سنی تھی لیکن شخصاً آپ کو نہیں دیکھا تھا البتہ ان کے والد (رحمۃ اللہ علیہ) نے آنحضرت کو شخصاً دیکھا بھی تھا اور آواز بھی سنی تھی۔ میں نے پوچھا کیا سبب ہے جو ایک کو یہ افتخار نصیب ہوتا ہے اور دوسرے کو نہیں ہوتا۔

فرمایا: برادر۔ خداوند تبارک و تعالیٰ جس کو چاہتا ہے خصوصی لطافت سے نوازتا ہے۔ یہ سب حکمت الہی پر منحصر ہے۔ خداوند تعالیٰ بعض بندوں کو مقام رسالت بعض کو مقام نبوت اور بعض کو مقام امامت سے گرامی فرماتا ہے اور ان کو اپنی حجت قرار دیتا ہے تاکہ جو بھی ہلاک ہو اس پر حجت تمام ہو جائے اور جو ہدایت پائے وہ بھی حجت و دلیل و برہان سے راہ راست کی ہدایت پائے۔ خداوند عالم

اپنے لطف کی وجہ سے زمین کو ایک لحظہ بھی بغیر حجت خالی نہیں چھوڑتا۔
اس نے ہر حجت کے لئے ایک سفیر قرار دیا ہے تاکہ وہ اس کے فرمان کی
تبلیغ کرے۔

اس کے بعد جناب سید شمس الدین نے میرا ہاتھ پکڑا اور شہر سے
باہر چل دیئے ان باغوں کی طرف جہاں پانی سے بھری ہوئی نالیاں بہہ
رہی تھیں۔ باغوں میں انواع و اقسام کے ایسے میوے انگور، انار،
گلابی وغیرہ موجود تھے جن کی نظیر میں نے ایران، عراق اور شام
میں نہیں دیکھی تھی۔ اس قدر بزرگ، زیبا اور شیریں تھے کہ ان
کی تشبیہ کسی اور چیز سے نہیں دی جاسکتی۔ جب ہم باغ میں کسی جگہ
قدم رکھتے تھے تو ایک خوش شکل بزرگ سفید اون کے دو کپڑے پہنے
ہوئے ہمارے پاس سے گزرتے تھے۔ میں نے سید سے پوچھا کہ یہ
آدمی کون ہیں؟ جن کی ہیبت مجھ پر طاری ہو جاتی ہے۔

انہوں نے فرمایا اس بند پہاڑ کو دیکھ رہے ہو؟ میں نے
جواب دیا۔ جی ہاں۔

فرمایا کہ اس کے درمیان ایک پُر شکوہ محل ہے۔ جہاں درخت
کے نیچے ایک چشمہ جاری ہے۔ اور درخت نہایت سرسبز و شاداب ہے۔

اے سنی و شیعہ طریقہ سے روایت موجود ہے کہ ایک لحظہ زمین وجود حجت
سے خالی نہیں رہ سکتی۔ اس لئے آج کل اس دُنیا کی بقا حضرت ولی عصر کی بنا پر ہے۔
اس ذیل میں مختلف کتابیں موجود ہیں۔ کتب احادیث میں رجوع کیا جائے۔

وہاں ایک قبتہ ہے۔ یہ آدمی ایک دوسرے آدمی کے ساتھ اس قبتہ کے خادم ہیں۔ میں ہرجمہ کی صبح کو وہاں جاتا ہوں اور وہاں سے امام علیہ السلام کی زیارت کرتا ہوں۔ میں وہاں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں جس کے بعد مجھے وہاں ایک کاغذ کا ورق ملتا ہے جس پر ہر سال کا جواب جو میں چاہتا ہوں تحریر شدہ ہوتا ہے۔ جو حادثہ مجھے پیش آئے یا جو فیصلہ مجھے مومنین کے درمیان کرنا ہو اس کا حکم اس وقت میں مجھے مل جاتا ہے۔ اور میں اسی پر عمل کرتا ہوں۔ چونکہ تم اس لائق ہو لہذا وہاں جا کر امام کی زیارت کرو۔

جناب سید کے ارشاد کے مطابق میں بہاری پر پہنچ گیا اور اس قبتہ کی جس طرح سید صاحب نے توصیف کی تھی ویسا ہی پایا۔ وہاں دو آدمی خادم تھے ان میں سے ایک نے مجھے پہچان لیا اور مجھے خوش آمدید کہا۔ دوسرے نے مجھے نہ پہچانا۔ اور میرے آنے پر اعتراض کیا۔ اس خادم جس نے مجھے سید صاحب کے پاس دیکھا تھا دوسرے سے کہا کہ میں اسے پہچانتا ہوں میں نے ان کو سید شمس الدین کی خدمت میں دیکھا ہے۔ اس کے بعد اس نے بھی میری جانب عنایت سے دیکھا اور مجھ سے گفتگو شروع کر دی۔ اس کے بعد ردی اور انگور لائے گئے جو میں نے کھائے۔ اس کے بعد اس چشمے کا پانی پیا۔ وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر میں نے ان خادموں سے پوچھا کہ امام کی رویت کس

طرح ممکن ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہرگز ممکن نہیں ہے اور ہمیں اجازت بھی نہیں ہے کہ کسی کو تلامذہ میں سے ان سے درخواست کی کہ میرے حق میں دعا کریں۔ انہوں نے دعا کی اس کے بعد میں ان کی خدمت سے رخصت ہو کر پہاڑ کے نیچے آ گیا۔

جب میں شہر پہنچا تو سیدھا سید شمس الدین صاحب کے مکان پر گیا مگر اس وقت وہ موجود نہ تھے لہذا میں اپنے راہ نما شیخ محمد کے مکان پر چلا گیا جن سے میں نے پہاڑ کے متعلق اور جو کچھ وہاں دیکھا تھا سب بیان کر دیا۔ اور میں نے کہا کہ ایک خادم نے مجھ پر اعتراض کیوں کیا تھا؟

تب اس نے جواب دیا کہ علاوہ سید شمس الدین یا ان جیسے کے کوئی حق نہیں رکھتا کہ اس پہاڑ پر جائے اس لئے اس نے اعتراض کیا۔ پھر میں نے سید شمس الدین کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بتایا یہ حضرت صاحب الزماں (ع) کی اولاد سے ہیں ان کے اور ولی عصر کے درمیان ۵ پشتوں کا فاصلہ ہے۔

شیخ زین الدین علی بن فاضل کہتے ہیں کہ میں نے جناب شمس الدین را طال اللہ بقاء سے کہا کیا مجھے اجازت ہے کہ وہ تمام مسائل جو جناب اللہ کے سامنے حاصل کئے ہیں دوسرے شیعوں کے سامنے نقل کر دوں دوسرے کہ مجھے اجازت ہے کہ میں آپ کے سامنے قرآن کی تلاوت کروں اور وہ مطالب قرآنی جو میرے لئے مشکل ہیں آپ سے ان کے متعلق استفادہ کروں۔

فرمایا۔ اگر ایسی ضرورت ہے تو قرآن شروع کرو۔ میں نے ان کی موجودگی میں قرأت شروع کی جس جس آیت میں قاریوں کے درمیان اختلاف تھا۔ میں اس طرف اشارہ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ حمزہ نے اس کو اس طرح پڑھا اور کسائی نے اس طرح۔ عاصم نے اس طرح اور ابن کثیر نے اس طرح۔ جناب سید شمس الدین نے فرمایا کہ ہم ان کو نہیں پہچانتے۔ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے۔ مکمل قرآن ہجرت سے پہلے اودہ ہجرت کے بعد بالتدریج پیامبر اکرمؐ پر نازل ہوا۔ طحہ الوداع کے بعد جبریل امینؑ آنحضرتؐ پر نازل ہوئے اور کہا یا محمدؐ قرآن پڑھو تاکہ میں ہر سورہ کا آغاز و انجام تمہیں بتا دوں اور اس کی شان نزول بھی بیان کر دوں۔

اس وقت امیر مومنان (ع) امام حسن عسکری (ع) امام حسین (ع) ابی بن کعب، عبداللہ بن مسعود، حذیفہ بن یمان، جابر بن عبد اللہ انصاری، ابوسعید خدری، حسان بن ثابت، اور اصحابِ برگزیدہ گروہ جمع ہو گیا۔ اور پیامبر اکرمؐ نے قرآن کو اول سے آخر تک قرأت فرمایا اور جس جس آیت میں اختلاف تھا اس کو جبریلؑ بیان کرتے تھے اور امیر المومنین (ع) کھال کے ٹکڑے پر لکھتے جاتے تھے اس لئے تمام قرآن قرارت حضرت امیر (ع) ہے۔

وہ قرآن جس کو امیر المومنین (ع) نے اپنے خط سے تحریر کیا ہے۔ حضرت ولی عصر (ع) کے پاس محفوظ ہے تمام احکام انتہائی کہ (دیہ خراس) بھی اس میں ہے۔ لیکن یہ قرآن جو کہ تمہارے ہاتھوں میں ہے بغیر کسی شبہ کے

کلام خالق ہے اس کی صحت میں کسی قسم کی تردید نہیں۔ یہ وہ حکم و مطلب ہے جو حضرت ولی عصر (عج) کی جانب سے صادر ہوا ہے۔

دستخ زین الدین علی ابن فاضل نے بیان کیا کہ میں نے جناب سید شمس الدین سے بہت سے مسائل دریافت کئے۔ اور ان کو محفوظ کیا میں نے ان میں سے نوے مسائل سے زیادہ ایک جلد میں جمع کئے ہیں اور اس کا نام رسالہ فوائد شمس لکھا ہے۔ جس کو میں صرف خالص شیعوں کو دکھانا ہوں انشاء اللہ ہمیں بھی دکھاؤں گا۔ دوسرے جمعہ کہ جو مہینے کا درمیانی جمعہ تھا اس کی نماز بھی میں نے جناب سید شمس الدین صاحب کے ساتھ ادا کی۔ نماز کے بعد سید صاحب نے کچھ مسائل ایک نشست میں بیان فرمانا شروع کئے جس کو میں بھی سنتا رہا۔ مگر اسی درمیان مسجد کے دروازہ کے باہر شور کی آوازیں سنائی دیں میں نے سید صاحب سے پوچھا یہ کیا آوازیں ہیں؟ آپ نے فرمایا ہر روز جمعہ درمیان ماہ میں ہمارے لشکر سوار ہوتے ہیں اور حضرت حجت (عج) کے انتظار میں جلد ظہور کے لئے آوازیں بلند کرتے ہیں۔

میں نے سید صاحب سے اجازت لی اور ان کو دیکھنے کے لئے مسجد کے باہر گیا میں نے دیکھا کہ ایک ابنوہ عظیم ہے جو بیس د ٹیمڈ و تہلیل میں مشغول ہے اور حضرت حجت (عج) (محمّد) المہدی کے جلد ظہور کے لئے دعا کر رہا ہے۔

۱۔ حضرت علی علیہ السلام کے خط میں لکھا ہوا موجود ہے جس میں آیات کا شان نزول تفسیر و تشریح سب کچھ ہے۔ اس میں کوئی تحریف نہیں ہوئی اس کے متعلق کتاب البیان حضرت آیت اللہ العالی آقا خاں خانی مدظلہ کی فارسی میں ترجمہ شدہ قابل ملاحظہ ہے۔

میں پھر مسجد میں واپس آگیا تو سید شمس الدین صاحب نے فرمایا کہ کیا تم نے ہمارا لشکر دیکھا۔ میں نے جواب دیا جی ہاں! انہوں نے دریافت کیا کہ ان کے سرداروں اور امیروں کو شمار کیا۔ میں نے عرض کیا (نہیں)، تب آپ نے فرمایا کہ ان کی تعداد ۳۰۰۰ نفر ہے صرف تیرہ نفر باقی رہے ہیں تاکہ حضرت ولی عصر کے انصار کی تعداد مکمل ہو سکے۔

میں نے پوچھا۔ اے میرے سردار۔ ظہور کب ہوگا۔ فرمایا میرے بھائی اس کا علم صرف ذات پروردگار کو ہے اور اس کی مشیت پر منحصر ہے انتہا یہ کہ اس کا علم شاید امام (ع) کو بھی نہیں ہے۔ البتہ آپ کے ظہور کی کچھ علامات ہیں جن میں سے ایک علامت ذوالفقار کا گفتگو کرنا ہے جو خود بخود غلاف سے خارج ہوگی۔ اور کہے گی کہ اے ولی خدا، اٹھ جائیے اور اللہ کے نام اور میرے وسیلہ سے دشمنانِ خدا کو نابود کیجئے۔ علامتوں میں سے دوسری علامت تین آوازیں ہیں جن کو ہر انسان فُسے گا وہ یہ ہیں۔ (۱) اے گمراہ مومنین (از فتنۃ الآزفہ) وقت ظہور آگیا۔

(۲) خدا کی لعنت ان پر جنہوں نے محمد و آلِ محمد پر ظلم و ستم روا رکھا۔ (۳) ایک جسم سورج پر ظاہر ہو کر آواز دے گا۔ خدا نے ولی عصر (عج) پر مہم جوئی کی کو ظاہر کر دیا ہے اس لئے ان کی آواز پر متوجہ ہو جاؤ اور ان کے احکام کی اطاعت کرو۔

میں نے کہا اے میرے مولا۔ معتبر اسناد کے ساتھ ہمارے پاس لہ نووالفقارہ حضرت علی علیہ السلام کی تلوار جو حضرت حجت کے پاس موجود ہے۔

روایت پہنچی ہے کہ حضرت ولی عصر (عج) نے غیبت کبریٰ کے زمانے لئے فرمایا ہے کہ میری غیبت کے بعد جو شخص دعویٰ کرے کہ اس نے مجھے دیکھا ہے اس کی تکذیب کرو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ میں سے اکثر نے انھیں دیکھا ہو۔

جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہ روایت صحیح ہے لیکن اس زمانے سے متعلق ہے جس میں دشمنانِ اہلبیت بنی عباس کے فرعونوں میں سے بہت سے فرعون تھے۔ اس وقت شیعوں کو ذرا چار ہو چکے تھے کہ آقا کے اسم مبارک کو زبان پر لانے سے بھی احتراز کرتے تھے۔ مگر اب طویل زمانہ گزر چکا۔ دشمن ناامید ہو گئے۔ ہماری سرزمین دشمنوں کی دسترس سے بہت دور ہے۔ اب وہ حضرت صاحب الزماں (عج) کی برکت سے کوئی راستہ نہیں پاتے جو ہم تک پہنچ سکیں۔ اور ہمارے لئے کوئی ناراحتی یا دقت پیدا کریں۔ اس لئے اب روایت ممکن ہے۔

میں نے کہا علماء سے شیعوں کو نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے خمس کو ادلا دیا حضرت علی علیہ السلام میں اپنے شیعوں کے لئے مباح کر دیا ہے۔

فرمایا۔ ہاں ایسا ہی ہے۔

میں نے پوچھا کیا شیعوں ان اسیروں کو جو اہل سنت کی قید میں ہیں خرید سکتے ہیں۔ فرمایا ہاں۔ ان کے علاوہ بھی خرید سکتے ہیں۔

کیونکہ امام ارشاد فرماتے ہیں کہ ان کے ساتھ ایسا سلوک کرو جیسا وہ خود اپنے لئے روا رکھیں۔

یہ دو مسئلے ان مسئلوں کے علاوہ ہیں جن کو میں نے کتاب فوائد الشمیہ میں جمع کیا ہے۔ جناب سید شمس الدین نے فرمایا کہ حضرت ولی عصر (عج) فرد سال میں یعنی طاق سال میں مکہ معظمہ میں رکن و مقام کے درمیان ظاہر ہوتے ہیں۔ مومنوں کو چاہیے کہ اس دن کا انتظار کیا کریں۔ میں نے کہا۔ اے میرے سردار میری تمنا ہے کہ اس وقت تک جب تک امام علیہ السلام کو ظہور کی اجازت ہو آپ کی خدمت میں رہوں۔

فرمایا۔ اے میرے بھائی مجھے حکم ملا ہے کہ اب تمہیں تمہارے وطن کی جانب روانہ کر دوں۔ اب میرے لئے اور تمہارے لئے مخالفت کا کوئی امکان باقی نہیں ہے۔ کیونکہ تم اہل و عیال رکھتے ہو اور مدت سے ان سے دور ہو اس سے زیادہ ان سے دور رہنا جائز نہیں ہے۔

میں بے حد رنجیدہ ہوا اور بے ساختہ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ کیا میں دوبارہ یہاں آنے کی کوشش کر سکتا ہوں۔ فرمایا نہیں۔

پھر میں نے پوچھا کہ کیا مجھے اجازت ہے کہ میں نے جو کچھ دیکھا ہے اس کو بیان کر دوں۔

فرمایا۔ ہاں۔ مومنوں کے دل کے اطمینان و آرام کے لئے ایسا کر سکتے ہو۔ علاوہ فلاں و فلاں۔ اس کے بعد مجھے ان

مطالب کی جانب متوجہ کیا جو بیان نہ کرنا چاہتیں۔

میں نے پھر پوچھا کہ اے میرے سردار کیا میں حضرت ولی عصر (عج) کے جمالِ عالم آرا پر نگاہ کر سکتا ہوں؟

فرمایا۔ نہیں لیکن جاننا چاہیے کہ ہر مومن مخلص ان کو دیکھتا ہے مگر پہچانتا نہیں۔

میں نے عرض کیا کہ میں اپنے آقا کا مخلص غلام ہوں لیکن اب تک زیارت سے محروم ہوں۔ فرمایا نہیں۔ تم نے دوبارہ جمالِ آقا کا دیدار کیا ہے۔

ایک مرتبہ اس وقت جب کہ تم پہلی مرتبہ سامرہ جارہے تھے کہ تمہارے ساتھی تم سے آگے نکل گئے اور تم تنہا رہ گئے یہاں تک کہ اس کو دو خانہ تک پہنچ گئے جس میں پانی نہ تھا۔ وہاں تم نے ایک سوار کو دیکھا جو سیفِ گھوڑے پر سوار اور بلند نیزہ اس کے ہاتھ میں تھا اور نوکِ نیزہ دمشق تھی۔ وہاں انھیں اس کیفیت میں دیکھ کر تم ڈرے۔ تو انہوں نے فرمایا مت ڈر۔ تیز چل کیونکہ تیرے دوست ایک درخت کے نیچے تیرے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ بہت غور کرنے کے بعد وہ واقعہ مجھے یاد آگیا۔ اور میں نے کہا کہ ہاں میرے سردار۔ مجھے ایسا اتفاق پیش آیا تھا۔

پھر فرمایا۔ ایک بار دوسری مرتبہ جب تم اپنے استاد اندلسی کے ساتھ دمشق سے مصر کی جانب چلے تھے اور راستہ

میں قافلہ سے بچھڑ گئے تھے تو اس وقت تم پر خوف و وحشت نے بے حد غلبہ کر لیا تھا۔ اسی حالت میں تم نے ایک سوار کو دیکھا تھا جو سفید پیشانی والے کھوڑے پر سوار نیزہ ہاتھ میں لئے ہوئے تھا۔ اور انہوں نے تم سے فرمایا تھا۔ مت ڈر تیرے داہنے ہاتھ کی جانب آبادی ہے۔ اس آبادی میں چلا جا اور رات وہیں بسر کر۔ اپنے مذہب و طریقے کو وہاں بیان کرنا کیونکہ وہ اور اس کے پاس کی دوسری آبادیاں دشت کے جنوب میں حضرت علیؑ ابن ابی طالب اور ان کی اولاد معصومینؑ کے طریقت پر ہیں۔ کیوں فاضل کے فرزند ایسا ہی تھا۔ میں نے کہا، جی ہاں ایسا ہی تھا۔

میں گیا اور رات وہاں بسر کی۔ اور وہاں کے باشندگان سے پوچھا کہ تمہارا مذہب کیا ہے؟ انہوں نے بغیر تقیہ کے جواب دیا کہ ہم مذہب علیؑ و اولاد علیؑ پر ہیں۔ ہمارے تمام پیشوا معصوم ہیں۔ انہوں نے میرا بہت احترام کیا۔ میں نے پھر پوچھا کہ یہ مذہب تم تک کیسے پہنچا۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب عثمان نے ابوذر غفاری کو شام بھیجا پھر معاویہ نے بھی انہیں ہمارے ہی ملک میں جلا وطن کر دیا۔ تو جناب ابوذر غفاری کے قدموں کی برکت سے اس علاقہ کی کافی آبادیاں مذہب اہلبیت عصمت و طہارت سے واقف ہو گئیں۔ ان آبادیوں میں سے ایک آبادی یہ ہے۔

میں نے جناب شمس الدین صاحب سے عرض کیا کہ اے میرے سید و سردار۔ کیا امام علیہ السلام ہر فاصلہ سے خانہ خدا کی زیارت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے فاضل کے فرزند۔ دُنیا مومن کے پیر کے نیچے ایک قدم سے زیادہ نہیں ہے۔ پھر کہاں وہ ذات جس کے وجود اور جس کے بزرگوں کے وجود کی وجہ سے دنیا قائم ہو۔ ہاں امام علیہ السلام ہر سال حج کے موسم میں شرکت فرماتے ہیں۔ اور اپنے بزرگوں کی مدینہ، عراق و طوس میں زیارت کر کے ہماری زمین کی جانب تشریف لے آتے ہیں۔ پھر مجھے جناب سید شمس الدین نے حکم دیا کہ میں اپنی واپسی میں ماخیز نہ کروں اور اب مغربی شہروں میں قیام نہ کروں۔ اس کے بعد موصوف نے مجھے ۵ درہم عنایت فرمائے جن پر کَلَا اللہ اَکْبَر اللہ مُحَمَّدٌ رَّسُول اللہ (ص) علی ولی اللہ محمد (ص) ابن الحسن النقاّم بامر اللہ مخیر رہا۔ مجھ سے فرمایا کہ ان کی حصول برکت کے لئے حفاظت کرنا۔ پھر جناب سید نے انتظام فرمایا کہ مجھے اسی کشتی کے ذریعہ جس پر میں آیا تھا علاقہ بربر کی پہلی آبادی تک جہاں سے میں یہاں پہنچا تھا واپس پہنچا دیا جائے۔ اب مجھے شیعوں کے دوسرے جزیروں سے گذرنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ براہ راست بربر کی زمین پر جانے کا انتظام فرمایا گیا۔ ساتھ ہی مجھے جناب سید نے کچھ مقدار گندم اور جو کی عطا فرمائی جس کو میں نے سرزمین بربر میں ۱۴۰ دینار مغربی طلائی میں فروخت کیا اور اس رستم سے حج پر جانے کا ارادہ مستحکم کر لیا۔

۱۳۳

بہن جناب سید شمس الدین کے حکم کے مطابق اندلس نہیں گیا بلکہ
بربر کی زمین سے براہ راست طرابلس غرب چلا گیا اور وہاں سے مغربی
علاقوں سے جانے والے حجاج کے ساتھ مکہ معظمہ کی زیارت سے
مشترف ہوا۔ مراہم حج کی ادائیگی کے بعد عراق واپس لوٹا۔ اور اب نچتہ
ارادہ رکھتا ہوں کہ اپنی عمر کے اختتام تک نجف میں قیام کروں اور
حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے حرم کا مجاور
بن کر زندگی بسر کروں۔

شیخ زین الدین علی ابن فاضل نے کہا کہ میں نے جریرہ خضرار
میں علمائے شیعہ میں سے صرف پانچ نام سنے۔ (۱) سید مرتضیٰ علم الہدی
(۲) شیخ طوسی (۳) محمد بن یعقوب کلینی (۴) ابن بابویہ (۵)
شیخ ابوالقاسم جعفر ابن اسمعیل حلی قدس اللہ ارواحہم۔ اس
کے معنی یہ نہیں کہ اور علماء قابل تسلیم نہیں بلکہ اس مختصر مدت میں
ذکر صرف ان علماء کا ہوا۔

۱۔ دمشق کے پاس مذکورہ آبادیوں کے متعلق تاریخی شواہد موجود ہیں
کیونکہ معاویہ نے جناب ابوذر کو دمشق کے جنوب میں جہاں آج جبل عامل
معروف ہے ملک بدر کر دیا تھا۔ لہذا یہ منطقہ جنوب لبنان کا ان جناب کی
برکت سے مذہب اہلبیت سے آشنا ہو گیا اور اہل بیت کے مجتہدین کا مرکز بن گیا۔
چنانچہ ہشید اول و ہشید ثانی اسی مقام سے منظر عام پر جلوہ گر ہوئے آج کل
یہ علاقہ اسرائیل کے حملوں کی زد میں رہتا ہے مگر مومنین بھی مسلسل مصروف بیکار ہیں۔

سُخُنِ آخِر

حضرت حجۃ علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہونے والے خوش قسمت افراد میں سے ایک بزرگ شخصیت جناب میرزا محمد آستر آبادی متوفی ۱۰۲۶ھ کی ہے جو بقول میرزا عبد اللہ آفندی علم رجال کی اہم ترین کتاب کے مصنف ہیں وہ اپنی ملاقات کی داستان کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ »حضرت نے ملاقات کے درمیان ایک سُرخ گلاب پھول جس کا موسم نہیں تھا مجھے عنایت فرمایا میں نے اس کو سونگھا اور بوسہ دیا۔ اور پھر عرض کیا کہ اے میرے سید اور میرے مولایہ پھول کہاں کا ہے؟ جواب میں ارشاد فرمایا (از خرابات است) خرابات کا ہے۔ اس کے بعد میری نظروں کے سامنے سے غائب ہو گئے۔^۱

خرابات کے معنی کے متعلق تحقیق کی تو مولف ریحانۃ الادب نے لکھا کہ خرابات سے مراد مغرب کے وہ جزیرے ہیں جو بحر محیط (اقیانوس اطلس) میں واقع ہیں جن کو بحار الالوار میں جزیرہ خضر کہہ گيا ہے۔^۲ قاموس اللغات نے بھی یہی لکھا ہے کہ

۱۔ ریاض العلماء ج ۵ ص ۱۱۵

۲۔ ریحانۃ الادب ج ۲ ص ۶۳ و ۶۵

۳۔ روضات الجنات ج ۷ ص ۲۸

صاحب روضات الجنات بھی امام کی زیارت سے مشرف ہونے کی اس داستان کو تحریر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ خرابات وہ جزیرے ہیں جو بحر محیط اقیانوس اطلس میں واقع ہیں اور جزیرہ خضرار بھی انھیں میں سے ایک ہے یہ غرض جس جس مقام پر اس ملاقات کی کیفیت تحریر کی گئی ہے اس سے مراد اقیانوس اطلس کے جزیرے ہی لئے گئے ہیں ہمارے بیان کی یہ مزید تائید ہے کہ موسم حج کے علاوہ ہمارے آقا و مولا حضرت قائم آل عباد عجل علیہ السلام اقیانوس اطلس میں قیام کرتے ہیں اور یہی آپ کی اقامت گاہ ہے۔ (علی اکبر مہدی پور)۔

چونکہ جزیرہ خضرار اور مثلث برمودا مشابہت کی وجہ سے ایک ہی معلوم ہوتے ہیں اس لئے کوئی تعجب نہیں کہ مثلث برمودا ہی آپ کی اقامت گاہ ہو۔ کیونکہ سابقہ بیانات کے اعتبار سے جزیرہ خضرار مثلث برمودا ہی میں واقع ہے۔ اور آج کل یہ علاقہ اپنی منفرد خصوصیات کی وجہ سے بجائے جزیرہ خضرار کے مثلث برمودا ہی کے نام سے پوری دنیا میں زیادہ مشہور ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ہمارے اس کتاب کی تحریر کا مقصد بھی یہی تھا کہ ہم دلائل سے واضح کر سکیں کہ جزیرہ خضرار سے مراد جزیرہ برمودا ہی ہے اور یہی حضرت حجت (ع) کی اقامت گاہ ہے۔

احقر :- قمر زیدی

فضل ابن یحییٰ بن علی طیبی کو فی امامی کہتے ہیں کہ میں دست
بر عاہوں کہ خداوند عالم شیخ صالح، پیر سیرگار دانشمند، متقی کامل علی
بن فاضل کے فیوضات کو ہمیشہ باقی رکھے اور دانش مندوں کے درمیان
ان جیسے عظیم وجود کو ہمیشہ قائم رکھے بلکہ ان میں اور اضافہ فرمائے۔
میں نے ان سے جو آخری بات داستان جزیرہ خضرا کے ذیل میں سنی تھی
وہ وہی تھی جس کو میں نے بیان کیا۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَاٰخِرًا وَاَظْہَرًا وَاَبَاطِنًا وَاَللّٰہُ عَلٰی
خَیْرِ خَلْقِهِ سَیِّدُ الْاٰیۃِ مُحَمَّدٌ وَاٰلِہٖ الطَّاهِرِیْنَ الْمُعْصُوْمِیْنَ
وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا۔

میں آخر کتاب میں ان تمام کتابوں کی مکمل فہرست درج کر دیں گا
جن کے مختصر مطالب میں نے اپنی تحریر میں اخذ کئے ہیں تاکہ صاحبان ذوق
رجوع کر سکیں۔ لیکن یہاں مناسب سمجھتا ہوں کہ داستان جزیرہ خضرا
کے اہم اور درست ہونے کے متعلق کچھ مختصر حوالے اور درج کر دوں تاکہ
مزید اطمینان کا سبب بن سکیں۔ اور مطالعہ کنندگان نطن و گمان کی
حدود سے نکل کر یقین و معرفت کی منازل میں داخل ہو سکیں اور
اپنے محبوب و محترم امام کے انتظار کی ساعتوں میں خاص کیف
محسوس کر سکیں۔ اَللّٰہُمَّ عَجِّلْ فَرَجَہُ۔

جزیرہ خضار کے راوی

۱۔ جزیرہ خضار کے متعلق جو سب سے پہلے کتاب لکھی گئی وہ فاضل محترم جناب فضل بن یحییٰ کی تالیف ”الجزیرۃ الخضرار“ آٹھویں صدی میں تحریر کی گئی جس کو بحار الانوار نے نقل کیا اور اس کا ترجمہ ہم نے گزشتہ صفحات میں پیش کیا۔

۲۔ شہید ثالث حضرت قاضی نور اللہ شوستری اعلیٰ اللہ مقامہ نے کتاب مجالس المومنین میں تحریر فرمایا کہ شہید اول محمد ابن مکی ”اعلیٰ اللہ مقامہ“ نے جزیرہ خضار کی داستان کو اپنی اسناد سے نقل کر کے اپنے قلم سے تحریر فرمایا۔ شیعوں کے عظیم فقیہ کے اسناد اور قلم سے تحریر ہونا داستان کی اہمیت پر دلیل ہے۔ جب کہ موصوف کا دور بھی علی ابن فاضل کے دور سے قریب ہے۔ اس لئے ہماری گزشتہ تحریر کہ یہ داستان حضرت امیر المومنینؑ کے خزانہ میں شہید اول کے خط میں تحریر شدہ پائی گئی بالکل درست ہے۔

۳۔ علی بن حسین بن عبد العالی متوفی ۹۴۰ھ المعروف بمحقق کرکی یکے از فقہائے مشہور جہان تشیع نے شاہ طہاسپ صفوی کے زمانہ میں اس داستان کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ پھر یہی ترجمہ ہندوستان میں طبع ہوا۔

۴۔ محمد بن اسد اللہ شوستری نے سلطان وقت کے حکم پر

- کتاب (اثبات وجود حضرت صاحب الزماں) تحریر فرمائی اور اس میں داستان جزیرہ کو نقل کیا۔ اس کتاب کے بارے میں شہید ثالث علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ مومنین کو اس کتاب کی حفاظت کرنا چاہیئے۔
- ۵۔ قاضی نور اللہ شوستری نے اپنی اہم ترین کتاب "المجالس" میں جزیرہ خضر کے متعلق بحث کی اور اس داستان کو مستند قرار دیا۔ آپ جیسے عظیم المرتبت عالم کی تحریر ہی داستان کی اہمیت کے لئے کافی ہے۔
- ۶۔ شیخ حرّ عاملی صاحب کتاب "وسائل الشیعہ" متوفی ۱۱۰۳ھ نے اپنی کتاب "اثبات الہدایۃ" میں جزیرہ خضر کی داستان کو معجزات حضرت کے ضمن میں بیان کیا۔
- ۷۔ علامہ مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ نے اپنی اہم ترین کتاب بحار الانوار میں جزیرۃ الخضر کی داستان کو مکمل نقل فرمایا۔
- ۸۔ میر محمد میر لوجی معاصر علامہ مجلسی نے کتاب کفایت المہتدی فی معرفت المہدی میں اس داستان کو صحیح و معتبر قرار دیا۔
- ۹۔ میرزا عبد اللہ صفہانی نے اپنی کتاب دیاض العطار میں داستان جزیرہ خضر کو نقل کیا۔
- ۱۰۔ آیت اللہ بحر العلوم متوفی ۱۲۱۲ھ جن کو خود حضرت حجت

۱۔ الذریعہ ج ۳ ص ۹۳ ۲۔ الذریعہ ج ۱ ص ۱۰۹
 ۳۔ نجم الثاقب ص ۲۹۴ ۴۔ اثبات الہدایۃ ج ۳ ص ۷۰۷
 ۵۔ اثبات الہدایۃ - بحار الانوار ۶۔ نجم الثاقب -
 ۷۔ کفایت الموحیدین

شرفِ حضوری حاصل تھا اپنے رجال میں جزیرہ خضر سے استشہاد
فسرمایا۔

۱۱۔ مرحوم حاج نوری متوفی ۱۳۲۰ھ نے داستان جزیرہ
خضر کا مکمل ترجمہ کتاب ”نجم الثاقب“ میں درج فرمایا۔

۱۲۔ حاج سید اسماعیل نوری طبری متوفی ۱۳۲۱ھ نے داستان
جزیرہ خضر کو اپنی مشہور کتاب ”کفایت الموحیدین“ میں نقل فرمایا۔
اور علی ابن فاضل کی بے حد تعریف کی۔ اس کے بارے میں ارشاد
فرمایا کہ وہ ”اجلہ ابرار علماء و صالحین اور خواص طائفہ امامیہ
میں تھے اور اپنے زمانہ کے بے مثل و یگانہ روزگار متقیین میں تھے۔

میں نے صرف چند حوالوں پر اکتفا کی ورنہ اس داستان
کے صحیح ہونے کے بارے میں اس قدر اسناد موجود ہیں جن کے جمع
کرنے کے لئے خود علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے۔ لہذا جب اس
داستان میں کوئی شبہ نہیں تو اس میں جس جزیرہ خضر کا ذکر
ہے اس کے حالات بعینہ مشابہ ہیں مثلث برمودا کے حالات
سے۔ لہذا ہو سکتا ہے کہ جزیرہ خضر مثلث برمودا ہی میں
ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۳۔ بحار الانوار۔ ۱۴۔ نجم الثاقب۔
۱۵۔ کفایت الموحیدین۔

خدا کے بزرگ و برتر کا قرآن مجید میں واضح ارشاد ہے کہ یَوْمَ نَخْلَعُ عَنْكُمْ أَثْمَارَ سِرِّ
 بَاطِلِهِمْ کہ ہم قیامت کے دن ہر انسان کو اس کے امام کے ساتھ اپنی بارگاہ میں
 طلب کریں گے اس امر کی دلیل ہے کہ کوئی انسان از ابتدا اتنا انتہا بغیر وجود امام نہیں رہ
 سکتا۔ پھر حضور اکرمؐ نے اس آیت کی مزید تشریح میں یہ ارشاد فرمایا کہ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ
 امام زمانہ مات میتة الجاهلیہ۔ اگر کوئی انسان اس حالت میں مر گیا کہ اپنے زمانہ کے
 امام کو نہ پہچانا تو وہ کفر کی موثر بالکل مسئلہ کو وضع کر دیا۔ اب ہر انسان پر واجب ہو گیا کہ امام زمانہ
 کی معرفت حاصل کرے مگر معرفت ممکن نہیں جب تک کہ وجود نہ ہو اس لئے عقلاً و نقلاً مانتا پڑے
 کہ آیت کے حکم کی تعمیل کے لئے کوئی زمانہ ایسا نہ ہوگا جیسے وجود امام نہ ہو بلکہ ہر زمانے میں امام
 کا وجود لازمی ہے۔ خدا کا الہام لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارا زمانہ بھی وجود امام سے خالی نہیں بلکہ
 مسلمان متفق ہیں کہ اس زمانے کے امام حضرت امام مہدیؑ ہیں جو ہماری نظروں سے پوشیدہ ہی
 کرۂ ارض پر موجود ہیں اگر ان کا وجود نہ ہوتا تو یہ کہہ بھی کا نیست و نابود ہو چکا تھا۔
 اب وہ کہاں ہیں اور کیسے زندہ ہیں ایسے ہی اور بہت سے سوالات جوابات کتاب میں بھری
 پڑی ہیں۔ چنانچہ ہماری موجودہ کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جس کے مطالعہ
 سے یقین ہے کہ قارئین محترم کے ذہن امام غائب کی جانب ضرور متوجہ ہوں گے۔
 اور بے ساختہ یہ سوال پیدا ہوگا کہ وہ آخر کب آئیں گے ہم ان کی زیارت کب مشرف ہوں گے
 تو ان تمام سوالات کا جواب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام نے یہ ارشاد
 فرمایا ہے کہ یقیناً اس حجت خدا امام کا ظہور لازمی ہوگا خواہ اس دنیا کی زندگی کا
 ایک ہی دن باقی کیوں نہ جائے۔ آمینوا لا ضرر آئے گا مگر اسکے آنے کے وقت کو مشیت الہی
 کی بنیاد معین و مقرر نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس کے لئے کچھ علامات معین ہیں جب وہ پوری ہوں گی
 تو ضرور آئیں گے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان علامات کی جانب متوجہ رہیں میں نے اس
 کتاب میں چند ایسی مختصر علامات درج کر دی ہیں جو ابھی یا تو تکمیل تک نہیں پہنچیں اس لئے
 ان علامات کی جانب توجہ شد ضروری ہے۔ اور ان کا انتظار عبادت ہے۔

عَلَامَاتِ ظُہُور

میں نے حضرت حجت علیہ السلام (ع) کے ظہور کے متعلق قیامت صغریٰ حصہ اول میں تفصیل سے علامات تحریر کر دی ہیں۔ میں نے علامات کا جہاں تک مطالعہ کیا ہے تو صرف اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان علامات کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ علامات حتمیہ - ۲۔ علامات شرطیہ یا غیر حتمیہ -

حتمیہ علامات : وہ علامات ہیں جو ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام سے قبل ضرور واقع ہوں گی اور ان میں کسی قسم کا تغیر نہ ہوگا۔

شرطیہ علامات :- وہ علامتیں ہیں جو بندوں کے اعمال سے متعلق ہیں۔ اگر خدا چاہے گا تو واقع ہوں گی ورنہ عابدوں کی عبادت اور نیکو کاروں کے توبہ و استغفار کی وجہ سے طام دی جائیں گی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان کی مدت میں طول دیدیا جائے۔ لیکن میرے نزدیک اس کا امکان کم ہے کیونکہ عالمی معاشرے کی حالت روز بروز بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ انسانی اخلاق کا انحطاط انتہا تک پہنچ چکا ہے۔ زمانہ بُرائی کی طرف بہت تیزی سے مائل ہو رہا ہے جس کی وجہ سے علامات بھی جلد جلد مکمل ہو رہی ہیں اس لئے یقین ہے کہ علامات شرطیہ بھی ضرور مکمل ہوں گی۔ اور جلد ہوں گی کیونکہ زمانہ کو ظلم و جور سے بہر حال پُر ہونا ہے اس لئے ان کو بھی تقریباً علامات حتمیہ ہی سمجھ لینا چاہیئے۔ اب ان تمام علامات کی تفصیل تو مجھے اس کتاب میں

تحریر کرنا نہیں کیونکہ میں یہ سب قیامتِ صغریٰ حصہ اول میں تحریر کر چکا ہوں۔ البتہ اس دوران مجھ سے یہ مطالبہ بار بار کیا جاتا رہا کہ اب صرف وہ علامات تحریر کریں جو اب تک مکمل نہیں ہوئیں تاکہ ان کا انتظار کیا جائے۔ اور ان کی جانب زیادہ توجہ رکھی جائے۔ چنانچہ میں اس کتاب میں زیادہ تر وہی علامات تحریر کروں گا جو اب تک مکمل نہیں ہوئی ہیں۔

سب سے پہلے علاماتِ حتمیہ کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ یہ تمام ظہورِ حضرت امام مہدی علیہ السلام سے بالکل نزدیک متصل واقع ہوں گی۔ کتاب کمال الدین میں جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی سند سے نقل کیا گیا ہے کہ ابنِ عمر بن حنظلہ نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ ظہور (حضرت) قائم (ذی) سے پہلے ۵ علامتیں حتمی ہیں۔ یعنی لازمی واقع ہوں گی (۱) خروجِ یمانی (۲) خروجِ سفیانی (۳) صبحِ مہمانی (صبح کی آواز) (۴) قتلِ نفسِ ذکیہ (۵) صحرائے بیدار میں سفیانی کے شکر کا زمین میں دھنس جانا۔ (بحار الانوار جلد ۱۳) ان کے علاوہ دوسرے مقام پر آپ ہی نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ آسمان میں ایک ہاتھ کا نمودار ہونا بھی علاماتِ حتمیہ میں سے ہے اور ابو حمزہ کی روایت میں مشہور ہے کہ سورج کا مغربِ طلوع ہونا بھی حتمی ہے۔

۱۔ بعض علماء نے تاویل کی ہے کہ اس علامت سے مراد خود حضرت حجتؑ کا مکہ سے ظاہر ہونا ہے۔ کیونکہ اصل سورج ہدایت آپ ہی ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۴۳

یمانی کون ہے : بحوالہ کتاب غیبت نعمانی۔

ابو بصیر کے حوالے سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خروج سفیانی، یمانی، خراسانی ایک سال ایک ماہ اور ایک ہی روز واقع ہوگا۔ ان کے درمیان پرچموں کا جھنڈا مل کا فرق ہوگا۔ یعنی یمانی کا جھنڈا ہدایت کا جھنڈا ہے کیونکہ وہ لوگوں کو حضرت صاحب الامر ع کی جانب دعوت دے گا۔ پس جب وہ ظاہر ہو جائے تو مسلمان پر اسلحہ جنگ فروخت کرنا حرام ہے کیونکہ اب مسلمانوں کو خود اسلحہ کی احتیاج ہوگی نیز کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اس جھنڈے کی مخالفت کرے اگر کرے گا تو اہل دوزخ سے ہوگا۔ (بحار الانوار ۱۴۳)۔

سفیانی کون ہے :- قیامت صغریٰ میں تفصیل درج ہے۔
البتہ کتاب غیبت شیخ طوسی میں بشر ابن غالب نے

روایت کی ہے کہ سفیانی روم کے شہروں سے آئے گا جو نصرائیت کا پیرو یعنی عیسائی ہوگا اور صلیب جو نصرائیت کی علامت ہے گلے میں ڈالے ہوگا۔ اور وہ اپنی قوم کا رئیس ہوگا۔ (بحار الانوار ۱۳۳)۔

تفسیر عیاشی میں تحریر ہے کہ اس کا مقصد علاوہ شیعیان آل محمد کو قتل کرنے اور سولی پر لٹکانے کے اور کچھ نہ ہوگا۔ (بحار ۱۳۳)۔
کتاب ارشاد شیخ مفید میں اس کے زمانہ میں ایک اہم علامت بیان کی گئی ہے وہ یہ کہ سورج صبح سے دوپہر تک اس کے زمانے میں ایک مقام پر لہ سنا ہے برطانیہ کا شاہی خاندان کا شجرہ اوپر جا کر اوسفیانی سے ملتا ہے۔

۱۴۴

ساکن ہوگا۔ جس میں کسی شخص کا چہرہ دسینہ نظر آئے گا۔ سفیان کی ہلاکت کے قریب ایسا ہوگا۔ اس سے پہلے پانچ شہروں پر اس کا قبضہ ہو چکا ہوگا۔ دمشق۔ حمص۔ فلسطین۔ اردن۔ قنسٹرین۔ اس کی مدت سلطنت صرف آٹھ ماہ ہوگی۔

صبحِ آسمانی: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابو حمزہ ثمالی سے بیان فرمایا کہ اول روز ایک منادی ندا کرے گا اور آخر روز شیطان ندا کرے گا۔ جس سے اہل باطل شک میں مبتلا ہو جائیں گے۔ آپ ہی نے ارشاد فرمایا کہ ماہ رمضان کی تیسویں شب شب جمعہ میں جبریل کی آواز آسمان سے آئے گی جو سوتے ہوئے افراد کو بیدار کر دے گی۔ یہ آواز حضرت قائم سے متعلق ہوگی اور آخر روز شیطان آواز ہوگی۔ بعض روایات میں ہے کہ اول شب اور آخر شب آواز آئے گی۔ ممکن ہے وقت مختلف مقامات کے فرق کی وجہ سے ایسا ہو۔ کیونکہ بعض جگہ دن ہوگا اور بعض جگہ رات۔ پوری دنیا کا کوئی فرد ایسا نہ ہوگا جو اس آواز کو نہ سنے گا مگر اکثر لوگ دوسری آواز سے شک میں مبتلا ہو جائیں گے۔

حتی علامت ظہور ہے۔ کتاب
مکہ معظمہ میں نفسِ ذکیہ قتل: غیبت شیخ طوسی میں سفیان ابن ابراہیم حریری اپنے پدر کے حوالے سے نقل کرتا ہے کہ نفسِ ذکیہ آلِ محمدؑ کے جوالوں میں سے ایک جوان ہے یعنی سادات سے ہے جس کا نام محمد بن الحسن ہے جو بغیر جرم رکن و مقام کے درمیان قتل کئے جائیں گے اور

اس کے قتل میں اور حضرت قائم آل محمد کے ظہور میں پندرہ راتوں سے زیادہ فاصلہ نہیں ہوگا۔ (بحار الانوار ۱۳)۔

کتاب تفسیر عیاشی میں جابر سفیانی کے لشکر کا زمین میں دھنسا:۔ جعفری کے حوالہ سے تحریر ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا جب تو ان علامات کو دیکھے جو میں تجھ سے بیان کرتا ہوں سب سے پہلے تو منادی کی ندا جو دمشق میں بلند ہوگی اور اس کے بعد وہاں کا ایک دیہات زمین میں دھنس جائے گا۔ اور مسجد دمشق کا ایک حصہ برباد ہو جائے گا۔ اس وقت ترکوں کا ایک گروہ (شاید روسی) دمشق سے گذر کر جزیرہ میں اُنڈر آئے گا اور روسی (انگریز) رطلہ میں داخل ہو جائیں گے۔ یہ (یسا سال ہوگا جب تمام عرب کی سرزمین میں اختلاف ہی اختلاف واقع ہوگا۔ اور شام میں تین پرچم اختلاف کا سبب بنیں گے۔ پرچم اصعب (زرد و سفید) و پرچم البلق (سیاہ و سفید) اور پرچم سفیانی اور اس کے ساتھی شریعتی جنگ واقع ہوگی۔ سفیانی کا مقصد نابودی آل محمد و شیعہ کے علاوہ کچھ نہ ہوگا۔ اس لئے وہ ایک لشکر کو فرو روانہ کرے گا اور شیعیان آل محمد کی جماعت کو وہاں قتل کرے گا اور بہت سوں کو وہاں سولی دے گا۔ اس وقت خراسان (ایران) سے ایک لشکر آئے گا جو جبلہ کے کنارے آکر رُکے گا۔ مگر سفیانی سے شکست کھا جائے گا۔ پس اس کے بعد سفیانی دوسرا لشکر مدینہ کو روانہ کرے گا جو

وہاں کے تمام سادات کو قید کر دے گا اس کے بعد مہدی آل محمد (نخ)
 کی تلاش شروع ہو جاگی مگر آپ مدینہ سے مکہ تشریف لے آئیں گے۔ یہ لشکر
 آپ کا پیچھا کرتا ہوا جب دادی بیدایں (جو مکہ کے قریب ہے) پہنچے گا تو
 زمین میں دھنس جائے گا علاوہ خبر پہنچانے والے کے کوئی دوسرا آدمی
 باقی نہ رہے گا۔ اس وقت حضرت قائم علیہ السلام رکن و مقام کے درمیان
 مشغول نماز ہوں گے اس کے بعد آپ خطبہ ارشاد فرمائیں گے۔ لوگوں کو
 اپنی نصرت کے لئے طلب فرمائیں گے۔ تو نین سو تیرہ افراد جن میں پچاس
 عورتیں ہوں گی ابراہیم کے ٹکڑوں کی طرح ایک کے بعد ایک جمع ہو جائیں گے۔
 ان کے جمع ہونے کے بعد آسمان سے آواز خروج بلند ہوگی (عیسیٰ آسمانی)
 پھر تقریباً دس ہزار افراد آپ کے پاس جمع ہو جائیں گے اس وقت سفیانی
 کا لشکر بیابانِ رملہ میں ہوگا۔ اور اس لشکر کی ایک بڑی تعداد حضرت
 قائمؑ کے لشکر سے مل جائے گی اس کے بعد جنگ ہوگی۔ جس کے نتیجے میں
 سفیانی مع اپنے ایک ایک پیرو کے قتل کر دیا جائے گا اور مالِ غنیمت
 کثیر تعداد میں لشکر جناب قائم آل محمد علیہ السلام کے ہاتھ آئے گا۔
 بحار الانوار کی تیسرہ جلد میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے
 آئمہ طاہرین علیہم السلام کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اعلانِ ظہور تو رمضان
 میں ہوگا مگر قیام حضرت حجت روزِ عاشورہ۔ طاق سال میں ہوگا۔
 یعنی اس وقت آپ خروج فرمائیں گے۔ آپ سے سب سے اول بیعت
 کرنے والے جبرائیل علیہ السلام ہوں گے۔

علامات غیر حتمیہ مختصر

یعنی علامات شرطیہ (۱) کتاب مستدرک الوسائل میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سیاتی زمان علی امتی یقرّون من العلماء کما یقرّ الغنم من الذب ابتلاهم اللہ بثلاثہ اشیا الاول یرفع البرکۃ من اموالہم والثانی سلط اللہ علیہم سلطاناً جائراً والثالث ینخرجون من الدنیا بلا ایمان۔ آپ نے فرمایا میری امت پر وہ زمانہ آئے گا جب علماء سے لوگ اس طرح دُور بھاگیں گے جس طرح بکریاں بھڑیے بھاگتی ہیں۔ پس اس وقت خدا ان کو تین چیزوں میں مُبتلا کرے گا اول ان کے اموال سے برکت اُٹھ جائے گی دوسرے ظالم حاکم و سلطان ان پر مسلط ہو جائیں گے۔ تیسرے وہ دنیا سے بے ایمان اُٹھیں گے۔

(نوٹ) یہاں علماء سے مراد علمائے روحانی ہیں جن سے علیحدگی سے دین ہاتھ سے نکل جائے گا۔ ابھی تک پوری طرح علماء سے دُوری اختیار نہیں کی گئی ہے اس لئے علامت باقی ہے۔ ممکن ہے بعد میں علمائے روحانی سے بالکل بیزاری اختیار کی جائے۔

۲۔ حضرت حجت علیہ السلام نے شیخ مفید علیہ الرحمہ کو جو خط تحریر فرمایا (کتاب احتجاج طبری) اس میں فرمایا کہ جب اس مخصوص سال کا ماہ جمادی الاول آجائے تو عبرت اختیار کرنا ان واقعات سے جو اس مہینے میں واقع ہوں گے اور اس کے بعد رونما ہوں گے۔ تب بہت

جلد آسمان سے تمہارے لئے ایک علامت آشکار ہوگی اور فوراً ہی زمین مشرق میں وہ چیز واقع ہوگی جو حزن پیدا کرنے والی اور دلوں میں اضطراب کا موجب ہوگی۔ اس کے بعد عراق پر وہ گروہ غالب آجائے گا جو اسلام سے خارج ہوگا اور ان کی بد اعمالیوں کی وجہ سے اہل عراق معیشت کی تنگی میں مبتلا ہو جائیں گے مگر حیب ان میں سے ایک شہر بہرہ انسان مرجائے گا تو پرہیزگار بہت خوش ہو جائیں گے۔

دُنیا کے مختلف حصوں سے آنے والوں کے لئے حج کے راستے کھل جائیں گے۔

نوٹ :- یہ علامت قابل غور ہے۔ ممکن ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد بعث پارٹی کی حکومت ہو یا بعد میں کوئی ایسی حکومت آئے جس کا اسلام سے واسطہ ہی نہ ہو۔ روس وغیرہ۔ واللہ اعلم۔ بہر حال ابھی آسمان و زمین کی علامت بھی باقی ہے۔

(۳) کتاب غیبت نعمانی میں ابوالصیر کے حوالہ سے تحریر ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قائم کے خروج سے پہلے دو طاعون کا ظاہر ہونا لازمی ہے۔ ایک طاعون سفید۔ دوسرے طاعون سرخ۔ طاعون سفید یعنی مرگ سریع مرگ مفاجات۔ اور طاعون سرخ جنگ و خونریزی۔ (نوٹ) مرگ مفاجات میں روزانہ اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اور جنگ عظیم تیسری ابھی واقع نہیں ہوئی ہے۔ یہ انتظار ضروری ہے لہذا یہ علامت بھی پوری ملے مرگ مفاجات کے لئے صرف روزانہ اخبارات کی جانب (باقی حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

نہیں ہوئی۔

(۴) کتاب غیبت شیخ طوسی میں عبدالرحمن ابن کثیر نے بیان کیا کہ میرے سامنے ایک شخص بنام مہزم امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس نے ظہور کے وقت کے بارے میں دریافت کیا تو امام نے فرمایا جو شخص ظہور کا وقت متعین کرتا ہے وہ جھوٹ لوتا ہے اور ظہور کے لئے عجلت کرتے ہیں۔ یعنی کہتے ہیں کہ کیوں نہیں آئے اور کیوں نہیں آتے ہیں وہ ہلاکت کی طرف جا رہے ہیں اور جو ام الہی کو تسلیم کر کے انتظار کر رہے ہیں وہی نجات پانے والے ہیں ان کی بازگشت ہماری جانب ہوگی۔ (بحار ۱۳)

(۵) کتاب غیبت شیخ طوسی میں جابر جعفی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور کتاب غیبت نعمانی میں ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حوالہ سے بیان کیا کہ دونوں اماموں نے فرمایا کہ قائم کا ظہور اس وقت تک نہ ہوگا جب تک شیعہ چھلنی میں نہ چھان لئے جائیں یعنی اچھے اور بُرے علیحدہ نہ ہو جائیں۔ جیسے گہیوں چھان کر گھاس سے علیحدہ کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح شیعہ مصائب و امتحان کی چھلنی میں چھانے جائیں گے مگر یہ اس وقت ہوگا جب پچھلے مسلمان آبادی دین سے باہر ہو جائے گی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) توجہ کافی ہے۔ ڈاکٹر نوستر ڈائس ماہر علم ہئیت و نجوم نے چار سو سال پہلے اپنی پیش گوئیوں میں اس جنگ کا آغاز ۱۹۹۲ء سے بتایا ہے اور کہا ہے کہ یہ جنگ ۲۷ سال جاری رہے گی جس میں کثرت آبادی ختم ہو جائے گی۔ اس کی فلم بھی موجود ہے THE MAN WHO SAW TOMORROW

ابو بصیر کہتے ہیں کہ ہم نے امام سے کہا کہ جب ہم مسلم آبادی دین ترک کر دے گی تو پھر باقی کیا رہ جائے گا۔ تو امام نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم باقی ہم میں شامل ہو (یہ علامت بھی باقی ہے)۔ البتہ شیعوں کے امتحان کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور دین کو ترک کرنے والے مسلمانوں کی تعداد بھی روزانہ بڑھنا شروع ہو گئی ہے۔

(۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ آخر زمانے میں شیعوں کی تعداد اس قدر کم رہ جائے گی جیسے آنکھ میں سر رقتہ رقتہ کم ہو جاتا ہے اور یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ پوری طرح کب ختم ہو گیا۔ چنانچہ وہ وقت آئے گا جب بعض لوگ صبح کو ہماری شریعت پر ہوں گے اور رات کو اس شریعت سے خارج ہو چکے ہوں گے۔ اور بعض شنب میں متدین ہوں گے۔ لیکن صبح کو بے دین (۱۳ بحار) (یہ علامت بھی ابھی مکمل نہیں ہوئی) البتہ سلسلہ جاری ہو چکا ہے کہ روزانہ دین کی مخالفت میں محافل و مجالس منعقد ہوتی ہیں جن کو تمدن کا نام دیا جاتا ہے۔ ان مجالس میں تمام تقلید پرورد نصاریٰ کی کجائی ہے جو مخالف دین اسلام ہیں معلوم نہیں اس ابتداء کی انتہا کیا ہوگی۔ اور دین کس تیزی سے مسلمانوں سے دور ہو جائے گا اور ہم کن بلاؤں میں مبتلا ہوں گے۔ البتہ جو حضرات دین پر باقی رہیں گے ان کا مرتبہ بے حد بلند ہوگا۔ حضور اکرمؐ نے ان کو اپنا بھائی قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ تاریک رات میں نورانی چسراغ کی مانند ہیں جن کے نور ایمان سے لوگ مستفید ہو سکیں گے اور خدا

ان کو ہر فتنے سے نجات عطا فرمائے گا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اس دور میں حفاظتِ دین کے لئے دعائے غرقِ پُڑھنے والا نجات پا جائے گا۔ محمد ابن سنان کہتا ہے کہ میں نے امام سے دریافت کیا کہ دعائے غرق کیا ہے تو آپ نے فرمایا **يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا مُقَلِّبُ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ**۔ (غرق یعنی ڈوبنے والا حالتِ اضطراب میں کسی کو پکارے۔)

(۷) اس زمانے میں شیعوں کا فریضہ: امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس زمانے کے شیعوں کا فرض ہے کہ اپنے گھروں کا فرش بن جائیں۔ فتنہ و فساد میں شرکت نہ کریں تاکہ یہ فتنہ انھیں کو نقصان پہنچائے جو اس کے پیدا کرنے والے ہیں اگر ایسا کیا تو خداوند عالم ان کو جو شیعوں کو آزار پہنچانا چاہیں گے ایسے کاموں میں مشغول کر دے گا کہ ان کی فسر شیعوں کی جانب سے ہٹ جائے گی۔ (۳۱ بحار) اور شیعوں محفوظ رہیں گے۔ (قابلِ توجہ ہے یہ علامت)۔

دوسرے مقام پر امام مذکور نے جابر سے فرمایا کہ بہترین کام زمانہ غیبت میں ہمارے شیعوں کے لئے اپنی زبان کی حفاظت کرنا۔ اور اپنے گھر میں رہنا ہے۔ (۳۱ بحار) مقصد یہ ہے کہ شیعوں کو لوگوں کے بُرے کاموں اور فتنہ و آشوب سے کنارہ کشی کرنا چاہئے تاکہ زبانِ آدمی ہاتھوں سے بدکاروں کی مدد نہ ہو سکے۔

کتاب کفایت الاثر میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ شہر کوفہ میں منبر سے آخری زمانے کی علامتیں بیان فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو چاہیے کہ اس وقت اپنے گھروں میں رہو اور عبادت خدا کرتے رہو اور ایسے بن جاؤ جیسے کوئی آدمی انگائے کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لے اور چلنے پر صبر کرے۔ ذکر خدا تمام چیزوں سے بزرگ تر ہے۔ (۱۳ بحار)

۸۔ علم دین کا پوشیدہ ہو جانا:- امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ جب علم دین اس طرح پوشیدہ ہو جائے گا جیسا کہ سانپ اپنے بل میں پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ مقصد یہ کہ خوف و ترس کی وجہ سے ممکن نہ ہو گا کہ کوئی شخص علم دین و احکام دین بیان کرنے کی جرأت کرے خصوصاً مکہ و مدینہ کے درمیان اس لئے لوگوں کا فرض ہے کہ اپنی سابقہ معلومات پر ثابت قدم رہیں۔ یہاں تک کہ خدا حضرت بقیۃ اللہ (ع) کو پہنچا دے۔ (یہ علامت بھی پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ ابھی تو علم دین کا فروغ ہے)۔

اسی علامت کے ذیل میں امام مذکور نے ارشاد فرمایا کہ یہ اس وقت ہو گا جب شیعوں کے درمیان شدید اختلافات پیدا ہو جائیں گے۔ ایک دوسرے کو جھوٹا کہے گا اور ایک دوسرے کے منہ پر تھو کے گا۔ تب وقت ظہور بہت نزدیک ہو گا۔ (۱۳ بحار)۔

(۹) پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وائمہ علیہم السلام کی بیان کردہ چند

۱۵۳

مشترکہ علامات :- جن میں فرمایا کہ قائم رکھا ظہور جب ہوگا جب مرد عورتوں کی شبیہ اور عورتیں مردوں کی شبیہ بن جائیں گی جب مرد مردوں اور عورتیں عورتوں پر اکتفا کریں گی۔ اس سے پہلے عورت کی عورت سے شادی ہو چکی ہوگی۔ لوگوں کے فسق و فجور اور گناہوں پر لوگ ہنسیں گے فخر کریں گے ایسا کرنے والے کو کوئی برا نہ کہے گا نہ آؤ چیزیں سر عام پیٹنے کا رواج ہوگا۔ حاجیوں سے نہ جانے کی وجہ سے بیت اللہ معطل ہو جائے گا۔

اس زمانے میں عورتیں اپنی ہاتھیں (کلب) بنائیں گی مردوں کی طرح۔ نوجوان اپنے بالوں کے رنگ تبدیل کر کے ان میں لنگھی کر کے اس طرح آراستہ کریں گے جیسے بیوی خود کو شوہر کے لئے آراستہ کرتی ہے۔ لوگ نوجوانوں کو رقم دے کر اپنے ساتھ اعلان کرائیں گے۔ اعلان کی طرف لوگوں کی رغبت بڑھ جائے گی بلکہ اس عمل پر ایک دوسرے سے حسد کیا جائے گا۔ لوگ اپنے محرموں کے ساتھ مثل بیٹی اور بہن کے نہا کریں گے اور شادی نہ کریں گے بلکہ انھیں پر اکتفا کریں گے مردوں کو عورتوں کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کرنے پر سرزنش کی جائے گی۔ بلکہ لواط کا شوق دلایا جائے گا۔ مسلمان عورتیں اپنے آپ کو کافروں کے سپرد کریں گی (ان کے ساتھ عیاشی میں مصروف ہوں گی) گانے بجانے کے آلات کا اس قدر رواج ہو جائے گا کہ کوئی شخص دوسرے کو منع کرنے کی جرأت نہ کر سکے گا۔ (کیونکہ خود ملوث ہو گا)۔

۱۵۴

اہلبیت پیغمبرؐ کو گالیاں دی جائیں گی اور آئمہ سے محبت کرنے والوں کی گواہی ناقابل قبول ہوگی۔ عورتیں منبر رسولؐ پر چڑھ کر تقریریں کریں گی اور نامحرموں تک ان کی آوازیں پہنچنے کی وجہ سے ملائکہ ان پر لعنت کہیں گے۔ مردوں کو قبر سے نکال کر اذیت دی جائے گی اور ان کا کفن فروخت کیا جائے گا۔ انسان حیوان سے مقاربت کرے گا (مرد جانوروں سے اور عورتیں بچکھ اور کتوں سے) لوگوں کی زندگی مال حرام رشوت، سود اور بوجے کے ذریعہ خوش حال ہوگی۔ مرد عورتیں مثل حیوانات منظر عام پر شہوت رانی میں مشغول ہوں گے۔ اور خوف کی وجہ سے کوئی شخص ان کو برا بھلا بھی نہ کہہ سکے گا اولاد والدین کے مرنے پر خوش ہوگی جس دن لوگ گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہ کریں گے اس دن رنجیدہ ہوں گے۔

(نوٹ) تفصیلی خطبات جبرت انگیز ہیں جن میں آج کل کے معاشرے کی چودہ سو سال پہلے مکمل طور سے عکاسی کی گئی ہے یہاں میں نے چند علامات دہش کی ہیں۔ تفصیلات قیامت صغریٰ حصہ اول میں ملاحظہ فرمائیں۔ اور دوسری معروف کتابوں میں دیکھیں۔ اس وقت میں مندرجہ چند علامات کی جانب خصوصی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ان میں سے اکثر ابھی تک پایہ تکمیل تک نہیں پہنچے ہیں۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآئمہ علیہم السلام کے یہ خطبات دراصل حضرات کے معجزے ہیں اور ان کے مستقبل کے

علم کے شاہکار ہیں۔ اور میرا استدلال یہی ہے کہ جب ان حضرات کی بیان کردہ ۹۰ فیصد علامات پوری ہو چکی ہیں تو اب ۱۰ فی صد میں شک نہیں کیا جاسکتا۔ مگر انسانی قہر یہ ہے کہ اپنی عقل کے بل بوتے پر مختلف تناویلیں کرتے ہوئے خود کو شک میں مبتلا کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ آنے والا وقت آجائے گا اور اس وقت علاحدہ کفِ افسوس ملنے کے کوئی چارہ نہ رہے گا۔ خا عبث و یا ادلی الالبصار۔

تشریحی اشارے :- (۱) جب مرد عورتوں کی اور عورتیں مردوں کی شبیہ بن جائیں گی۔ چونکہ یہ مذکورہ علامتیں زمین کے کسی ایک ہی خط سے مخصوص نہیں ہیں بلکہ پورے کرۂ زمین سے متعلق ہیں اس لئے یہ علامت تو تقریباً دنیا کے تمام حصوں میں مکمل ہو چکی ہے۔ کہیں کم کہیں زیادہ۔ البتہ یورپ اور امریکہ میں کثرت سے ایسے لڑکے نظر آتے ہیں جو بناؤ سنگھار اور زیورات کے پہننے میں قطعاً عورتوں سے مشابہ ہیں۔ لباس میں لڑکیاں بالکل لڑکوں سے مشابہ ہو چکی ہیں ایسے لڑکوں اور لڑکیوں کو پنکھ کہا جاتا ہے کیونکہ ان دونوں کے بال بھی حضور اکرمؐ کے ارشاد کے مطابق مثل کوہان شتر ہو چکے ہیں۔ اب رفتہ رفتہ ہمارے ملکوں میں بھی میک اپ اور بالوں کی سجاوٹ تقریباً یکساں ہو رہی ہے۔ لباس میں شباهت تو بہت پرانی بات ہے۔ البتہ بدلتے ہوئے فیشن کے تقاضوں کے پیش نظر بہت جلد لڑکیوں میں بال کٹوا کر کھلے کالر کی قمیص اور پینٹ پہننے کا رواج ہو جائے گا اور پھر دونوں میں مشابہت کامل

بڑھ جائے گی بلکہ دونوں کی پہچان ہی مشکل ہو جائے گی۔ تب یہ علامت پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گی۔ اور شرم و حیا رکھنے والے والدین کو اپنی اولاد کو اس عالم میں دیکھ کر علاوہ صبر کے کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔ اس علامت کی تکمیل رفتہ رفتہ ہو رہی ہے۔ روزانہ فیشن بدل رہا ہے۔ (۴) عورت کی عورت سے شادی :- جب میں نے قیامت صغریٰ کے تیسرے ایڈیشن میں اس علامت کو تحریر کیا تو مجھ پر ایک پروفیسر صاحب کی جانب سے بذریعہ نون اعتراض ہوا کہ ہم آپ کے چھٹے امام کے پورے خطبہ سے جو قیامت صغریٰ میں درج کیا گیا ہے بہت متاثر ہوئے لیکن ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ یہ علامت کیسے مکمل ہوگی۔ اس لئے کہ آپس میں ناجائز تعلقات کے قیام کا جہاں تک سوال ہے تو وہ بہت قدیم ہے مگر بیتہ و جن النصار بالفسار۔ میں زوجیت کا لفظ استعمال ہوا ہے جو قانونی رشتہ اور تعلق پر دلالت کرتا ہے۔ اور ایسا پوری دنیا میں کہیں نہیں لہذا آپ اس کی تشریح کر کے ہمیں مطمئن کریں یا اس علامت کو کاٹ دیں۔ میں نے جواب کے لئے تھوڑا سا وقت لیا تا کہ معلومات میں اضافہ کر سکوں۔ خدا شاہد ہے ابھی چند یوم بھی نہ گزرے تھے کہ پاکستان کے اخبارات میں یہ اطلاع شائع ہوئی کہ دو ممالک نے قانوناً دو عورتوں کو براہ اعتبار زوجہ و شوہر ساتھ رہنے کی اجازت دے دی ہے۔ اب تو یہ اجازت بہت سے ممالک میں عام ہے۔ میں خود اپنی آنکھوں سے کیلی فورنیا (امریکہ) میں ایسے جوڑے دیکھ کر آیا ہوں۔ اس لئے زمانہ مستقبل

میں دوسرے ممالک کے لئے بھی شک نہیں کیا جاسکتا۔ (خدا مسلمانوں کو محفوظ رکھے) آمین۔

۳۔ اِکْتَفَى الرَّجَالُ بِالرِّجَالِ وَالنِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ :- جب مرد مرد کے لئے کفایت کرے گا اور عورت عورت کے لئے۔ یعنی رشتہ ازدواج قائم کرنے کا رواج ہی ختم ہونا شروع ہو جائے گا بلکہ دیدہ دلالت اس سے بچا جائے گا۔ (الامان الحفیظ) یہ علامت اس قدر سخت و عبرتناک ہے کہ مکمل تشریح بھی نہیں کی جاسکتی مگر سمجھنے کے لئے چند اشارے اور مشاہدات تحریر کرتا ہوں۔

امریکہ اور یورپ کی طرح ممکن ہے دوسرے ممالک میں بھی بہت جلد اقتصادی نبروں حالی اور ذاتی فضول خرچیوں کی بنا پر نوجوان مرد خود کو لڑکیوں سے بالکل دور کرنا شروع کر دے گا۔ کیونکہ اس وقت بھی یہ حالت تو ہو چکی ہے کہ نوجوان مرد و عورت خود کو قانونی طور سے رشتہ ازدواج میں منسلک کرنا پسند نہیں کرتا اس لئے کہ اس سے قانونی ذمہ داریوں میں اضافہ اور پابندیوں میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ لہذا دونوں بہ اعتبار فرنیڈ (بوائے فرنیڈ اور گرل فرنیڈ) ساتھ رہنا پسند کرتے ہیں اس درمیان میں اگر اولاد ہو جاتی ہے تو چونکہ وہ جائز نہیں ہوئی لہذا اس کی مالک حکومت ہے۔ اس اولاد کی قانوناً ذمہ داریاں نہیں سمجھی جاتیں جو اصل اولاد کی ہوتی ہیں۔ اب اگر دس پانچ سال کے باہمی تجربے سے دونوں بہ اعتبار ذن و شوہر رہنا پسند کریں تو چرچ جاکر قانوناً

مذہبِ ارشدہ ازدواج میں منسلک ہو جاتے ہیں۔ ورنہ علیحدہ ہو کر پھر دونوں اپنا اپنا علیحدہ علیحدہ راستہ تلاش کر لیتے ہیں اور ذمہ داریوں سے سبکدوش رہتے ہیں۔ مگر اولاد کا پیدا ہونا ایک مسئلہ پھر بھی باقی رہتا ہے جو اکثر پریشانی کا سبب بنتا ہے۔ ممکن ہے مستقبل میں حکومتیں ایسی اولاد کے لئے قانون کچھ سخت بنادیں اس لئے اس سے بچنے کا واحد راستہ یہی رہ جاتا ہے کہ پہلے تو باہمی تعلقات میں ایسے ذرائع استعمال کرنا چاہئیں جن سے اولاد کے عالم وجود میں آنے کا خطرہ ٹل جائے۔ یہ شوق اور یہ وباب اس قدر عام ہو چکی ہے کہ اس کی تفصیل لکھنا لا حاصل ہے۔ مگر ان ذرائع کے استعمال سے فریقین میں صحت انسانی پر جو اثرات مرتب ہو رہے ہیں وہ بڑے بھیانک ہیں۔ اور مختلف امراض کے عالم وجود میں آنے کا موجب ہیں۔ اس لئے ان کی وجہ سے خود بخود ان ممالک میں رفتارِ پیدائش کم ہونا شروع ہو گئی ہے۔ اور تناسب آبادی پر اثر پڑ رہا ہے۔ ممکن ہے آہستہ آہستہ یہ رفتار عبرت انگیز طور پر گھٹ جائے مگر فی الحال اس مسئلہ سے نمٹنے کا یہی طریقہ اختیار کیا ہے کہ اولاد کے عالم وجود میں آنے کے خوف سے مطمئن ہو جائیں تاکہ کسی قسم کی ذمہ داری باقی نہ رہے۔ اور تسکین جذبات و شہوت رانی میں کوئی رکاوٹ نہ ہو تو اس کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ مرد مردوں پر قناعت کر لیں اور عورتیں عورتوں پر چنانچہ یہ وبائیزی سے دُنیا میں عام ہونا شروع ہو چکی ہے۔ قارئین اس

بارے میں مجھ سے زیادہ معلومات رکھتے ہیں۔ میرے لئے اس سے زیادہ تفصیل لکھنے میں حیا مانع ہے۔ البتہ میں یو۔ س۔ و امریکی سفر میں اس علامت کے بارے میں کافی ذخیرہ معلومات حاصل کر چکا ہوں اور نتیجہ سے لرزہ بر اندام ہوں۔

بیز میری روح گہراتی ہے اس تصور سے کہ اگر خدا نخواستہ ہماری زندگی ہی میں جنگ عظیم ہو گئی اور کثرت سے مرد قتل ہو گئے تو عورتوں کا تناسب آبادی کیا ہو جائے گا۔ اور ان کا حشر کیا ہو گا جب کہ حضو اکرم نے صرف مصر کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ وہاں تناسب آبادی پچاس عورتوں میں ایک مرد کا باقی رہ جائے گا۔ علاوہ انہیں پوری دنیا میں آج کل عورتوں کی شرح ولادت اس قدر زیادہ ہے کہ پڑھی لکھی حسین و جمیل لڑکیوں کا اچھا رشتہ ملنا دشوار ہو رہا ہے تو پھر مستقبل میں کیا حال ہو گا اور مردوں کے برابر حقوق طلب کرنے والی عورت کا کیا انجام ہو گا۔ اور یہ طریقہ اپنانے کے بعد کیا موجودہ دور کی انسانیت کا انجام بھی قوم لوط جیسا نہ ہو گا۔ (العیاذ باللہ)

(۴) حج کا راستہ معطل ہو جائے گا:- یہ علامت ابھی پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ ابھی پوری دنیا سے سعودی عرب پہنچنے کے ذرائع موجود ہیں اور مسلمان بہ آسانی حج کی سعادت حاصل کرتے ہیں لیکن بعد میں ایسا وقت آئے گا۔ ممکن ہے جنگ کی وجہ سے ایسا ہو کہ کوئی حج کے لئے آسانی سے نہ جاسکے گا بلکہ حج کا راستہ ہی

موقوف ہو جائے گا۔

(۵) محبت اہلبیتؑ کی گواہی ناقابل قبول ہوگی :- یہ علامت بھی پوری نہیں ہوتی کیونکہ ابھی تک شیعہ و مجتہان آل محمد کو اس قدر ناقابل اعتبار نہیں سمجھا جاتا کہ ان کی گواہی بھی قابل قبول نہ ہو۔ مگر آنے والے زمانے میں بر بنائے دشمنی اہلبیت ایسا ہو گا کہ ان کی گواہی بھی قبول نہ کی جائے گی۔ دوسری علامات سے بھی شیعہ دشمنی کا پتہ چلتا ہے۔ خصوصاً عراق میں شیعیت کے جرم میں قتل عام ہو گا۔ جیسا کہ علامات حتمیہ میں تحریر کیا جا چکا۔

(۶) اذان و نماز پڑھانے کی اجرت لی جائے :- یہ علامت اگرچہ پوری ہو چکی ہے مگر ابھی پیش نماز صاحبان نماز کی اجرت کہہ کر نہیں لیتے بلکہ نقل و حرکت کا معاوضہ لیتے ہیں۔ ممکن ہے اس کے بعد براہ راست نماز و اذان کا معاوضہ لیا جائے۔

(۷) کتاب کمال الدین میں شیخ صدوق اور کتاب غیبت نعمانی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے حوالہ سے تحریر ہے کہ قبل از ظہور دو علامتیں ضرور ظاہر ہوں گی۔ (۱) مہینے کی پانچویں تاریخ کو چاند گرہن اور پندرہ تاریخ کو مہینے کی سورج گرہن جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت سے اب تک ایسا نہ ہوا ہو گا اس وقت یحییٰ کا حساب ناکام ہو جائے گا۔ (بحار جلد ۱۳) یہ علامت بھی ابھی مکمل نہیں ہوئی بعض روایات میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سورج گرہن

ماہ رمضان کی ۵ تاریخ کو ہوگا یا ۱۵ تاریخ کو اور چاند گرہن آخر ماہ میں۔
 (۸) سرخ موت اور سفید موت :- سرخ موت جنگ و خونریزی
 اور سفید موت طاعون۔ نتیجہ میں امام نے فرمایا کہ سات میں سے پانچ
 افراد مر جائیں گے۔ یعنی $\frac{5}{7}$ آبادی ختم ہو جائے گی۔ (علامت بھی باقی ہے)۔
 (۹) بصرہ کی تباہی اور آسمانی آگ :- کتاب ارشاد شیخ مفید میں حضرت
 امام جعفر صادق علیہ السلام کے حوالہ سے تحریر ہے کہ ظہور کی خاص علامتوں
 میں آسمان میں آگ کی کرنی کا پھیل جانا یا آسمان سے آگ کا ظاہر ہونا اور
 بغداد و بصرہ کی زمین کا دھنس جانا خصوصاً بصرہ میں بے حد خونریزی ہوگی۔
 مکانات برباد ہو جائیں گے۔ اور وہاں کے باشندے چاروں طرف
 پراگندہ ہوں گے۔ بلکہ کل اہل عراق پر خوف غالب ہو جائے گا (یہ علامت
 بھی باقی ہے)۔

(۱۰) عریال عورتیں :- حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اصیغ ابن
 بنانہ سے ارشاد فرمایا کہ جب وقت ظہور قریب ہوگا تو وہ زمانوں میں
 بدترین زمانہ ہوگا۔ کیونکہ اس وقت ایسی عورتیں ظاہر ہوں گی جن کا سر
 اور چہرہ کھلا ہوا ہوگا۔ اور جسم باوجود لباس عریاں زینت و آرائش
 ان کا شعار ہوگا۔ اور دین خدا سے وہ خارج ہو جائیں گی۔ مردوں
 کے امور میں شرکت کریں گی۔ شہوت کی جانب راغب ہوں گی۔ لذتوں
 کی طرف تیزی سے دوڑیں گی اور حرام خدا کو حلال کر لیں گی ایسی عورتیں
 ہمیشہ جہنم میں رہیں گی اور حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ ایسی عورتوں

کے سر کے بال کو ہاں شتر کی طرح مختصر ہو جائیں گے (پیکھ) اس لئے تم ایسی عورتوں پر لعنت کرو۔ اس لئے کہ وہ لعنت شدہ ہیں۔ آج کل کی عورتیں خصوصاً مسلمان عورتیں ان ارشادات کی روشنی میں اپنی شکل ملاحظہ کریں۔ کیونکہ ابھی تھوڑی سی پُرانی تہذیب باقی ہے۔ کچھ عورتوں کے سروں پر ابھی دوپٹہ بھی ہے اور جسم بھی ڈھکا ہوا ہے رفتہ رفتہ یہ علامت مکمل ہو رہی ہے۔ ممکن ہے بعد میں آنے والی نسل میں یہ چیزیں بالکل غائب ہو جائیں۔ علامت میں چونکہ یہ ارشاد فرمایا ہے کہ یہ عورتیں دین سے خارج ہو جائیں گی تو اس سے مراد یقیناً مسلمان عورتیں ہیں۔ درنہ مشرک و کافر عورتوں کا تو دین سے تعلق ہی کیا۔ مسلمان عورتوں کے لئے یہ علامت دس عبرت ہے۔

(۱۱) خائن و فاجر علماء :- حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ (اے ابنِ سعد) آخر زمانے کے علماء بدترین خلقِ خدا ہوں گے۔ خدا ان کو ایسی حالت میں داخلِ دوزخ کرے گا کہ وہ اندھے گونگے اور بہرے ہوں گے (اے ابنِ سعد) وہ علماء دعویٰ کریں گے کہ وہ میرے دین اور میری سنت پر عمل پیرا ہیں۔ لیکن درحقیقت وہ مجھ سے بیزا ہیں اور میں ان سے بیزا۔ خدا کی قسم جس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے کہ وہ علماء بندہ اور سور کی شکل میں مسخ کر دیئے جائیں گے۔ یہ علماء وہ ہوں گے جنہوں نے مفاہدِ دینیت اور حصولِ دُینا کے لئے علمِ دین کو حاصل کیا ہوگا۔ خدا نے جنت کو ان پر حرام کر دیا ہے۔ ان کا تمام علم بیاکاری پر مبنی ہوگا کیونکہ وہ خود

اس علم پر عمل پیرا نہ ہوں گے۔

کتاب روضۃ العظیمین میں تحریر ہے کہ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانہ میں علماء بکثرت قتل کئے جائیں گے۔ اس طرح جیسے چور اور ڈاکو قتل کئے جاتے ہیں۔ کاش اس زمانے کے علماء خود کو نادان قرار دیتے تاکہ بچ جاتے۔ دوسرے مقام پر حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ آخر زمانے کے علماء لوگوں کو آخرت کی ترغیب دیں گے لیکن خود دنیا دار ہوں گے۔ یہ علماء جبار و متکبر دشمن خدا ہوں گے۔ (بخاری اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ان علماء کا میلان فلسفہ اور تصوف کی جانب ہوگا۔ خدا کی قسم یہ علماء شریعت اسلام کے رستے کو ترک کر کے راہ حق میں تحریف کی کوشش کریں گے۔) اور نئے نئے عقائد ہمارے دوستوں اور شیعوں کو گمراہ کریں گے۔ ان کی زندگی ریاکاری اور تزویر سے بھرپور ہوگی تاکہ لوگوں کی توجہ کامرکز ہو سکیں اپنے دین ایمان کی حفاظت کے لئے ایسے علماء سے دوری اختیار کرنا ضروری ہے۔ یہ علماء پارٹیاں بنائیں گے اور ان کے سہارے زندگی بسر کریں گے۔ مزید ارشاد فرمایا کہ میرے بعد میرے منبر پر عورتیں چڑھیں گی ایسی حالت میں کہ نجس ہوں گی۔ اور بندہ مشغول رقص ہوں گے۔ یعنی بچے اور

۱۷ علماء کی ریاکارانہ حرکتوں کے لئے مجھے لکھے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ قارئین محترم ان کے اقدامات۔ ان کے استقبالیہ جلسہ اور ان کی تقریریں اور ان کے طرز زندگی کو خود ملاحظہ کریں اور امر کے قول کی تصدیق کریں۔

بے پڑھے لکھے لوگ منبر پر عجیب و غریب حرکتیں کریں گے اور تقریریں کریں گے۔
یہ علامت بہت کچھ پوری ہو چکی ہے اور باقی پوری ہو رہی ہے۔
(کتاب احترام منبر، ملاحظہ فرمائیں)۔

(۱۲) مختلف علامات :- از کتاب غیبت طوسی :- فضیل بن شاذان

بحوالہ حضرت امام جعفر صادق بیان کرتا ہے کہ قائمؑ کا خروج اس
وقت تک نہ ہو گا جب تک ۱۲ بنی ہاشم اپنے مہدیؑ ہونے کا دعویٰ نہ
کریں۔ (ابھی یہ علامت شاید باقی ہے) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے
ارشاد فرمایا کہ قبل از ظہور خاص علامت پہلی مرتبہ ٹڈیوں کا آنا اپنے
وقت پر اور پھر سُرخ خونی رنگ کی ٹڈیوں کا آنا غیر وقت پر ضروری ہے۔
حضرت عمار یا سر نے فرمایا کہ ظہور کا اس وقت انتظار کرنا جب
ترک (روسی) روم (انگریز) عیسائی آپس میں جنگ شروع کر دیں اور
روئے زمین جنگ کی لپیٹ میں آجائے تو اس وقت جب دمشق کے
قلعہ سے آواز بلند ہوئے اور دمشق کی مسجد کی دیوار برباد ہو جائے تو وقت
قریب ہو گا۔ کیونکہ اس وقت دمشق فتح ہو جائے گا اور شام کا ایک
دیہات جس کا نام جابہ ہو گا زمین میں دھنس جائے گا۔ (علامت
باقی ہے۔ روسی ترک جزیرہ (یعنی جزیرۃ العرب) میں اور روسی
(عیسائی) رملہ میں داخل ہو جائیں گے۔ اس سال مغرب میں شدید
اختلافات پیدا ہوں گے۔ اور پہلا علاقہ جو برباد ہو گا وہ شام
ہے۔ یہاں تین جھنڈے جمع ہوں گے۔ (۱) سُرخ و سفید (۲) سیاہ و سفید۔

(۳) سفیانی کا جھنڈا۔ (علامت باقی ہے)۔

سعید ابن جبیر نے بیان کیا جس سال امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا اس سال چوبیس ٹکڑے بارش ہوگی۔

حضرت امام زین العابدینؑ نے ارشاد فرمایا کہ ظہور سے پہلے عوف بن سلمیٰ جزیرہ سے خروج کرے گا۔ اس کے بعد سفیانی ملعون کا وادیٰ یالس سے خروج ہوگا۔

از کتاب علام الظہور :- وقت ظہور کی خاص علامت آنحضرتؐ کی شمشیر کا خود بخود غلاف سے باہر آنا ہے۔ دجال کا خروج اور دریائے ساوہ میں پانی کا آجانا۔ سال ظہور میں درختوں کے میوؤں کا خراب ہو جانا۔ ایسے ٹیلیفون کا عام ہو جانا ہے جس میں دو دروازے بات کرنے والے کی تصویر بھی نظر آئے۔ شہر قم سے علم کا منتشر ہونا ایران کے سکے کا عراق میں رواج ختم ہو جانا۔ منبروں پر جاہلوں کا اور اطفال کا بصورت خطیب نمودار ہونا۔ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا اہل مدینہ سے مخاطب ہو کر کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تمہارا مقابلہ ترکوں سے نہ ہو جائے۔ وہ جماعت جن کی آنکھیں چھوٹی چہرے سُرخ دماغ چھوٹے چہرے چوڑے پُر گوشت ہوں۔ بخاری میں ہے کہ ان کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔ (چینی)۔

۱۵ علام الظہور - ص ۵۷ علام الظہور ص ۵۷
۱۶ علام الظہور ص ۸۷ - (نوٹ) مندرجہ خوالے علامت نمبر اسے متعلق ہیں۔

کتاب مہدی منتظر میں حجۃ الاسلام آقاؑ محمد حجاج محمد جواد خراسانی نے تحریر فرمایا ہے کہ قبل از ظہور مندرجہ علامات کا پورا ہونا ضروری ہے۔
 (۱) شدتِ فتنہ و فساد و جنگ۔ اس کی انتہا یہ ہوگی مطابق ارشاد
 پیغمبر اکرمؐ کہ صفحہٴ ارض پر کسی جگہ کوئی پناہ گاہ باقی نہ رہے گی۔ اور
 مطابق ارشاد حضرت امام محمد باقرؑ النساءوں کا حال ان خوف زدہ
 بکریوں کی مانند ہو جائے گا جو نہ اپنا دفاع کر سکتی ہوں اور نہ انھیں
 پناہ مل سکتی ہو۔ اور قصاب چھری بدست سر پر موجود ہو۔ عقل مندوں کی عقلیں
 اس فتنہ سے اس طرح زائل ہو جائیں گی گویا عقلمند انسان جانور ہو گئے ہوں۔
 دُنیا کے ہر گوشے میں فتنہ برپا ہوگا۔ اس وقت لوگ مرنے کی تمنا کرنے لگیں گے۔
 قبروں پر جا کر مُردوں سے کہیں گے کاش میں تیری جگہ ہوتا۔ بھائی بھائی
 کو قتل کرے گا۔

(۲) کوفہ میں دارالامارۃ کی دوبارہ تعمیر۔ کوفہ کے دریاے فرات پر
 عظیم پل کی تعمیر جہاں ستر ہزار آدمی قتل ہوں گے۔ اور دریاے فرات کا
 پانی زنجین ہو جائے گا۔ تین جھنڈے کوفہ میں جمع ہوں گے مگر قاتل و
 مقتول دونوں جہنمی ہوں گے۔

(۳) حکومتیں تیزی سے منقلب ہوں گی صبح کو کوئی حاکم ہوگا اور شام
 کو کوئی اور حاکم ہوگا۔

(۴) شدید قحط سالی ہوگی تین سال تک مسلسل۔

(۵) زلزلے بہت زیادہ آئیں گے پوری دنیا میں خصوصاً شام کا زلزلہ

جس میں ایک لاکھ آدمی مرجائیں گے۔

(۶) مستحقین بارہ (۱۲) مشتبہ جھنڈے یکے بعد دیگرے ظاہر ہوں گے جن میں تعین نہ ہو سکے گا کہ کون سا جھنڈا ہدایت کا ہے اور کون سا گمراہی کا۔

(۷) بغداد میں پتھروں کی بارش ہوگی اور سُرخ ہوا چلے گی جس سے چہرے جھلس جائیں گے۔ اور وہاں کے علما کی شکلیں سُور اور بندر جیسی ہو جائیں گی۔ چہروں کا رنگ سیاہ اور آنکھیں نیلی ہو جائیں گی۔ (۸) سالِ ظہور میں سردی بہت ہوگی۔

(۹) کتاب بکار الانوار میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا :- سیاتی زمان تکون بلدة قم واهلها حجة علی الخلائق الخ۔ یعنی بہت جلد وہ وقت آئے والا ہے کہ شہرِ قم اور وہاں کے رہنے والے مخلوقات دُنیا پر حجت ہوں گے۔ اور وہاں کے پروگرام سے استفادہ کریں گے اور اس پر عمل پیرا ہوں گے۔ دُنیا کا جو تگر بھی تم کی جانب بُرائی کا قصد کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ (اکثر علماء نے اس روایت کی مطابقت آیت اللہ خمینی مدظلہ کے دُور سے کی ہے)۔

(۱۰) سفینۃ البحار میں حضرت موسیٰ ابن جعفر سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا تم سے ایک شخص کھڑا ہوگا جو لوگوں کو حق کی دعوت دے گا لوگوں کے گردہ لوہے کے ٹکڑوں کی طرح اس کے گرد جمع

ہو جائیں گے جن کو زمانہ کی تند و تیز ہوائیں اپنے مقام سے نہ ہٹا سکیں گی۔ وہ لوگ جنگ و رزم سے نہ خستہ ہوں گے نہ دل تنگ۔ ان میں ہراس و خوف قطعاً پیدا نہ ہو گا۔ ان کا ذاتِ خدا پر توکل ہو گا اور انجامِ نیک تو پر ہیزگاروں سے متعلق ہے۔ (یہ روایت بھی آیت اللہ خمینی سے متعلق ہے)۔ شاید

۱۱) کتاب عقائد الامامیہ اثنا عشریہ میں حضرت امیر المومنین سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اطرافِ جہان سے یہودی سمٹ کر فلسطین میں آئیں گے۔ اور اپنے لئے ایک حکومت قرار دیں گے۔ پہلے جو لوگ ان سے جنگ کریں گے شکست کھائیں گے پھر مسلمان عربوں سے متحد ہو جائیں گے۔ تو سب مل کر جنگ کریں گے اور فتح مند ہوں گے اور کوئی یہودی فلسطین میں باقی نہ رہے گا۔ انشاء اللہ۔ میں نے نہایت اختصار سے چند علاماتِ ضروری جن میں سے اکثر واقع نہیں ہوئیں تحریر کر دی ہیں تاکہ صاحبانِ ذوق ان کی جانب متوجہ رہیں۔ مزید تحریر کرنے میں کتاب کے طولانی ہونے کا اندیشہ ہے۔ اگر حیاتِ مستعار نے فرصت دی اور حضرت حجت علیہ السلام کے صدقے میں صحت کسی قابلِ رہی تو بعد کو مختصراً ظہور کے سال کی علامات اور بعد از ظہور کی تفصیلات حضرت کی حکومت کی شان اور مومنین کی آن بانِ اسلام کا فروغ اور رجعتِ آمنہ علیہم السلام پر کچھ تحریر کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ

مطالعہ کرنے والے حضرات مجھے اپنی دعاؤں میں فراموش نہ فرمائیں گے۔
اور اپنے مفید مشوروں سے مجھے نوازیں گے۔ والسلام علی من التبع الہدیٰ۔

غیبتِ کبریٰ میں شیعوں کی ذمہ داری

(۱) مختلف کتب میں تحریر ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بعد نماز صبح و ظہر کہے اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ عَجَلْ فَرَجَهُمْ دہر گز نہ مرے گا۔ جب تک کہ حضرت حجت (ع) سے ملاقات نہ کر لے۔ کہنے سے مراد ہے کہ عادت ڈال لے ہمیشہ کہا کرے بلکہ ہمیشہ دروہی طرح پڑھا کرے۔

(۲) دعائے عہد نامہ اور دعائے تعجیل طہور کا پڑھنا آخری زمانے کی ہلاکتوں اور فتنوں سے نجات کا ضامن ہے۔ (دونوں دعائیں کتاب مفاتیح الجنان میں موجود ہیں۔)

(۳) دعائے غریقی ہر دن اور ہر رات بلکہ ہر نماز کے بعد پڑھنے سے دین محفوظ رہے گا۔ مگر اسی سے نجات ملے گی۔ دُعا یہ ہے:۔
يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا مُقَلِّبُ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ دَعَايْ دُئِيْكَ۔ آمَنَ عَلَيْهِمُ السَّلَام نے اس دعا کے لئے بے حد ہدایت فرمائی ہے۔ مومن کا فرض ہے کہ غافل نہ ہو۔

(۴) حضرت کے وجود کی سلامتی کے لئے دعا کرنی چاہیے آپ کی حفاظت کے لئے صدقہ دینا اور دوسرے اعمالِ خیر

نیابت میں بجالانا چاہئیں۔ خصوصاً دعا :- اللّٰهُمَّ كُنْ لَوَلِيِّكَ الْخَلِيفَ
مفاتیح الجنان پڑھنا چاہیے۔

(۵) اپنی پریشانیوں اور مصیبتوں میں حضرت سے رجوع کرنا چاہیے
آپ کی خدمت میں کسی بھی وقت عریضہ بھیجنا چاہیے۔ آپ سے
مدد طلب کرنی چاہیے۔ یا صاحب الزماں ادرکنی۔

ہدایت خصوصی :- حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے
غیبت کبریٰ کے زمانے میں مومنین کو خصوصی ہدایت فرمائی کہ
تقیہ کی زندگی اختیار کریں۔ اپنے عقیدہ باطنی کو پوشیدہ رکھیں۔
زبان کی حفاظت رکھیں۔ پروینگنڈے سے اپنے کو بچائے رکھیں۔
اس طرح زندہ رہیں جس طرح پرندوں میں شہد کی مکھی جس کو
سب کمزور سمجھتے ہیں مگر اس میں پوشیدہ شہد سے ناواقف ہیں۔
اسی طرح مومن زندہ رہیں۔

اس لئے تم زبان و بدن سے لوگوں سے میل جول رکھنا۔
لیکن دل سے اور عمل سے ان سے علیحدہ رہنا خدا کی قسم مجھے
علم ہے کہ اس وقت تم آٹے میں نمک کی طرح رہ جاؤ گے۔ یعنی
صرف زبان سے خود کو میرا شیعہ کہو گے مگر دل سے نہ ہو گے۔

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام
کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے بیٹا نیز کیا حال ہو گا اس وقت جب تو
ایسی قوم کو پائے گا جس کے بچے شریعہ و خلیفہ، جوان جرمی و بے باک بزرگ

امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے گمیز کرنے والے اس قوم کے دانا دانشور
مکاتودھو کے بازو اور حق کی پیروی سے جہنم پوشی اور خواہشات دُنیا کی
پیروی کرنے والے ہوں گے۔ ان کے دل سیاہ ہوں گے۔ وہ آواز حق کو نہ سنیں
گے۔ اگر تو ان کا ساتھ دے گا تو وہ تجھے فریب میں مبتلا کر دیں گے۔ ظاہر میں
تیرے ساتھی اور باطن میں تیرے دشمن ہوں گے۔ سنیں ان کے درمیان
سے اٹھ جائیں گی اور بدعتیں ان میں ظاہر ہوں گی۔

پس اے بیٹا جب تو ایسا زمانہ دیکھ لے تو ان کے درمیان اونٹ
کے دوسالہ بچے کی مانند ہو جانا جس پر نہ بوجھ لا دیا جاسکے نہ جس کی اُون کالی
جاسکے اور نہ جس سے دودھ حاصل کیا جاسکے۔ (مقصد یہ کہ اس دور
میں بالکل خاموش زندگی بسر کرنا کیونکہ وہ بدترین زمانہ ہو گا) بھرا شاد
فرماتے ہیں کہ وہ ایسا زمانہ ہو گا کہ اگر تو عالم ہو گا تو تیری غیبت کی
جائے گی اور اگر جاہل ہو گا تو کوئی ہدایت و راہ نمائی کرتے والا نہ ہو گا۔
اگر تو علم طلب کرے گا تو لوگ کہیں گے یہ پردہ زحمت برداشت
کر رہا ہے اگر علم کو ترک کرے گا تو کہیں گے تو عاجز و مجبور ہے۔ اگر تو
عبادت میں مشغول ہو گا تو بیاکار کہلائے گا اگر خاموش رہے گا تو کہیں
گے کو لگا ہے۔ اگر کلام کرنے والا ہو گا تو کہیں گے زبان دراز ہے۔ اگر
تو خیرات کرے گا تو فضول خرچ کہلائے گا۔ اگر کفایت شعار ہو گا
تو کہیں گے کنجوس ہے۔ اگر ضروریات میں لوگوں کا محتاج ہو گا تو
تجھ سے روٹی اختیار کریں گے اور تیری مذمت میں مصروف ہو جائیں گے۔

اگر لوگوں کی جانب متوجہ ہوگا تو تجھ پر مختلف ہمتیں اور بہتان تراشے جائیں گے لہذا ایسے زمانہ کے لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے خاموش زندگی بسر کرنا اور اللہ سے ڈرتے ہوئے دین کی پابندی کرتے رہنا۔ (مقصد یہ کہ اس زمانہ میں انسان کو کسی طرح سکون نصیب نہ ہوگا اگر کچھ نجات ہوگی تو خاموش رہنے، زبان کی حفاظت کرنے اور پروپیگنڈہ سے باز رہنے میں ہوگی شاید اب وہی زمانہ آگیا ہے (واللہ اعلم بالصواب)۔

علامت خاص الخاص

کتاب بحار الانوار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بہت جلد کو فرعونین سے خالی ہو جائے گا اور وہاں سے علم اس طرح پوشیدہ ہو جائے گا جیسے سانپ اپنے سوراخ میں پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد علم اس شہر سے ظاہر ہوگا جس کو تم کہتے ہیں وہ شہر معدن علم و فضل ہوگا وہاں سے علم دین نشر ہوگا۔ انتہا یہ کہ روئے زمین پر کوئی فرد ایسا نہ رہے گا جو دین میں مستضعف ہو یعنی دین اسلام سے بے خبر ہو۔ حتیٰ کہ پردہ نشین عورتیں بھی دین سے واقف ہو جائیں گی مگر یہ ہم آل محمد کے قائم کئے ظہور کے نزدیک ہوگا۔ انقلاب اسلامی ایران کے بعد حضرت امام خمینی مدظلہ العالی کے وجود کی برکت سے یہ علامت اس دور میں مکمل طور پر پایہ تکمیل تک پہنچ چکی ہے لہذا مطابق ارشاد امام صادق ؑ اب وقت ظہور مجید نزدیک ہے۔ عجل اللہ تعالیٰ فرجک وجعلنا من الصارک ورحمۃ اللہ علیہ

دُعائے حضرت صاحب العصر والزمان علیہ السلام

اس دعا کو حضرت حجت علیہ السلام نے ایک شدید مصیبت میں مبتلا شخص کو ناطین علیہ السلام کے روضہ میں بذات خاص تعلیم فرمایا جس نے اس دعا کی برکت سے بہت جلد مصیبت سے نجات پائی۔

موجودہ دنیا کے دورِ مصائب میں اس دعا کا ورد حیرت انگیز نتائج کا آئینہ دار ہے۔ لہذا مومنین بعد نماز اس کی تلاوت سے غافل نہ رہیں۔

دعا یہ ہے :- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَللّٰهُمَّ عَظُمَ الْبَلَاءُ وَبَرِحَ الْخَطَا ؕ وَ اُنْكَشَفَ
الْغَطَا ؕ وَ اَلْقَطَعَ الرَّجَا ؕ وَ صَاقَتِ الْاَرْضُ وَ مُنِعَتِ
السَّمَا ؕ وَ اَنْتَ الْمُسْتَعَا نُ وَ التَّوَكُّلُ الْمُشْتَكٰی وَ
عَلَيْكَ الْمُحْوَلُ فِي الشَّدَا ؕ وَ الرَّخَا ؕ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ اَوْ لِی الْاَمْرِ الَّذِیْنَ فَرَضْتَ عَلَیْنَا
طَاعَتَهُمْ وَ عَزَّفْتَنَا بِذٰلِكَ مَنَرًا لَهُمْ فَفَرِّحْ
عَنَّا بِحَقِّهِمْ اَفْرَجًا عَلٰجًا قَرِیْبًا کَلِمَ حُ الْبَصْرِ
اَوْ هُوَ اقْرَبُ یَا مُحَمَّدُ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ یَا مُحَمَّدُ اَکْفِیَانِیْ وَ اَنْکَلُمَا
کَافِیَانِ وَ اَنْصُرَانِیْ وَ اَنْکَلُمَا نَاصِرَانِ یَا مُوَلَا نَا یَا صَاحِبَ
الزَّمَانِ الْغَوْنُ الْغَوْنُ الْغَوْنُ اَدْرِکْنِیْ اَدْرِکْنِیْ اَدْرِکْنِیْ
السَّاعَةَ السَّاعَةَ السَّاعَةَ الْعَجَلُ الْعَجَلُ الْعَجَلُ یَا
اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ مُحَمَّدٌ وَ اَلِہِ الطَّاهِرِیْنَ ط

غیبت کبریٰ کے زمانے میں دعائے وحدت کی پابندی
بہت سے اجتماعی مصائب سے نجات کی ضامن ہے خصوصاً اس زمانے
میں نماز جماعت میں پابندی بے حد موثر ہے۔

دُعائے وحدت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خدا کے نام شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْهَآ وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ لَا إِلَهَ

نہیں ہے کوئی معبود سوائے خدا کے واحد کے اور ہم سب اس کے مطیع و فرمانبردار ہیں، نہیں ہے کوئی معبود

إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ

سوائے اللہ کے۔ ہم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتے ہم پورا اخلاص اس کی عبادت کرتے ہیں خواہ

كِرَةً مِّنْ شُرَكَائِهِمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّ آبَائِنَا

شرکوں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار کیوں ہو نہیں سکتی کوئی معبود سوائے اللہ کے وہ ہمارا اور ہمارے آباء و اجداد کا رب ہے۔

أَوَّلِينَ هَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ وَحْدَهُ أَجْمَعُونَ

جو پہلے ہیں۔ کوئی معبود سوائے اللہ کے وہ یکتا ہے وہ یکتا ہے وہ یکتا اس پر اور اللہ پر اور اللہ

وَلَنُصْرِعُنَّ عُنْدَهُ وَاعْتَرَضْنَاهُ وَهَزَمْنَا الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ فَلَهُ الْمُلْكُ

اس نے اپنے بندہ کی مدد کی اپنے لشکر کو فتح عطا کی دشمنوں کو شکست فاش دے کر ہمارے چھوٹے بھائیوں کو بڑا کر دیا۔

وَلَهُ الْحُكْمُ عِندَ عِزِّهِ وَمَكَيْتٌ وَمَكِيدٌ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ

اور وہی لائقِ قضاوت ہے وہی زندہ ہے نہ ہی مرے گا نہ ہی بیمار ہوگا نہ ہی بھٹکے گا نہ ہی تھکے گا نہ ہی مائل ہوگا نہ ہی

وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

تسبیح با الحیر

فہرست کتب جن سے مدد لی گئی

- | | |
|--------------------------|---------------------------------|
| ۲۱ - حدائق | ۱ - آخر ساعہ مجلہ مصری |
| ۲۲ - الذریعہ | ۲ - الانباء مجلہ کویتی |
| ۲۳ - روضات الجنات | ۳ - ابنارمکو جلد پشوروی |
| ۲۴ - ریاض العلماء | ۴ - جمہوریت چاپ بغداد |
| ۲۵ - سفینۃ البحار | ۵ - الفکر الحدید مجلہ عراقی |
| ۲۶ - سنن ترمذی | ۶ - نہایت الادب لغت |
| ۲۷ - سیرت حلبی | ۷ - اثبات الہدایۃ شیخ حرّ عاملی |
| ۲۸ - العبقری الحسان | ۸ - احتجاج طبرسی |
| ۲۹ - الغدیر | ۹ - ارشاد مفید |
| ۳۰ - غیبت شیخ طوسی | ۱۰ - اصول کافی |
| ۳۱ - فرہنگ نامہ | ۱۱ - اعلام الودعی |
| ۳۲ - قاموس الاعلام | ۱۲ - الزام الناصب |
| ۳۳ - کلمۃ الامام المہدیؑ | ۱۳ - الانوار الغنائیہ |
| ۳۴ - کنز العمال | ۱۴ - بحار الانوار |
| ۳۵ - مثلث برمودا | ۱۵ - البیان آیت اللہ خوئی |
| ۳۶ - مجالس المؤمنین | ۱۶ - تاریخ غیبتہ الکبریٰ |
| ۳۷ - مصباح کفعمی | ۱۷ - جغرافیائے جہاں |
| ۳۸ - نجم الثاقب | ۱۸ - جمال الاسبوع |
| ۳۹ - نبح البلاغۃ | ۱۹ - جنتۃ المادوی |
| ۴۰ - نیایح المودۃ | ۲۰ - جواهر الکلام |

قیامت صغریٰ

—(حصہ اول)—

مولانا سید محمد عباس قمر زیدی کی مشہور کتاب قیامت صغریٰ
”چھٹا ایڈیشن“ جس میں حیرت انگیز علامات ظہور امام مہدی علیہ السلام کی پیش گوئی
جنگ - ایران میں شہنشاہیت کا خاتمہ - زمین آسمان کے درمیان آگ -
آسمانی چیخ - زلزلوں کی زیادتی - سانپوں کی بارش - چینیوں کا عرب میں داخلہ
نیزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ظہور امام مہدی علیہ السلام جیسے مضامین
درج ہیں - جلد خرید فرمائیے - قیمت ۲۰ روپے -

”روحوں کا سفر موت کے بعد“

حضرت حجۃ الاسلام آقائے نجفی قزوینی اعلیٰ اللہ مقامہ کی
مشہور تالیف ”سیاحت غرب“ یا ”سروشۃ ارواح بعد از مرگ“ کا
اردو ترجمہ جس میں عالم برزخ کی عقوبات و عذاب کی مکمل کیفیت -
قرآن و احادیث کی روشنی میں نجات کے طریقے - ہمزاد کی کارستانی -
جسم تمثیلی کی کارگزاریاں - محبت اہلبیت کے ثمرات اور روزِ حساب
تک تک سفر کی مکمل روداد درج ہے - قیمت ۲۰ روپے
جلد خرید فرمائیے -